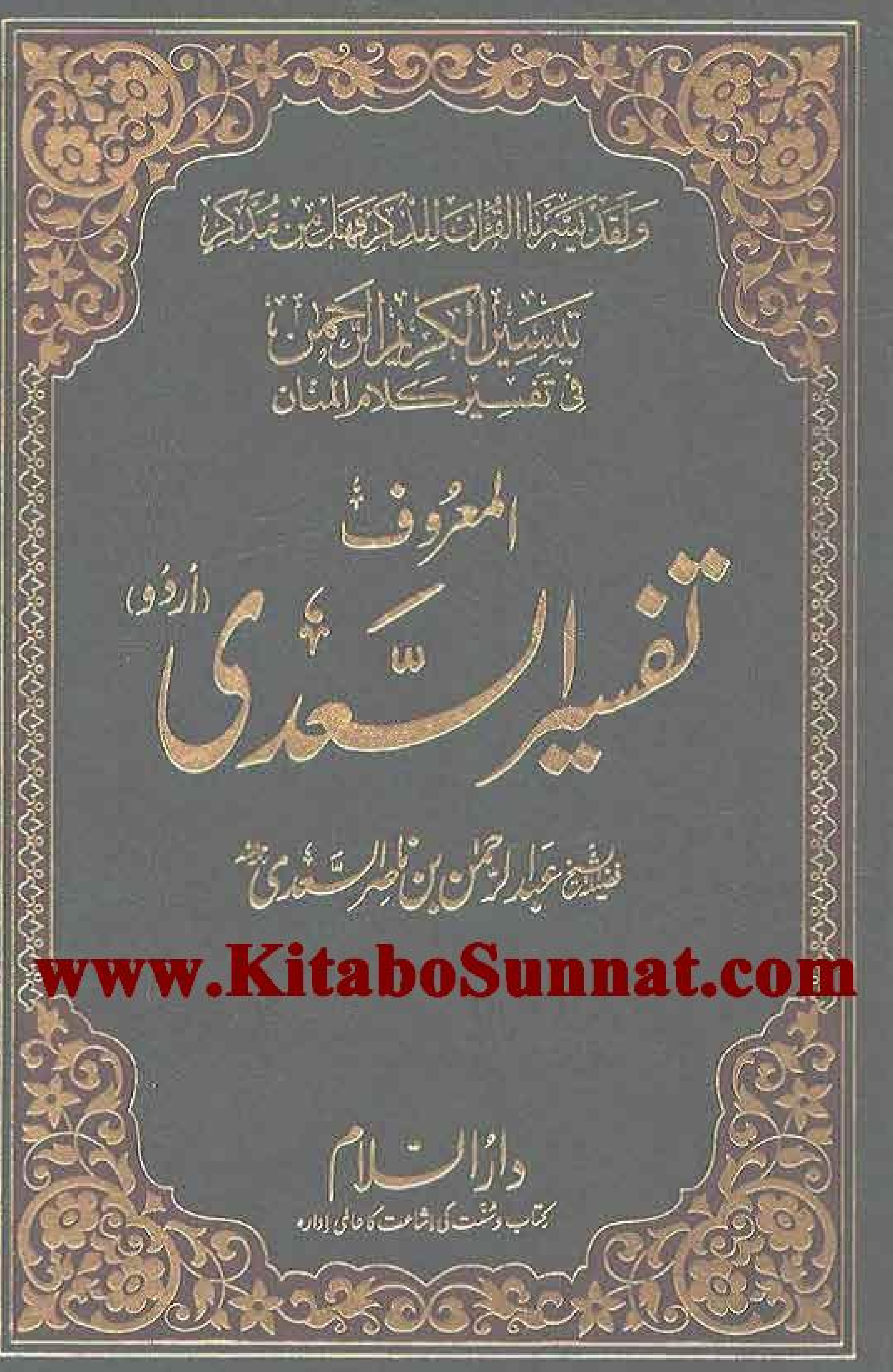

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ

تيسير الكريم الرحمن
في تفسير كلام المنان

المعروف

تفسیر السعدی (اردو)

فضیلۃ الشیخ عبد الرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ

دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ **تنبیہ** ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

دارُالسّلام
کتاب و سنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

دارالسلام
DARUSSALAM

ہیڈ آفس : پوسٹ بکس:22743 الریاض:11416 سعودی عرب
فون : 4033962 - 4043432 (00966 1) فیکس: 4021659
ای میل: darussalam@naseej.com.sa بک شاپ فون و فیکس: 4614483

جدہ فون و فیکس : 6807752 الخبر فون: 8692900 فیکس: 8691551
شارجہ فون : 5632623 فیکس: 5632624 (009716)

پاکستان : ① 50 لوئر مال نزد ایم۔ اے۔ او کالج لاہور فون: 7232400 - 7240024 (0092 42)
فیکس: 7354072 ای میل: darussalampk@hotmail.com
② اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

لندن فون: 5202666 فیکس: 5217645 (0044 208)
ہیوسٹن فون: 7220419 فیکس: 7220431 (001 713) نیویارک فون: 6255925 (001 718)
Website: http://www.dar-us-salam.com

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

تیسیر
الکریم الرحمن
فی تفسیر کلام المنان

(اردو ترجمہ)

پا رۃ نمبر سات 7

مفسر قرآن: فضیلۃ الشیخ **عبدالرحمان بن ناصر السعدی** رحمہ اللہ

تحقیق: **عبدالرحمان بن معلا اللویحق** حفظہ اللہ

ترجمۃ القرآن: **حافظ صلاح الدین یوسف** حفظہ اللہ

ترجمۃ التفسیر: **پروفیسر طیب شاہین لودھی** حفظہ اللہ

دار السلام
DARUSSALAM
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فرمانِ الٰہی

وَقَالَ الرَّسُولُ
يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا

اور رسول (ﷺ) روزِ قیامت) فرمائیں گے:
"الٰہی! یقیناً میری قوم نے اِس قرآن کو پسِ پُشت ڈال دیا تھا۔"

(الفرقان: ۲۵/۳۰)

فرمانِ نبوی

إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ
بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ

اللہ تعالیٰ اِس کتاب کے ذریعے بہت سی قوموں کو بلندیاں
عطا فرماتا ہے اور اسی کی وجہ سے دوسروں کو ذلت و پستی میں دھکیل دیتا ہے

(صحیح مسلم، حدیث: ۸۱۷)

پارۃ نمبر سات 7

نمبر شمار	نام سورت	صفحہ نمبر	شمار پارہ
۴	سورۃ النساء (جاری)	720	۴ - ۵ - ۶
۵	سورۃ المائدۃ	747	۶ - ۷

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا

اور جب سنا انہوں نے جو نازل کیا گیا رسول کی طرف تو دیکھتے ہیں آپ انکی آنکھوں کو بہتی ہیں آنسوؤں سے اس وجہ سے کہ پہچان لیا

مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (۸۳) وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ

انہوں نے حق کو کہتے ہیں وہ اے ہمارے رب! ایمان لائے ہم پس لکھ لے تو ہمیں ساتھ شہادت دینے والوں کے ○ اور کیا ہے ہمیں کہ نہ ایمان لائیں ہم

بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ (۸۴)

اللہ پر اور (اس پر) جو آیا ہمارے پاس حق؟ اور ہم توقع رکھتے ہیں یہ کہ داخل کرے گا ہمیں ہمارا رب ساتھ قوم صالحین کے ○

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ

پس بدلے میں دے گا انکو اللہ بوجہ اسکے جو انہوں نے کہا، ایسے باغات کہ بہتی ہیں انکے نیچے نہریں، ہمیشہ رہیں گے وہ ان میں اور یہ

جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ (۸۵) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۧ (۸۶) ع ۹

جزا ہے نیکی کرنے والوں کی ○ اور جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو، یہ لوگ ہیں دوزخ والے ○

اس کا ایک سبب یہ بھی ہے ﴿وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ﴾ ”جب وہ اس (کتاب) کو سنتے ہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کی گئی“ تو یہ کتاب ان کے دلوں پر اثر کرتی ہے اور وہ اس کے سامنے جھک جاتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے اس حق کے سننے کے مطابق جس پر وہ یقین لائے ہیں، آنسو جاری ہو جاتے ہیں، پس اسی لئے وہ ایمان لے آئے اور اس کا اقرار کیا اور کہا: ﴿رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ ”اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے، پس تو ہمیں گواہوں کے ساتھ لکھ لے“۔ اور یہ محمد ﷺ کی امت کے لوگ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کے رسولوں کی رسالت اور جو کچھ یہ رسول لے کر آئے ہیں، اس کی صحت کی گواہی دیتے ہیں۔ نیز تصدیق و تکذیب کے ذریعے سے گزشتہ امتوں کی گواہی دیتے ہیں۔ وہ عادل ہیں اور ان کی گواہی مقبول ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (البقرۃ: ۲/۱۴۳) ”اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنے“۔

گویا انہیں جب ان کے ایمان لانے اور ایمان میں ان کی سبقت پر ملامت کی گئی تو انہوں نے اس کے جواب میں کہا: ﴿وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ﴾ ”اور ہمیں کیا ہے کہ اللہ پر اور حق بات پر جو ہمارے پاس آئی ہے ایمان نہ لائیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ پروردگار ہم کو نیک بندوں کے ساتھ (بہشت میں) داخل کرے گا۔“ یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے سے ہمیں کون سی چیز مانع ہے۔ درآں حالیکہ ہمارے پاس ہمارے رب کی طرف سے حق آگیا ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ جب ہم ایمان لے آئیں گے اور حق کی اتباع کریں گے تب ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں کے زمرے میں شامل کرے گا۔ تب کونسی چیز ہمیں ایمان لانے

سے روک سکتی ہے۔ کیا یہ چیز ایمان لانے میں جلدی کرنے اور ایمان لانے سے پیچھے نہ رہنے کی موجب نہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا﴾ ''پس اللہ نے ان کو ان کے کہنے پر بدلہ دیا'' یعنی انہوں نے ایمان لانے کی بات کی، نطق زبان سے ایمان کا اقرار کیا اور حق کی تصدیق کی ﴿جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''باغات کا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بدلہ ہے نیکوکاروں کا''۔ یہ آیات کریمہ ان عیسائیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لے آئے تھے، مثلاً نجاشی اور دیگر ایمان لانے والے عیسائی۔ اسی طرح ان کے اندر ایسے لوگ پائے جاتے رہیں گے جو دین اسلام کو اختیار کریں گے اور ان پر اپنے دین کا بطلان واضح ہوتا رہے گا۔ یہ لوگ یہودیوں اور مشرکین سے اسلام کے زیادہ قریب ہیں۔

جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے نیکی کرنے والوں کے لئے ثواب کا ذکر فرمایا تو برائی کرنے والوں کے لئے عذاب کا ذکر کیا۔ ﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ﴾ ''اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا، یہی لوگ جہنمی ہیں'' کیونکہ انہوں نے کفر کیا اور حق کو واضح کرنے والی آیات کی تکذیب کی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ
اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مت حرام ٹھہراؤ وہ پاکیزہ چیزیں جن کو حلال کیا اللہ نے تمہارے لیے، اور نہ حد سے گزرو
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا
یقیناً اللہ نہیں پسند کرتا حد سے گزرنے والوں کو ○ اور کھاؤ اس میں سے جو رزق دیا تمہیں اللہ نے حلال پاکیزہ، اور ڈرو
اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾
اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو ○

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ ''اے ایمان والو! جن پاکیزہ چیزوں کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے، تم انہیں حرام مت کرو'' یعنی اللہ تعالیٰ نے ماکولات و مشروبات میں جو چیزیں حلال ٹھہرا رکھی ہیں، انہیں حرام نہ ٹھہراؤ۔ کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں جو اس نے تمہیں عطا کی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرو کیونکہ اس نے تمہارے لئے ان نعمتوں کو حلال ٹھہرایا اور اس کا شکر ادا کرو۔ کفران نعمت، عدم قبول اور ان کی تحریم کا اعتقاد رکھتے ہوئے ان نعمتوں کو نہ ٹھکراؤ۔ ورنہ تم کفران نعمت اور اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کے ساتھ حلال کو حرام اور ناپاک قرار دینے کے مرتکب بھی ٹھہرو گے..... اور یہ حد سے تجاوز ہے اور اللہ تعالیٰ نے حد سے بڑھنے سے منع فرمایا ہے ﴿وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ ''اور حد سے نہ بڑھو اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا'' بلکہ ان سے ناراض ہوتا ہے اور اس پر ان کو سزا دے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اہل شرک کے طریقے کے برعکس جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام ٹھہرایا،

حکم دیا ﴿ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا ﴾ ’’اور جو حلال طیب روزی اللہ نے تمہیں دی ہے اسے کھاؤ۔‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ کے اس رزق میں سے کھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے ان اسباب کے ذریعے سے تمہاری طرف بھیجا ہے جو تمہیں میسر ہیں۔ بشرطیکہ یہ رزق حلال ہو اور چوری یا غصب شدہ وغیرہ مال میں سے نہ ہو جو ناحق حاصل کیا گیا ہوتا ہے' نیز وہ پاک بھی ہو یعنی اس میں کوئی ناپاکی نہ ہو۔ اس طرح درندے اور دیگر ناپاک چیزیں اس دائرے سے نکل جاتی ہیں۔

﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ﴾ ’’اور اللہ سے ڈرتے رہو۔‘‘ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اور اس کی منہیات کے اجتناب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو ﴿ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴾ ’’وہ اللہ جس پر تم ایمان رکھتے ہو‘‘ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان تم پر تقویٰ اور حقوق اللہ کی رعایت و حفاظت واجب کرتا ہے کیونکہ اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی حلال چیز مثلاً ماکولات' مشروبات یا لونڈی وغیرہ کو حرام ٹھہرا لیتا ہے تو یہ چیز اس کے حرام ٹھہرا لینے سے حرام نہیں ہو جاتی۔ البتہ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو قسم کا کفارہ واجب ہو جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ﴾ (التحریم: ۱/۶۶) ’’اے نبی! آپ اس چیز کو کیوں حرام ٹھہراتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لئے حلال قرار دی ہے؟‘‘ مگر بیوی کو اپنے آپ پر حرام ٹھہرانے سے ظہار کا کفارہ لازم آئے گا۔ ①

اس آیت کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے لئے مناسب نہیں کہ وہ پاک چیزوں سے اجتناب کرے اور انہیں اپنے آپ پر حرام ٹھہرا لے بلکہ وہ انہیں استعمال کرے اور اس طرح اطاعت الٰہی پر ان سے مدد لے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ

نہیں مؤاخذہ کرے گا تمہارا اللہ تمہاری لغو قسموں پر لیکن وہ مؤاخذہ کرے گا تمہارا ان پر جو مضبوط باندھیں تم نے

الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ

قسمیں ' پس کفارہ اس کا ' کھانا کھلانا ہے دس مسکینوں کو اوسط درجے کا ' جو کھلاتے ہو تم

اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ

اپنے اہل و عیال کو' یا کپڑے پہنانا ہے انہیں' یا آزاد کرنا ایک گردن کا' پس جو نہ پائے تو روزے رکھنے ہیں تین دن کے۔

---

① اس مسئلے میں کافی اختلاف ہے' ایک رائے یہ بھی ہے جس کا اظہار فاضل مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے' دوسری رائے یہ ہے کہ اس میں کفارۂ یمین ہے (اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے' واللہ اعلم) اور تیسری رائے ہے کہ اس میں سرے سے کوئی کفارہ ہی نہیں ہے۔ امام ابن قیم اور امام ابن کثیر کا رجحان دوسری رائے کی طرف اور امام شوکانی کا تیسری رائے کی طرف ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر فتح القدیر' آیت زیر بحث۔ زاد المعاد' ج: ۵/ ۳۰۲-۳۱۲' فتح الباری' کتاب الطلاق' والروضة الندیه' ج: ۲' کتاب الطلاق وغیرها من الکتب (ص-ي)

ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَ احْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا، جب قسم کھا بیٹھو تم، اور حفاظت کرو تم اپنی قسموں کی۔ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ

لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٨٩﴾

تمہارے لیے اپنی آیتیں تاکہ تم شکر کرو ○

یعنی تمہاری ان قسموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ تمہارا مؤاخذہ نہیں کرے گا جو تم سے لغواً صادر ہوتی ہیں۔ اس سے مراد وہ قسمیں ہیں جو انسان بغیر کسی نیت اور ارادے کے کھالیتا ہے یا یہ سمجھتے ہوئے کھاتا ہے کہ وہ سچا ہے مگر معاملہ اس کے برعکس نکلتا ہے: ﴿ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ﴾ ”لیکن پکڑتا ہے ان قسموں پر جن کو تم نے مضبوط باندھا“ یعنی جس کا تم عزم کر لیتے ہو اور جس پر تمہارے دل جم جاتے ہیں۔ جیسا کہ ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ﴾ (البقرہ:۲/۲۲۵) ”مگر وہ قسمیں جو تم دلی ارادے سے کھاتے ہو ان پر تمہارا مؤاخذہ کرے گا“۔

﴿ فَكَفَّارَتُهٗٓ ﴾ ”تو اس کا کفارہ“ یعنی ان قسموں کا کفارہ جو تم قصد اور ارادے سے کھاتے ہو ﴿ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ ﴾ ”دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے“ اور یہ کھانا ﴿ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ ﴾ ”اوسط درجے کا کھانا جو تم کھلاتے ہو اپنے گھر والوں کو“ ﴿ اَوْ كِسْوَتُهُمْ ﴾ ”یا ان دس مسکینوں کو لباس پہنانا ہے“ اور یہاں لباس سے مراد کم از کم اتنا لباس ہے جس سے نماز ہو جاتی ہے ﴿ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ﴾ ”یا ایک گردن آزاد کرنی ہے“ یعنی مومن غلام جیسا کہ بعض دیگر مقام پر اسے ایمان کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔

جب ان مذکورہ تینوں صورتوں میں سے کسی ایک پر عمل کرلے تو اس کی قسم کا کفارہ ادا ہو جائے گا ﴿ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ ﴾ ”اور جس کو یہ میسر نہ ہو۔“ یعنی جب کوئی ان تینوں صورتوں میں سے کسی پر بھی عمل کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو ﴿ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ﴾ ”تو تین دن کے روزے رکھنے ہیں“ ﴿ ذٰلِكَ ﴾ یعنی یہ مذکورہ صورت ﴿ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ﴾ ”تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھالو۔“ یہ ان کو مٹا دیتا ہے اور گناہ کو ختم کر دیتا ہے۔

﴿ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ﴾ ”اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔“ اللہ تعالیٰ کے نام پر جھوٹے اور کثرت سے حلف اٹھانے سے اپنی قسموں کی حفاظت کرو اور جب تم حلف اٹھا ہی لو پھر ٹوٹنے سے اس کو بچاؤ۔ سوائے اس کے کہ قسم توڑنے میں کوئی بھلائی ہو۔ پس قسم کی کامل حفاظت یہ ہے کہ انسان بھلائی پر عمل کرے اور اس کی قسم بھلائی کے راستے میں رکاوٹ نہ بنے۔ ﴿ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ﴾ ”اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنی آیات“ جو حلال و حرام کو بیان کرنے والی اور احکام کو واضح کرنے والی ہیں ﴿ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾ ”شاید تم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بنو“ کہ اس نے تمہیں وہ کچھ سکھایا جو تم نہیں جانتے تھے۔ پس بندۂ مومن پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے کہ اس نے احکام شریعت کی معرفت اور ان کی توضیحات سے نوازا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً شراب اور جوا اور بت اور فال نکالنے کے تیر ناپاک ہیں

مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۹۰ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ

عمل سے ہیں شیطان کے، پس بچو تم اس سے تاکہ تم فلاح پاؤ ○ یقیناً چاہتا ہے شیطان کہ

يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور بغض شراب اور جوئے کے ذریعے سے، اور روک دے تمہیں اللہ کے ذکر سے

وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝۹۱

اور نماز سے، پس کیا تم باز آتے ہو (ان شیطانی کاموں سے)؟ ○

اللہ تبارک وتعالیٰ ان مذکورہ قبیح اشیا کی مذمت کرتے ہوئے آگاہ فرماتا ہے کہ یہ شیطانی اور گندے کام ہیں۔ ﴿فَاجْتَنِبُوْهُ﴾ ”پس بچو ان سے“ یعنی ان گندے کاموں کو چھوڑ دو ﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ ”تاکہ تم فلاح پاؤ“ کیونکہ فلاح اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ ان چیزوں سے اجتناب نہ کیا جائے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ خاص طور پر مذکورہ فواحش:

(الف) خمر: ہر وہ چیز خمر ہے جو عقل کو ڈھانپ لے یعنی عقل پر نشے کا پردہ ڈال دے۔

(ب) جوا: وہ تمام مقابلے جن میں جانبین کی طرف سے جیتنے والے کے لئے عوض مقرر کیا گیا ہو مثلاً گھوڑ دوڑ وغیرہ کی شرط۔

(ج) انصاب: اس سے مراد وہ بت وغیرہ ہیں جن کو نصب کر دیا جاتا ہے اور اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کی جاتی ہے۔

(د) پانسے: جن کے ذریعے سے لوگ اپنی قسمت کا حال معلوم کرتے ہیں۔

یہ وہ چار چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اور ان کے ارتکاب پر زجر و توبیخ کی ہے اور ان کے ان مفاسد سے آگاہ فرمایا جو ان کو ترک کرنے اور ان سے اجتناب کے داعی ہیں۔

(۱) یہ تمام امور (رجس) یعنی ناپاک ہیں۔ اگرچہ حسی طور پر یہ ناپاک نہیں مگر معنوی طور پر ناپاک ہیں اور ناپاک امور سے بچنا اور ان کی گندگی میں ملوث ہونے سے اجتناب کرنا ہی مناسب ہے۔

(۲) یہ تمام امور شیطانی اعمال ہیں اور شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ دشمن سے ہمیشہ دور رہا جاتا ہے اور اس کی گھاتوں اور سازشوں سے بچا جاتا ہے خاص طور پر ان اعمال سے بچنے کی کوشش کی جاتی ہے جن میں دشمن ملوث کر کے ہلاک کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور سب

سے بڑی احتیاط یہ ہے کہ اپنے کھلے دشمن کے اعمال سے دور رہ کر اس سے بچنا چاہئے اور ان اعمال میں پڑنے سے ڈرنا چاہئے۔

(۳) مذکورہ امور سے اجتناب کئے بغیر بندے کی فلاح ممکن نہیں۔ فلاح، امر مطلوب کے حصول میں کامیابی اور امر مرہوب سے نجات کا نام ہے اور یہ تمام امور فلاح سے مانع اور اس کے لئے رکاوٹ ہیں۔

(۴) مذکورہ اعمال لوگوں کے درمیان بغض اور عداوت کے موجب ہیں۔ شیطان ان اعمال کو لوگوں کے درمیان پھیلانے کا بڑا حریص ہے، خاص طور پر شراب اور جوا۔ تاکہ وہ اہل ایمان کے درمیان بغض اور عداوت کا بیج بو سکے۔ کیونکہ شراب پینا، عقل میں فتور آنے کا، ہوش و حواس کے چلے جانے کا اور مومن بھائیوں کے درمیان بغض اور عداوت پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے خاص طور پر جبکہ اس کے ساتھ وہ اسباب بھی موجود ہوں جو شراب پینے والے کے لوازم میں شمار ہوتے ہیں۔ تب یہ شراب نوشی بسا اوقات قتل کے اقدام تک پہنچا دیتی ہے۔ جوئے میں ایک شخص کو دوسرے شخص پر جو جیت حاصل ہوتی ہے اور وہ بغیر کسی مقابلہ کے بہت سا مال حاصل کر لیتا ہے تو یہ چیز بغض و عداوت کا سب سے بڑا سبب ہے۔

(۵) مذکورہ اعمال قلب کو ذکر الٰہی سے روکتے ہیں اور بدن کو ذکر اور نماز سے دور کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہی وہ دو چیزیں ہیں جن کے لئے بندے کو تخلیق کیا گیا ہے اور انہی دو امور میں بندے کی سعادت ہے۔

شراب اور جوا تو ذکر الٰہی اور نماز کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ قلب مشغول ہو جاتا ہے اور ذہن شراب اور جوئے میں مشغول ہو کر غافل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ طویل مدت اس پر گزر جاتی ہے اور انسان کو ہوش تک نہیں رہتا کہ وہ کہاں ہے۔ پس کون سا گناہ اس گناہ سے بڑھ کر قبیح ہے جو انسان کو ناپاک کر کے ناپاک لوگوں میں شامل کر دے اور وہ اسے شیطان کے اعمال اور اس کے مکر و فریب کے جال میں پھنسا دے اور وہ شیطان کا اس طرح مطیع ہو جائے جس طرح مویشی چرواہے کے مطیع ہوتے ہیں۔ شیطان بندے اور اس کی فلاح کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اہل ایمان کے درمیان بغض اور عداوت کا بیج بوتا ہے اور انہیں ذکر الٰہی اور نماز سے روکتا ہے۔ (کیا یہ مفاسد جو مذکور ہوئے، کم ہیں؟) اور کیا ان مفاسد سے بڑھ کر بھی کوئی چیز ہے جو ان سے بڑی ہو؟

بنا بریں اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم کو ان چیزوں سے روکتے ہوئے فرمایا ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ ”کیا تم باز آتے ہو؟“ کیونکہ ایک عقل مند شخص جب ان مفاسد میں سے کسی ایک پر نظر ڈالتا ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور اپنے آپ کو ان برائیوں کے ارتکاب سے باز رکھتا ہے۔ اسے کسی لمبے چوڑے وعظ اور بہت زیادہ زجر و توبیخ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا

اور اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی' اور ڈرو تم' پس اگر پھر جاؤ تم' تو جان لو کہ

اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ (۹۲)

ہمارے رسول پر تو صرف پہنچا دینا ہے کھول کر ○

اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ایک ہی چیز کا نام ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے وہ رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے اور جو کوئی رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ یہ اطاعت اس بات کو متضمن ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی تعمیل کی جائے۔ یعنی ظاہری و باطنی اعمال و اقوال' حقوق اللہ اور حقوق مخلوق سے متعلق واجب اور مستحب اعمال بجا لائے جائیں۔ اور اس امر کو متضمن ہے کہ ان امور سے اجتناب کیا جائے جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم ایک عام حکم ہے جو تمام احکام کو شامل ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اس میں تمام اوامر و نواہی اور ظاہر و باطن شامل ہیں۔ فرمایا: ﴿وَاحْذَرُوْا﴾ ''اور ڈرتے رہو'' یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی سے بچو' کیونکہ یہ نافرمانی شر اور واضح خسارے کی موجب ہے ﴿فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ﴾ ''پس اگر تم اعراض کرو'' یعنی جس چیز کا تمہیں حکم دیا گیا اور جس چیز سے تمہیں روکا گیا ہے اگر تم اس کی تعمیل کرنے سے گریز کرو ﴿فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ﴾ ''تو جان لو کہ ہمارے رسول (ﷺ) کے ذمہ تو صرف پیغام کا کھول کر پہنچا دینا ہے'' اور اس نے یہ فریضہ ادا کر دیا ہے۔ اگر تم راہ راست اختیار کرتے ہو تو اس کا فائدہ تمہارے لئے ہے اور اگر تم برائیوں کا ارتکاب کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارا محاسبہ کرے گا۔ ہمارے رسول ﷺ کے ذمہ جو کچھ تھا وہ انہوں نے پہنچا دیا۔

لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا

نہیں ہے اوپر ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور عمل کیے نیک' کوئی گناہ اس چیز میں جو کھا چکے وہ' جب ڈر جائیں وہ

وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰہُ

اور ایمان لے آئیں اور عمل کریں نیک پھر تقویٰ اختیار کریں وہ اور ایمان لائیں' پھر تقویٰ اختیار کریں وہ اور نیکی کریں اور اللہ

یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (۹۳) ع ۱۲ ۲

محبت کرتا ہے نیکی کرنے والوں سے ○

جب شراب کی تحریم' ممانعت کی تاکید اور اس کی بابت سخت حکم نازل ہوا' تو بہت سے اہل ایمان کی خواہش تھی کہ انہیں اپنے ان مومن بھائیوں کے بارے میں معلوم ہو جو حالت اسلام میں فوت ہوئے اور شراب کی تحریم سے

قبل وہ شراب پیا کرتے تھے‘ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ ﴾ ’’جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان پر ان چیزوں کا کچھ گناہ نہیں۔‘‘ یعنی ان پر گناہ اور حرج نہیں ہے ﴿ فِيْمَا طَعِمُوْٓا ﴾ ’’اس میں جو کچھ پہلے کھا چکے‘‘ یعنی شراب اور جوئے کی تحریم سے قبل وہ شراب پیا کرتے تھے۔ چونکہ نفی حرج مذکورہ اشیاوغیرہ کو شامل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد کے ذریعے سے اس کو مقید فرمایا ﴿ اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ﴾ ’’جب کہ وہ آئندہ کو ڈر گئے اور ایمان لائے اور نیک عمل کئے‘‘ یعنی اس شرط کے ساتھ کہ وہ گناہوں کو ترک کریں اللہ تعالیٰ پر ایسا صحیح ایمان رکھیں جو عمل صالح کا موجب ہوتا ہے۔ پھر اس پر ہمیشہ قائم رہیں۔۔۔۔ ورنہ بندہ کبھی اس صفت سے متصف ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ یہ ایمان اس وقت تک کافی نہیں جب تک کہ اس پر دوام نہ ہو اور اسی حالت میں اس کو موت نہ آئے۔ نیز نیک اعمال پر اس کا دوام ہو‘ کیونکہ اللہ تعالیٰ اچھے طریقے سے اپنے خالق کی عبادت کرنے والے نیکوکاروں کو پسند کرتا ہے اور وہ بندوں کو نفع پہنچانے کو پسند کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں وہ شخص بھی شامل ہے جو تحریم کے نازل ہونے کے بعد کوئی حرام کردہ چیز کھاتا ہے یا کسی حرام فعل کا ارتکاب کرتا ہے‘ پھر اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے توبہ کرلیتا‘ تقویٰ اختیار کرلیتا ہے اور نیک کام کرتا ہے‘ تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا اور اس بارے میں اس کے گناہ کا بوجھ ہٹا دے گا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو البتہ ضرور آزمائے گا تمہیں اللہ کچھ شکار سے کہ پہنچ سکتے ہیں اس تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾

تاکہ معلوم کرے اللہ کہ کون ڈرتا ہے اس سے بن دیکھے؟ پس جو حد سے گزرے بعد اسکے‘ سو اس کیلئے عذاب ہے بہت دردناک ○

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ مارو تم شکار کو جب کہ تم احرام میں ہو اور جو کوئی مارے گا تم میں سے اس کو جان بوجھ کر

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ

تو بدلہ ہے (اس پر) مثل اسکے جو مارا اس نے چوپاؤں سے‘ فیصلہ کریں گے اسکا دو انصاف والے تم میں سے‘ بطور قربانی کے پہنچنے والی

الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ

کعبہ میں‘ یا کفارہ ہے کھانا کھلانا کچھ مسکینوں کو‘ یا برابر اس کے روزے رکھنے ہیں تاکہ چکھے وہ سزا اپنے کام کی۔

عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

معاف کیا اللہ نے اس سے جو گزر چکا‘ اور جو کوئی پھر کرے‘ تو انتقام لے گا اللہ اس سے‘ اور اللہ غالب ہے انتقام لینے والا ○

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ

حلال کیا گیا ہے تمہارے لیے شکار سمندر کا اور کھانا اس کا فائدے کے لیے تمہارے اور مسافروں کے' اور حرام کیا گیا ہے تم پر

صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

شکار خشکی کا جب تک ہو تم احرام میں' اور ڈرو تم اللہ سے' وہ جس کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے ○

اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ فضل واحسان ہے کہ اس نے ان کو خبر دی ہے کہ وہ قضا وقدر کے اعتبار سے یہ فعل سرانجام دے گا' تا کہ وہ اس کی اطاعت کریں اور بصیرت کے ساتھ آگے آئیں اور جسے ہلاک ہونا ہے وہ دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ دلیل کے ساتھ زندہ رہے۔ فرمایا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ ''اے ایمان والو!'' ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کا امتحان لے ﴿ لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ ﴾ ''البتہ ضرور آزمائے گا تم کو اللہ ایک بات سے ایک شکار میں'' یعنی کسی زیادہ بڑی چیز کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں آزمائے گا بلکہ اپنے لطف وکرم کی بنا پر تخفیف کرتے ہوئے بہت معمولی سی چیز کے ذریعے سے تمہارا امتحان لے گا۔ یہ شکار ہے جس کے ذریعے سے اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں آزمائے گا ﴿ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ ﴾ ''جس پر پہنچتے ہیں تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے'' یعنی تم اس کے شکار پر متمکن ہوتے ہوتا کہ اس طرح آزمائش مکمل ہو جائے۔ اگر ہاتھ یا نیزے کے ذریعے سے شکار قدرت واختیار میں نہ ہو تو آزمائش کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہتا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آزمائش کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ ﴾ ''تا کہ جان لے اللہ'' یعنی ایسا جاننا جو مخلوق پر ظاہر ہو اور اس پر ثواب وعذاب مترتب ہوتا ہو ﴿ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ﴾ ''کون اس سے غائبانہ ڈرتا ہے۔'' پس جس چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے روکا ہے' اس پر قدرت واختیار ہونے کے باوجود وہ اس سے رک جاتا ہے' تو وہ اسے بہت زیادہ اجر عطا فرماتا ہے' اس کے برعکس وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ سے غائبانہ طور پر ڈرتا ہے نہ اس کی نافرمانی سے باز آتا ہے' اس کے سامنے شکار آ جاتا ہے' اگر اس پر قابو پا سکتا ہے تو اس کو شکار کر لیتا ہے۔۔۔۔

﴿ فَمَنِ اعْتَدٰى ﴾ ''تو جو زیادتی کرے۔'' یعنی تم میں سے جو کوئی حد سے تجاوز کرے گا ﴿ بَعْدَ ذٰلِكَ ﴾ ''اس کے بعد'' یعنی اس بیان کے بعد جس نے ہر قسم کی حجت کو باطل کر کے راستے کو واضح کر دیا ہے ﴿ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ ''پس اس کے لئے انتہائی دردناک عذاب ہے'' جس کا وصف اللہ کے سوا کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ حد سے تجاوز کرنے والے اس شخص کے لئے کوئی عذر نہیں۔ اعتبار اس شخص کا ہے جو لوگوں کی عدم موجودگی میں غائبانہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ رہا لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے خوف کا اظہار کرنا تو یہ کبھی کبھی لوگوں کے خوف کی وجہ سے بھی ہوتا ہے تب اس پر کوئی ثواب نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حالت احرام میں شکار کرنے سے منع کر کے شکار کرنے کو حرام قرار دے دیا۔ چنانچہ فرمایا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ﴾ ''اے ایمان دارو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار نہ مارنا۔'' یعنی جب تم نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا ہوا ہو۔ شکار مارنے کی ممانعت' شکار مارنے کے مقدمات کی ممانعت کو بھی شامل ہے۔ جیسے شکار مارنے میں اشتراک' شکار کی نشاندہی کرنا اور شکار کرنے میں اعانت کرنا' احرام کی حالت میں سب ممنوع ہے۔ حتی کہ محرم کو وہ شکار کھانا بھی ممنوع ہے جو اس کی خاطر شکار کیا گیا ہو۔ یہ سب کچھ اس عظیم عبادت کی تعظیم کے لئے ہے۔ جس کی خاطر محرم کے لئے اس شکار کو مارنا حرام کیا گیا ہے جو احرام باندھنے سے پہلے تک اس کے لئے حلال تھا۔ ﴿ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا ﴾ ''اور جو تم میں سے جان بوجھ کر اسے مارے۔'' یعنی اس نے جان بوجھ کر شکار مارا ﴿ فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ ﴾ ''تو اس پر بدلہ ہے اس مارے ہوئے کے برابر مویشی میں سے'' یعنی اس پر لازم ہے کہ اونٹ' گائے اور بکری کا فدیہ دے۔ شکار کے بارے میں دیکھا جائے گا کہ وہ کس سے مشابہت رکھتا ہے تو اس جیسا مویشی ذبح کر کے صدقہ کیا جائے گا اور مماثلت کی تعیین میں کس کا فیصلہ معتبر ہو گا؟ ﴿ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ ﴾ ''تم میں سے دو عادل شخص اس کا فیصلہ کریں گے'' یعنی دو عادل اشخاص جو فیصلہ کرنا جانتے ہوں اور وجہ مشابہت کی بھی معرفت رکھتے ہوں جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا۔ انہوں نے کبوتر کا شکار کرنے پر بکری' شتر مرغ کا شکار کرنے پر اونٹنی اور نیل گائے کی تمام اقسام پر گائے ذبح کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسی طرح تمام جنگلی جانور جو مویشیوں میں کسی کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں' تو فدیہ کے لئے وہی اس کے مماثل ہیں۔ اگر کوئی مشابہت نہ ہو تو اس میں قیمت ہے۔ جیسا کہ تلف شدہ چیزوں میں قاعدہ ہے۔

یہ بھی لازم ہے کہ یہ ہدی بیت اللہ پہنچے ﴿ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ ﴾ ''وہ جانور بطور قربانی پہنچایا جائے کعبے تک'' یعنی اس کو حرم کے اندر ذبح کیا جائے ﴿ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ ﴾ ''یا اس جزا کا کفارہ چند مساکین کو کھانا کھلانا ہے'' یعنی مویشیوں میں سے مماثل کے مقابلے میں مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔ بہت سے علماء کہتے ہیں کہ جزا یوں پوری ہوگی کہ مماثل مویشی کی قیمت کے برابر غلہ وغیرہ خریدا جائے اور ہر مسکین کو ایک مد گیہوں' یا گیہوں کے علاوہ کسی دوسری جنس میں سے نصف صاع دیا جائے ﴿ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ ﴾ ''یا اس کھانے کے بدل میں'' ﴿ صِيَامًا ﴾ ''روزے رکھے۔'' یعنی ایک مسکین کو کھانا کھلانے کے بدلے میں ایک روزہ رکھے ﴿ لِّيَذُوْقَ ﴾ ''تاکہ چکھے وہ'' اس مذکورہ جزا کے وجوب کے ذریعے سے ﴿ وَبَالَ اَمْرِهٖ ﴾ ''سزا اپنے کام کی'' ﴿ وَمَنْ عَادَ ﴾ ''اور پھر جو کرے گا'' یعنی اس کے بعد ﴿ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴾ ''تو اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے گا اور اللہ تعالیٰ غالب اور انتقام لینے والا ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جان بوجھ کر شکار مارنے پر اس کی سزا کی صراحت کی ہے باوجود اس بات کے کہ بدلہ تو ہر غلطی کا ضروری ہوتا ہے، چاہے اس کا مرتکب جان بوجھ کر کرے یا غلطی سے، جیسا کہ شرعی قاعدہ ہے کہ جان اور مال کو تلف کرنے والے پر ضمان لازم ہے خواہ کسی بھی حال میں اس سے یہ اتلاف صادر ہوا ہو۔ جبکہ یہ اتلاف ناحق ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر بدلہ اور انتقام مرتب کیا ہے اور یہ سب جان بوجھ کر کرنے والے کے لئے ہے، لیکن غلطی سے کرنے والے کے لئے سزا نہیں ہے، صرف بدلہ ہے۔ یہی جمہور علماء کی رائے ہے، مگر صحیح وہی ہے جس کی آیت کریمہ نے تصریح کی ہے کہ جس طرح بغیر جانے بوجھے اور بغیر ارادے کے شکار مارنے والے پر کوئی گناہ نہیں اسی طرح اس پر جزا بھی لازم نہیں ہے۔

چونکہ شکار کا اطلاق بری اور بحری دونوں قسم کے شکار پر ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے سمندری شکار کو مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ ﴾ ”احرام کی حالت میں تمہارے لئے سمندر کا شکار کرنا اور اس کا کھانا حلال ہے“ اور ”سمندر کے شکار“ سے مراد سمندر کے زندہ جانور ہیں اور (طعام) ”اس کے کھانے“ سے مراد سمندر میں مرنے والے سمندری جانور ہیں۔ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ مرے ہوئے بحری جانور بھی حلال ہیں۔ ﴿ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ﴾ ”تمہارے فائدے کے لئے اور مسافروں کے لئے“ یعنی اس کی اباحت میں تمہارے لئے فائدہ ہے تاکہ تم اور تمہارے وہ ساتھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں جو تمہارے ساتھ سفر کرتے ہیں ﴿ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ﴾ ”اور جب تک تم احرام کی حالت میں ہو، تم پر خشکی (جنگل) کا شکار حرام ہے“۔ یہاں لفظ ”شکار“ سے یہ مسئلہ اخذ کیا جاتا ہے کہ یہ ضروری ہے کہ شکار کیا ہوا جانور جنگلی ہو، کیونکہ پالتو اور گھریلو جانور پر شکار کا اطلاق نہیں ہوتا۔ نیز یہ ایسا جانور ہو جس کا گوشت کھایا جاتا ہو کیونکہ جس جانور کا گوشت کھایا نہ جاتا ہو اس کو شکار نہیں کیا جاتا اور نہ اس پر ”شکار“ کا اطلاق ہی کیا جاتا ہے۔

﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴾ ”اور اس اللہ سے ڈرو جس کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے“ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا حکم دیا ہے اس پر عمل کر کے اور جس چیز سے روکا ہے اس کو ترک کر کے تقویٰ اختیار کرو اور اپنے اس علم سے حصول تقویٰ میں مدد لو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے پاس اکٹھا کیا جائے گا اور وہ تمہیں اس بات کی جزا دے گا کہ آیا تم نے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کیا تھا۔ تب وہ تمہیں بہت زیادہ ثواب سے نوازے گا یا اگر تقویٰ کو اختیار نہیں کیا تب اس صورت میں وہ تمہیں سخت سزا دے گا۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ

بنایا ہے اللہ نے کعبے کو، جو گھر ہے حرمت والا، قیام کا سبب لوگوں کے لیے اور حرمت والے مہینوں کو اور حرم والی قربانی کو

وَالْقَلَائِدَ ۚ ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

اور پٹوں (والے جانوروں) کو یہ اس لیے تا کہ تم جان لو کہ یقیناً اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٩٧﴾ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

اور بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ○ جان لو! بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے اور بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا

رَّحِيمٌ ﴿٩٨﴾ مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٩٩﴾

نہایت مہربان ہے ○ نہیں ہے رسول پر مگر پہنچا دینا، اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو ○

اللہ تبارک وتعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ ﴿جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ﴾ ”اس نے کعبہ یعنی محترم گھر کو لوگوں کے لئے قیام کا باعث بنایا۔“ یعنی اس کی تعظیم کے قیام کے ساتھ ان کا دین اور دنیا قائم ہیں۔ کعبہ کے ساتھ ان کے اسلام کی تکمیل ہوتی ہے۔ ان کے بوجھ ہلکے ہوتے ہیں۔ اس گھر کا قصد کرنے سے بہت زیادہ نوازشیں اور بہت زیادہ احسانات حاصل ہوتے ہیں۔ اسی کعبہ کے سبب سے اموال خرچ کئے جاتے ہیں اور اسی کی خاطر بڑے بڑے اہوال میں گھسا جاتا ہے۔ اس محترم گھر میں دور دور سے مختلف رنگ ونسل کے مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں، ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے مدد لیتے ہیں، مصالح عامہ میں ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہیں، ان کے درمیان ان کے دینی اور دنیاوی مفادات کے ضمن میں روابط استوار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ (الحج: ٢٨/٢٢) ”تا کہ وہ اپنے فائدے کے کاموں میں حاضر ہوں اور قربانی کے چند معلوم دنوں میں ان مویشیوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے عطا کئے ہیں“۔

اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اس محترم گھر کو لوگوں کے لئے اجتماعی زندگی کے قیام کا ذریعہ بنایا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ہر سال بیت اللہ کا حج کرنا فرض کفایہ ہے۔ اگر تمام لوگ حج چھوڑ دیں تو تمام وہ لوگ گناہ گار ٹھہریں گے جو حج کرنے کی قدرت رکھتے ہیں بلکہ اگر تمام لوگ حج چھوڑ دیں تو ان کی اجتماعی زندگی کا سہارا ختم ہو جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی۔

﴿وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ﴾ ”اور قربانی کو اور ان جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے بندھے ہوں“ یعنی اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قربانی کے جانوروں اور پٹے والے جانوروں کو جو کہ قربانی کی بہترین قسم ہے، لوگوں کے گزارے کا ذریعہ بنایا۔ لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ثواب حاصل کرتے ہیں۔ ﴿ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ ”یہ اس لئے تا کہ تم جان لو کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ کہ آسمان وزمین میں ہے اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے“ پس یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم ہی ہے کہ

اس نے تمہارے لئے یہ محترم گھر بنایا کیونکہ وہ تمہارے دینی اور دنیاوی مصالح کا علم رکھتا ہے۔

﴿ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ ”جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے“ یعنی ان دونوں امور کے بارے میں جزم و یقین کے ساتھ تمہارے دلوں میں علم موجود ہے۔ یہ حقیقت ہمیشہ تمہیں معلوم رہے کہ اللہ تعالیٰ نافرمانی کرنے والوں کو دنیا میں اور آخرت میں سخت عذاب دینے والا ہے اور وہ ان لوگوں کو بخش دینے والا اور ان پر بہت رحم کرنے والا ہے جو توبہ کر کے اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ پس اس کے عذاب کا خوف اور اس کی بخشش اور ثواب کی امید اس علم کے ثمرات ہیں اور تم خوف اور امید کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتے ہو، پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ﴾ ”رسول کے ذمے صرف پہنچا دینا ہے“ اور آپ ﷺ کو جیسے حکم دیا گیا، آپ نے پہنچا دیا۔ آپ نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی اور اس کے سوا دیگر معاملات میں آپ کو کوئی اختیار نہیں ﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴾ ”اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو تم چھپاتے ہو“ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اپنے علم کے مطابق جزا دے گا۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

کہہ دیجیے! نہیں برابر ہو سکتے ناپاک اور پاک اگرچہ تعجب میں ڈالے آپ کو کثرت ناپاک کی، پس ڈرو تم اللہ سے

يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع

اے عقل والو! تاکہ تم فلاح پاؤ ○

منزل ۲

﴿ قُلْ ﴾ ”کہہ دیجیے“ یعنی لوگوں کو شر سے ڈراتے ہوئے اور ان کو بھلائی کی ترغیب دیتے ہوئے کہہ دیجیے ﴿ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ ﴾ ”ناپاک چیزیں اور پاک چیزیں برابر نہیں ہوتیں۔“ یعنی ہر چیز میں اچھے اور برے برابر نہیں ہو سکتے۔ ایمان اور کفر، اطاعت اور معصیت، اہل جنت اور اہل جہنم، اعمال خبیثہ اور اعمال صالحہ برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح حرام مال اور حلال مال کے درمیان کوئی مساوات نہیں۔ ﴿ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ﴾ ”اگرچہ ناپاک کی کثرت آپ کو بھلی لگے“ کیونکہ ناپاک چیز کی کثرت اپنے مالک کو کوئی فائدہ نہیں دیتی بلکہ دین و دنیا میں اسے نقصان دیتی ہے ﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ ”پس اے عقل مندو! اللہ سے ڈرو، تاکہ تم فلاح پاؤ“ پس اللہ تعالیٰ نے عقل مندوں، یعنی پوری عقل اور کامل رائے کے حامل لوگوں کو حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا رخ انہی لوگوں کی طرف ہے۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی پروا کی جاتی ہے اور انہی میں خیر کی امید ہوتی ہے اور ان کو آگاہ فرمایا ہے کہ فلاح تقویٰ پر موقوف ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی میں اس کی موافقت کا نام ہے۔ پس جس نے تقویٰ اختیار کیا اس نے پوری فلاح پالی۔ جس نے تقویٰ کو ترک کر دیا، اس کے نصیب میں خسارہ آیا اور نفع سے محروم رہ گیا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ سوال کرو ایسی چیزوں کی بابت کہ اگر ظاہر کر دی جائیں وہ تمہارے لیے تو ناگوار گزریں تمہیں اور اگر پوچھو گے تم

عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾

انکی بابت جب کہ اتارا جا رہا ہے قرآن تو ظاہر کر دی جائیں گی وہ تم پر درگزر کیا اللہ نے ان سے اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت بردبار ہے○

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

تحقیق پوچھا تھا ان کی بابت ایک قوم نے تم سے پہلے، پھر ہو گئے وہ ان کے ساتھ کفر کرنے والے○

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اہل ایمان بندوں کو ایسی چیزوں کے بارے میں سوال کرنے سے منع کرتا ہے جن کو اگر ان کے سامنے بیان کر دیا جائے تو ان کو بری لگیں گی اور ان کو غمزدہ کر دیں گی مثلاً بعض مسلمانوں نے اپنے آباء واجداد کے بارے میں سوال کیا تھا کہ آیا وہ جنت میں ہیں یا جہنم میں۔ اگر اس قسم کے سوال پر سائل کو واضح جواب دیا جائے تو بسا اوقات اس میں بھلائی نہیں ہوتی مثلاً غیر واقع امور کے بارے میں ان کا سوال کرنا، یا ایسا سوال کرنا جس کی بنا پر کوئی شرعی شدت مترتب ہو اور بسا اوقات اس سوال کی وجہ سے امت حرج میں مبتلا ہو جاتی ہے یا کوئی اور لایعنی سوال کرنا۔ یہ سوالات اور اس قسم کے دیگر سوالات ممنوع ہیں۔ رہا وہ سوال جس کے ساتھ مذکورہ بالا چیزوں کا تعلق نہ ہو، تو وہ مامور بہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل: ۴۳/۱۶) ”اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے“۔

﴿وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ﴾ ”اور اگر پوچھو گے یہ باتیں، ایسے وقت میں کہ قرآن نازل ہو رہا ہے، تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی“ یعنی جب تمہارا سوال اس کے محل نزول سے موافقت کرے اور تم اس وقت سوال کرو جب تم پر قرآن نازل کیا جا رہا ہو اور تم کسی آیت میں اشکال کے بارے میں سوال کرو یا کسی ایسے حکم کے بارے میں سوال کرو جو تم پر مخفی رہ گیا ہو اور یہ سوال کسی ایسے وقت پر ہو جب آسمان سے وحی کے نزول کا امکان ہو تو تم پر ظاہر کر دیا جائے گا۔ یعنی اس کو تمہارے سامنے واضح کر دیا جائے گا ورنہ جس چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ خاموش ہے تم بھی خاموش رہو۔ ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا﴾ ”اللہ نے ایسی باتوں (کے پوچھنے) سے درگزر فرمایا ہے۔“ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو معاف کرتے ہوئے سکوت سے کام لیا۔ پس ہر وہ معاملہ جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سکوت اختیار کیا ہو وہ معاف ہے اور مباحات کے زمرے میں آتا ہے۔ ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ ”اور اللہ بخشنے والا بردبار ہے۔“ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیشہ سے مغفرت کی صفت سے موصوف، حلم اور احسان میں معروف ہے۔ پس اس سے اس کی مغفرت اور احسان کا سوال کرو اور اس سے اس کی رحمت اور رضا طلب کرو۔

یہ سوالات جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے ﴿قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ﴾ ”تحقیق پوچھ چکی ہے یہ باتیں ایک

جماعت تم سے پہلے‘‘ یعنی اس جنس کے اور اسی قسم کے سوالات تھے۔ ان کا سوال طلب رشد کے لئے نہ تھا بلکہ تلبیس کی خاطر تھا۔ جب ان کے سوال کا جواب واضح ہو کر ان کے سامنے آ گیا ﴿ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴾ ’’تو وہ ان کے ساتھ کفر کرنے والے ہو گئے‘‘ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے صحیح حدیث میں فرمایا ’’جب میں تمہیں کسی چیز سے روک دوں تو اس سے اجتناب کرو اور جب کسی کام کے کرنے کا حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق اس حکم کی تعمیل کرو کیونکہ تم سے پہلے قومیں کثرت سوال اور اپنے نبیوں سے اختلاف کرنے کی بنا پر ہلاک ہوئیں‘‘ ①

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ
نہیں مقرر کیا اللہ نے کوئی بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام‘ لیکن وہ لوگ
كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ
جنہوں نے کفر کیا‘ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ‘ اور اکثر ان کے نہیں عقل رکھتے ○ اور جب کہا جاتا ہے
لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ
ان سے آؤ تم اس چیز کی طرف‘ جو نازل کی اللہ نے اور (آؤ) رسول کی طرف تو کہتے ہیں کافی ہے ہمیں وہ کہ پایا ہم نے اس پر
اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾
اپنے آباؤ اجداد کو‘ کیا اگرچہ ہوں آباؤ اجداد ان کے نہ جانتے ہوں کچھ‘ اور نہ ہوں وہ ہدایت یافتہ ○

یہ مشرکین کی مذمت ہے جنہوں نے دین میں ایسی چیزیں گھڑ لی تھیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا تھا اور وہ چیزیں حرام قرار دے لی تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال ٹھہرایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی فاسد آراء کی بنا پر اپنی ان اصطلاحات کے مطابق کچھ مویشی حرام قرار دے دیئے جو کتاب اللہ کے مخالف تھیں۔ بنابریں فرمایا: ﴿ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ ﴾ ’’نہیں مقرر کیا اللہ نے بحیرہ‘‘ (بَحِيْرَة) اس اونٹنی کو کہا جاتا تھا جس کے کان پھاڑ دیا کرتے‘ اس پر سواری کرنے کو حرام کر لیتے اور اس کو مقدس خیال کرتے تھے۔ ﴿ وَلَا سَآئِبَةٍ ﴾ ’’اور نہ سائبہ‘‘ اونٹنی‘ گائے یا بکری جب سن رسیدہ ہو جاتی تو اسے سائبہ کہا جاتا تھا اور اسے آزاد چھوڑ دیتے تھے‘ اس پر سواری کی جاتی تھی نہ اس پر بوجھ لادا جاتا تھا۔ اور نہ اس کا گوشت کھایا جاتا تھا۔ بعض لوگ اپنے مال میں سے کچھ نذر مان کر اس کو ’’سائبہ‘‘ بنا کر چھوڑ دیتے تھے۔ ﴿ وَلَا حَامٍ ﴾ ’’اور نہ حام‘‘ یعنی اونٹ جب ایک خاص حالت کو پہنچ جاتا جو ان کے ہاں معروف تھی تو اس اونٹ پر سواری کی جاتی تھی نہ اس پر سامان لادا جاتا تھا۔ ان تمام چیزوں کو مشرکین نے بغیر کسی دلیل اور برہان کے حرام قرار دے رکھا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ پر افترا اور بہتان تھا جو ان کی جہالت اور بے عقلی سے صادر ہوا تھا۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴾

---

① صحیح مسلم‘ الحج‘ حدیث: ۱۳۳۷

”لیکن کافر اللہ پر افترا باندھتے تھے اور ان کے اکثر عقل نہیں رکھتے تھے۔“ ان مذکورہ امور میں کوئی نقلی دلیل تھی نہ عقلی، بایں ہمہ انہیں اپنی آراء بہت پسند تھیں جو ظلم اور جہالت پر مبنی تھیں۔

جب انہیں دعوت دی جاتی ﴿إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ﴾ ”اس کی طرف جو اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف“ تو اس سے روگردانی کرتے اور اسے قبول نہ کرتے ﴿قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا﴾ ”اور کہتے کہ جس دین پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے وہ ہمارے لئے کافی ہے“ اگرچہ یہ دین نادرست ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہ دین اللہ کے عذاب سے نجات نہ دلا سکتا ہو۔ پھر اگر ان کے آباؤ اجداد کافی ہوتے، ان میں معرفت اور درایت ہوتی تو معاملہ آسان ہوتا۔ مگر ان کے آباؤ اجداد میں تو کچھ بھی عقل نہ تھی۔ ان کے پاس کوئی معقول شے تھی، نہ علم و ہدایت کا کوئی حصہ۔ ہلاکت ہے اس کے لئے جو کسی ایسے شخص کی تقلید کرتا ہے جس کے پاس علم صحیح ہے نہ عقل راجح اور وہ اللہ کی نازل کردہ کتاب اور اس کے انبیا و مرسلین کی اتباع کو چھوڑ دیتا ہے جو قلب کو علم و ایمان اور ہدایت و ایقان سے لبریز کرتی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! لازم ہے تم پر فکر اپنی جانوں کی، نہیں نقصان پہنچا سکے گا تمہیں جو گمراہ ہو گا جب کہ تم خود ہدایت پر ہو

إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۰۵﴾

اللہ ہی کی طرف واپسی ہے تمہاری سب کی، پھر وہ خبر دے گا تمہیں جو تھے تم عمل کرتے ○

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ﴾ ”اے ایمان والو! تم پر لازم ہے فکر اپنی جان کا“، یعنی اپنے نفوس کی اصلاح، ان کو منزل کمال تک پہنچانے اور ان کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کی کوشش کرو، کیونکہ اگر تم نے اپنی اصلاح کر لی تو وہ شخص تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا جو راہ راست سے بھٹک گیا ہے اور دین قیم کے راستے کو اختیار نہیں کرتا۔ وہ صرف اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ آیت کریمہ اس امر پر دلالت نہیں کرتی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ چھوڑ دینے سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ کیونکہ خود بندے کی ہدایت بھی اس وقت تک تکمیل نہیں پاتی جب تک کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی جو ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے اسے ادا نہیں کرتا۔ ہاں! اگر وہ اپنے ہاتھ اور زبان سے برائی کا انکار کرنے پر قادر نہیں تو اپنے دل میں اس برائی کو برا سمجھے۔ تب کسی دوسرے کی گمراہی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

﴿إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا﴾ ”تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“ یعنی قیامت کے دن تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹو گے اور اس کے سامنے اکٹھے ہو گے ﴿فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ ”وہ تم کو تمہارے سب کاموں سے آگاہ کرے گا۔“ یعنی اچھے اور برے جو عمل بھی کرتے رہے ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے بارے میں آگاہ کرے گا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شہادت ہونی چاہیے تمہارے درمیان جب آ پہنچے کسی کو تم میں سے موت' وقت وصیت کے

اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ

دو عادل شخصوں کی تم میں سے' یا دو اور ہوں تم مسلمانوں کے سوا' اگر تم سفر کر رہے ہو زمین میں

فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ

پھر پہنچے تمہیں مصیبت موت کی' روک لو ان دونوں کو بعد نماز کے' پس قسمیں کھائیں وہ اللہ کی اگر

ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا

تم شک کرو (وہ کہیں) ہم نہیں لیتے اس (قسم) کے بدلے کوئی قیمت' اگرچہ ہو وہ رشتے دار اور نہیں چھپاتے ہم گواہی اللہ کی یقیناً ہم اس وقت

لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا

گناہ گاروں میں سے ہوں گے ○ پھر اگر اطلاع ہو جائے اس پر کہ وہ دونوں مرتکب ہوئے ہیں گناہ کے تو دو اور گواہ کھڑے ہوں انکی جگہ

مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا

ان لوگوں میں سے جن کی حق تلفی ہوئی ہے قریب تر (میت کے) پھر قسمیں کھائیں دونوں اللہ کی کہ ہماری شہادت زیادہ سچی ہے انکی شہادت سے

وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ

اور نہیں زیادتی کی ہم نے' بیشک ہم اس وقت ظالموں میں سے ہوں گے ○ یہ (طریقہ) قریب تر ہے اس کے کہ دیں وہ شہادت

عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

ٹھیک طریقے پر یا ڈریں اس سے کہ رد کر دی جائیں گی قسمیں (ان کی) بعد ان (ورثاء) کی قسموں کے' اور ڈرو تم اللہ سے

وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٨﴾ ع ۱۴

اور سنو اور اللہ نہیں ہدایت دیتا فاسق لوگوں کو ○

اللہ تبارک و تعالیٰ خبر دیتا ہے جو کہ اس حکم کو متضمن ہے کہ جب انسان کی موت کی علامات اور اس کے مقدمات سامنے آ جائیں تو اپنی وصیت پر دو گواہ بنا لے۔ اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ اپنی وصیت کو تحریر کروائے اور اس پر دو عادل اور معتبر گواہوں کی گواہی ثبت کروائے۔ ﴿اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ﴾ ''یا دوسرے دو گواہ تمہارے سوا'' یعنی مسلمانوں کے سوا کوئی اور یعنی یہود و نصاریٰ وغیرہ۔ یہ سخت ضرورت اور حاجت کے وقت ہے جب یہود و نصاریٰ کے سوا مسلمانوں میں سے گواہ موجود نہ ہوں ﴿اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ﴾ ''جب تم زمین میں سفر کر رہے ہو'' ﴿فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ﴾ ''اور پہنچے تمہیں مصیبت موت کی'' یعنی تم ان دونوں کو گواہ بنا لو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو گواہ بنانے کا حکم اس لئے دیا ہے کہ اس صورتحال میں ان کی گواہی مقبول ہے اور ان کے بارے

میں مزید تاکید فرمائی کہ ان کو روک لیا جائے ﴿مِنۡۢ بَعۡدِ الصَّلٰوةِ﴾ ”نماز کے بعد“ جس نماز کی یہ تعظیم کرتے ہیں ﴿فَيُقۡسِمٰنِ بِاللّٰهِ﴾ ”پس وہ اللہ کی قسم کھائیں“ کہ انہوں نے سچ کہا ہے اور انہوں نے کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا ﴿اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ﴾ ”اگر تمہیں (ان کی گواہی میں) شک ہو“ اور اگر تم انہیں سچا سمجھتے ہو تو پھر ان سے قسم لینے کی ضرورت نہیں اور وہ قسم کھاتے وقت یہ الفاظ ادا کریں ﴿لَا نَشۡتَرِيۡ بِهٖ﴾ ”نہیں حاصل کرتے ہم اس کے بدلے“ یعنی اپنی قسموں کے بدلے ﴿ثَمَنًا﴾ ”کوئی مال“ یعنی دنیاوی فائدے کی خاطر ہم جھوٹی قسم نہیں کھائیں گے ﴿وَّلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰى﴾ ”اگرچہ ہم کو کسی سے قرابت بھی ہو“ یعنی اس کے ساتھ اپنی قرابت داری کی وجہ سے اس سے کوئی رعایت نہیں کریں گے ﴿وَلَا نَكۡتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ﴾ ”اور نہ ہم اللہ کی گواہی کو چھپائیں گے“ بلکہ ہم اسی طرح شہادت کو ادا کریں گے جس طرح ہم نے سنی ہے ﴿اِنَّاۤ اِذًا﴾ ”بے شک تب ہم“ یعنی اگر ہم گواہی کو چھپائیں ﴿لَّمِنَ الۡاٰثِمِيۡنَ﴾ ”تو یقیناً گناہ گاروں میں سے ہوں گے“۔

﴿فَاِنۡ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا﴾ ”پھر اگر خبر ہو جائے کہ یہ دونوں“ یعنی دونوں گواہ ﴿اسۡتَحَقَّاۤ اِثۡمًا﴾ ”حق بات دبا گئے ہیں“ یعنی اگر ایسے قرائن پائے جائیں جو ان کے جھوٹ پر دلالت کرتے ہوں اور جن سے ظاہر ہوتا ہو کہ انہوں نے خیانت کی ہے تو جن لوگوں کا انہوں نے حق مارنا چاہا تھا ان میں سے ان کی جگہ دو اور گواہ کھڑے ہوں جو میت کے زیادہ قریبی ہوں۔ یعنی میت کے اولیاء میں سے دو آدمی کھڑے ہوں اور وہ دونوں میت کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں۔ ﴿فَيُقۡسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنۡ شَهَادَتِهِمَا﴾ ”پس وہ دونوں قسم کھائیں اللہ کی' کہ ہماری گواہی زیادہ صحیح ہے پہلوں کی گواہی سے“ یعنی انہوں نے جھوٹ بولا ہے اور وہ وصیت میں تغیر و تبدل کر کے خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں ﴿وَمَا اعۡتَدَيۡنَاۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ﴾ ”اور ہم نے زیادتی نہیں کی' نہیں تو بے شک ہم ظالموں میں سے ہوں گے“ یعنی اگر ہم نے ظلم اور زیادتی کی اور ناحق گواہی دی۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس گواہی' اس کی تاکید اور دونوں گواہوں سے خیانت ظاہر ہونے پر گواہی کو میت کے اولیاء کی طرف لوٹانے کی حکمت بیان کی ہے۔ ﴿ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى﴾ ”اس طریق سے بہت قریب ہے۔“ یعنی یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے ﴿اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجۡهِهَاۤ﴾ ”کہ وہ ادا کریں گواہی کو ٹھیک طریقے پر“ یعنی جب ان گواہوں کو مذکورہ تاکیدات کے ذریعے سے تاکید کی جائے گی ﴿اَوۡ يَخَافُوۡۤا اَنۡ تُرَدَّ اَيۡمَانٌۢ بَعۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ﴾ ”اس بات سے خوف کریں کہ ہماری قسمیں ان کی قسموں کے بعد رد کر دی جائیں گی۔“ یعنی ان کو خوف ہو گا کہ ان کی قسمیں قبول نہیں کی جائیں گی اور ان قسموں کو میت کے اولیاء کی طرف لوٹا دیا جائے گا ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ﴾ ”اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا“ یعنی وہ لوگ جن کا وصف فسق ہے جو ہدایت چاہتے ہیں نہ راہ راست پر چلنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں۔

ان آیات کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ سفر وغیرہ میں جب میت کی موت کا وقت آ جائے اور وہ ایسی جگہ پر ہو جہاں گمان یہ ہو کہ معتبر گواہ بہت کم ہوں گے، تو میت کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ دو مسلمان عادل گواہوں کے سامنے وصیت کرے اور اگر صرف دو کافر گواہ مہیا ہو سکیں تو ان کے پاس بھی وصیت کرنا جائز ہے۔

اگر ان گواہوں کے کفر کی وجہ سے میت کے اولیاء ان کے بارے میں شک کریں تو نماز کے بعد ان سے حلف لیں کہ انہوں نے خیانت کا ارتکاب کیا ہے نہ جھوٹ بولا ہے اور نہ انہوں نے وصیت میں کوئی تغیر و تبدل کیا ہے۔ اس طرح وہ اس حق کی ذمہ داری سے بری ہو جائیں گے جو ان پر ڈال دی گئی تھی۔ اگر میت کے اولیا ان کی گواہی کو تسلیم نہ کریں اور وہ کوئی ایسا قرینہ پائیں جو گواہوں کے جھوٹ پر دلالت کرتا ہو۔ پس اگر میت کے اولیاء میں سے دو گواہ کھڑے ہو کر قسم کھائیں کہ ان کی گواہی پہلے گواہوں کی گواہی سے صحیح ہے اور یہ کہ پہلے گواہ خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں اور انہوں نے جھوٹ بولا ہے تو وہ ان پہلے گواہوں کے مقابلے میں اپنے دعوے میں مستحق قرار پائیں گے۔

یہ آیات کریمہ تمیم داری رضی اللہ عنہ اور عدی بن بداء کے قصہ میں نازل ہوئی ہیں جو بہت مشہور ہے اور قصہ یوں ہے کہ عدوی ① نے ان دونوں حضرات کے پاس وصیت کی تھی۔ واللہ اعلم ② ۔ ان آیات کریمہ سے متعدد احکام پر استدلال کیا جاتا ہے۔

(۱) وصیت کرنا مشروع ہے جس کی موت کا وقت قریب آ جائے تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے۔

(۲) جب موت کے مقدمات و آثار نمودار ہو جائیں تو مرنے والے کی وصیت اس وقت تک معتبر ہے جب تک اس کے ہوش و حواس قائم ہیں۔

(۳) وصیت میں دو عادل گواہوں کی گواہی ضروری ہے۔

(۴) وصیت اور اس قسم کے دیگر مواقع پر، بوقت ضرورت کفار کی گواہی مقبول ہے۔ یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔ بہت سے اہل علم دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ حکم منسوخ ہے۔ مگر نسخ کے اس دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں۔

---

① مفسر موصوف کو سہو ہوا ہے۔ صحیح بخاری، ترمذی، ابن کثیر اور دیگر مفسرین کے نزدیک عدوی کی جگہ سہمی وارد ہوا ہے یعنی بنو سہم کا ایک آدمی۔

② یہ قصہ اصل میں اس طرح ہے کہ حضرت تمیم داری (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اور عدی بن بداء، یہ دونوں نصرانی تھے اور تجارت کے لیے شام گئے ہوئے تھے۔ ایک مسلمان بدیل بن ابی مریم بھی وہاں گئے ہوئے تھے، وہاں بدیل سخت بیمار ہو گئے حتیٰ کہ زندگی سے مایوس ہو گئے۔ انہوں نے ان دونوں کو وصیت کی اور اپنا سامان بھی ان کے سپرد کر دیا کہ وہ اسے ان کے گھر پہنچا دیں۔ ان دونوں نے اس سامان میں سے چاندی کا ایک پیالہ نکال کر بیچ دیا اور اس کی رقم آپس میں بانٹ لی۔ بعد میں ورثاء کو اس کا علم ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حلف لیا۔ (صحیح بخاری، الوصایا، حدیث: ۲۷۸۰۔ ترمذی، التفسیر، حدیث: ۳۰۵۹) (ص-ي)

(۵) اس حکم کے اشارہ اور اس کے معنی سے مستفاد ہوتا ہے کہ مسلمان گواہوں کی عدم موجودگی میں وصیت کے علاوہ دیگر مسائل میں بھی کفار کی گواہی قابل قبول ہے۔ جیسا کہ یہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔

(۶) اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر خوف کی بات نہ ہو تو کفار کی معیت میں سفر جائز ہے۔

(۷) تجارت کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔

(۸) اگر دونوں گواہوں کی گواہی کے بارے میں شک ہو مگر ایسا کوئی قرینہ موجود نہ ہو جو ان کی خیانت پر دلالت کرتا ہو اور وصیت کرنے والے کے اولیاء ان گواہوں سے قسم لینا چاہتے ہوں تو وہ انہیں نماز کے بعد روک لیں اور ان سے اس طریقے سے قسم لیں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

(۹) اگر ان دونوں کی گواہی میں کوئی شک اور تہمت نہ ہو تو ان کو روکنے اور ان سے قسم لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۱۰) یہ آیت کریمہ شہادت کے معاملے کی تعظیم پر دلالت کرتی ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شہادت کو اپنی طرف مضاف کیا ہے' نیز یہ کہ اس کو درخور اعتنا سمجھنا اور انصاف کے مطابق اس کو قائم کرنا واجب ہے۔

(۱۱) گواہوں کے بارے میں اگر شک ہو تو گواہوں کا امتحان اور ان کو علیحدہ علیحدہ کر کے گواہی لینا جائز ہے' تاکہ سچ اور جھوٹ کے اعتبار سے گواہی کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جا سکے۔

(۱۲) جب ایسے قرائن پائے جائیں جو اس مسئلہ میں دونوں وصیوں (گواہوں) کے جھوٹ پر دلالت کرتے ہوں تو میت کے اولیاء میں سے دو آدمی کھڑے ہوں اور اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری قسم ان کی قسم سے زیادہ سچی ہے۔ انہوں نے خیانت کی ہے اور جھوٹ کہا ہے پھر جس چیز کا وہ دعویٰ کرتے ہیں ان کے حوالے کر دی جائے گی۔ ان کی قسموں کے ساتھ' قرینہ' ثبوت کے قائم مقام ہے۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

جس دن جمع کرے گا اللہ رسولوں کو' پس کہے گا کیا جواب دیئے گئے تھے تم؟ وہ کہیں گے نہیں علم ہمیں' بے شک تو ہی

عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ

خوب جاننے والا ہے غیبوں کا ○ جس وقت کہے گا اللہ' اے عیسیٰ ابن مریم! یاد کر تو میری نعمت (جو ہوئی) تجھ پر اور

عَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۟ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا ۚ وَ اِذْ

وقف لازم

تیری والدہ پر' جب قوت دی میں نے تجھے ساتھ روح القدس کے' کلام کرتا تھا تو لوگوں سے گود میں اور پختہ عمر میں اور جب

عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ۚ وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ

تعلیم دی میں نے تجھے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل کی' اور جب بناتا تھا تو گارے سے مانند شکل

الطَّيْرِ بِإِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِإِذْنِيْ وَ تُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَ الْأَبْرَصَ

پرندے کی میرے حکم سے پھر پھونک مارتا اس میں تو ہو جاتا وہ پرندہ میرے حکم سے اور تندرست کرتا تھا تو پیدائشی نابینے کو اور برص والے کو

بِإِذْنِيْ ۚ وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِإِذْنِيْ ۚ وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ إِذْ

میرے حکم سے اور جب (زندہ) نکالتا تھا تو مردوں کو میرے حکم سے اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب

جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١١٠﴾

لایا تھا تو ان کے پاس واضح دلیلیں، تو کہا تھا ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا ان میں سے، نہیں ہے یہ مگر جادو ظاہر ○

اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن اور اس کی ہولناکیوں کے بارے میں خبر دیتا ہے نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو جمع کر کے ان سے پوچھے گا ﴿مَاذَآ أُجِبْتُمْ﴾ ”تمہیں کیا جواب ملا تھا؟“ یعنی اس بارے میں تمہاری امتوں نے کیا جواب دیا؟ ﴿قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا﴾ ”وہ جواب دیں گے کہ ہمیں کوئی علم نہیں۔“ تجھے ہی علم ہے۔ اے ہمارے رب! تو ہم سے زیادہ جانتا ہے ﴿إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾ ”تو ہی غیب کی باتوں سے واقف ہے۔“ یعنی تو حاضر و غائب تمام امور کو جانتا ہے۔ ﴿إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ﴾ ”جب کہا اللہ نے، اے عیسیٰ ابن مریم! یاد کر میری نعمت جو تجھ پر اور تیری ماں پر ہوئی“ یعنی اپنے دل اور زبان سے یاد کیجیے اور اس کے واجبات کو ادا کر کے اپنے رب کا شکر کیجیے۔ کیونکہ اس نے آپ کو اتنی نعمتیں عطا کی ہیں جو کسی دوسرے کو عطا نہیں کیں۔ ﴿إِذْ أَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ﴾ ”جب میں نے روح القدس سے تیری مدد کی۔“ یعنی جب ہم نے تجھ کو روح اور وحی کے ذریعے سے تقویت دی، جس نے تجھ کو پاک کیا اور تجھ کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اور اس کی طرف دعوت دینے کی قوت حاصل ہوئی اور بعض نے کہا کہ روح القدس سے مراد جبریل ہیں۔ بڑے بڑے سخت مقامات پر اللہ تعالیٰ نے جبریل کی ملازمت (ساتھ رہنے) اور ان کے ذریعے سے ثبات عطا کر کے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی مدد فرمائی۔

﴿تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا﴾ ”تو کلام کرتا تھا لوگوں سے گود میں اور بڑی عمر میں“ یہاں کلام کرنے سے مراد مجرد کلام کرنا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ کلام ہے جس سے متکلم اور مخاطب دونوں مستفید ہوں اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا۔ جناب عیسیٰ کو اس عمر میں رسالت، بھلائیوں کی طرف دعوت اور برائیوں سے روکنے کی ذمہ داری عطا کر دی گئی اور دیگر اولوالعزم انبیاء و مرسلین کو بڑی عمر میں یہ ذمہ داری عطا کی گئی تھی۔ حضرت عیسیٰ تمام انبیائے کرام میں اس بنا پر ممتاز ہیں کہ انہوں نے پنگوڑے میں کلام فرمایا ﴿إِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا﴾ (مریم: ۱۹/۳۰، ۳۱) ”میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا کی اور مجھے نبی بنایا اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھے بابرکت بنایا۔

جب تک میں زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوۃ کی وصیت فرمائی''۔

﴿ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ ''اور جب سکھلائی میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت'' یہ کتاب تمام کتب سابقہ خصوصاً تورات کو شامل ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جناب موسیٰ کے بعد تورات کے سب سے بڑے عالم تھے۔۔۔اور انجیل کو بھی شامل ہے جو ان پر نازل کی گئی۔۔۔۔ حکمت سے اسرار شریعت' اس کے فوائد اور اس کی حکمتوں کی معرفت' دعوت و تعلیم کی خوبی اور تمام امور کا ان کی اہمیت اور مناسبت کے مطابق خیال رکھنا مراد ہے۔

﴿ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ ﴾ ''اور جب تو بناتا تھا گارے سے جانور کی سی صورت'' یعنی پرندوں کی تصویر جس میں روح نہیں ہوتی ﴿ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ ﴾ ''پھر تو اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے والا ہو جاتا اور اچھا کرتا تھا تو مادرزاد اندھے کو'' (اَلْاَكْمَهُ) اس شخص کو کہتے ہیں جس کی بینائی ہو نہ آنکھ۔ ﴿ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ﴾ ''اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب نکال کھڑا کرتا تھا تو مردوں کو میرے حکم سے'' یہ واضح نشانیاں اور نمایاں معجزات ہیں جن سے بڑے بڑے اطباء وغیرہ بھی عاجز ہیں۔ ان معجزات کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدد فرمائی اور اس کے ذریعے سے ان کی دعوت کو تقویت بخشی۔

﴿ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ ﴾ ''اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو لے کر آیا ان کے پاس نشانیاں تو کہا ان لوگوں نے جو ان میں سے کافر تھے'' یعنی جب ان کے پاس حق آ گیا جس کی ایسے دلائل کے ساتھ تائید کی گئی تھی جن پر ایمان لانا واجب ہے تو انہوں نے کہا: ﴿ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴾ ''یہ تو کھلا جادو ہے'' اور انہوں نے جناب عیسیٰ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی پوری کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ روک دیئے اور حضرت عیسیٰ کی ان سے حفاظت کی اور ان کو ان کے شر سے بچا لیا۔ پس یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے احسانات جن سے اس نے اپنے بندے اور رسول عیسیٰ ابن مریم کو نوازا اور ان کو ان احسانات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور ان کو قائم کرنے کا حکم دیا۔۔۔ حضرت عیسیٰ نے ان احسانات کے تقاضوں کو پوری طرح ادا کیا اور اس راہ کی سختیوں پر اسی طرح صبر کیا جس طرح دیگر اولوالعزم انبیا و رسل نے صبر کیا تھا۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا

اور جب الہام کیا میں نے حواریوں کو یہ کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر تو کہا انہوں نے: ایمان لائے ہم اور گواہ رہ تو کہ بیشک ہم

مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ

فرماں بردار ہیں ○ جب کہا حواریوں نے' اے عیسیٰ ابن مریم! کیا طاقت رکھتا ہے تیرا رب یہ کہ نازل کرے

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ

ہم پر دسترخوان آسمان سے؟ کہا اس (عیسیٰ) نے ڈرو تم اللہ سے اگر ہو تم مومن ○ کہا انہوں نے چاہتے ہیں ہم

اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا

یہ کہ کھائیں ہم اس میں سے اور مطمئن ہو جائیں ہمارے دل، اور جان لیں ہم یہ کہ سچ کہا تو نے ہم سے، اور ہو جائیں ہم اس پر

مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً الربع

شہادت دینے والوں میں سے ○ کہا عیسیٰ ابن مریم نے اے اللہ! اے ہمارے رب! نازل فرما ہم پر دسترخوان

مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ

آسمان سے، کہ بن جائے وہ عید ہمارے پہلوں اور ہمارے بعد والوں کیلئے، اور نشانی تیری طرف سے، اور رزق دے ہمیں، اور تو

خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ

بہترین رزق دینے والا ہے ○ فرمایا اللہ نے: بیشک میں نازل کروں گا وہ تم پر، پھر جو شخص کفر کرے گا بعد اسکے تم میں سے، تو بالضرور میں

اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ع ۱۵ ۵

عذاب دوں گا اس کو ایسا کہ نہیں عذاب دوں گا میں ویسا کسی اور کو جہانوں میں سے ○ اور جب کہے گا اللہ، اے عیسیٰ

ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ

ابن مریم! کیا کہا تھا تو نے لوگوں کو، کہ بنا لو مجھے اور میری ماں کو دو معبود سوائے اللہ کے؟ تو کہے گا وہ (عیسیٰ)

سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ

پاک ہے تو، نہیں لائق تھا میرے کہ کہوں میں وہ بات جسکا نہیں مجھے حق۔ اگر ہوں میں کہ کہی ہے میں نے یہ بات، تو یقیناً جانتا ہے تو اسکو

تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ

تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور نہیں جانتا میں جو تیرے دل میں ہے۔ بلاشبہ تو ہی خوب جاننے والا ہے غیبوں کا ○ نہیں کہا تھا میں نے

لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا

ان سے، مگر وہی کہ حکم دیا تھا تو نے مجھے اس کا، یہ کہ عبادت کرو تم اللہ کی، میرے رب اور اپنے رب کی، اور تھا میں ان پر نگران

مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

جب تک رہا میں ان میں، پھر جب اٹھا لیا تو نے مجھے، تو تھا تو ہی نگہبان ان پر، اور تو ہر ایک چیز پر

شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

مطلع ہے ○ اگر عذاب دے تو ان کو تو بیشک وہ بندے ہیں تیرے، اور اگر بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی ہے غالب حکمت والا ○

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

فرمائے گا اللہ! یہ دن ہے کہ نفع دے گا سچوں کو ان کا سچ، ان کے لیے ایسے باغات ہیں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾

نہریں، ہمیشہ رہیں گے وہ ان میں ابد تک، راضی ہوا اللہ ان سے اور راضی ہوئے وہ اس سے، یہی ہے کامیابی بڑی ○

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾ ع

اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے، اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے ○

یعنی میری اس نعمت کو یاد رکھیے جس سے میں نے تجھ کو نوازا اور تجھ کو انصار و اعوان اور متبعین مہیا کیے۔ پس میں نے حواریوں کی طرف وحی کی، یعنی ان کو الہام کیا اور میں نے ان کے دلوں میں القا کیا کہ وہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لائیں یا تیری زبان پر میں نے ان کی طرف وحی کی یعنی میں نے ان کو اس وحی کے ذریعے سے حکم دیا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرے پاس آئی۔ انہوں نے اس وحی پر لبیک کہا، اس کی اطاعت کی اور کہا ”ہم ایمان لائے، گواہ رہیے کہ ہم مسلمان ہیں“ پس انہوں نے ظاہری اسلام، اعمال صالحہ اور باطنی ایمان کو جو مومن کو نفاق اور ضعف ایمان کے دائرے سے خارج کرتا ہے، جمع کیا۔ حواریوں سے مراد انصار ہیں جیسا کہ جناب مسیح نے حواریوں سے فرمایا تھا: ﴿ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ﴾ (آل عمران: ۵۲/۳) ”اللہ کی راہ میں میرا مددگار کون ہے“ حواریوں نے عرض کیا ”ہم اللہ کے مددگار ہیں“۔

﴿ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ﴾ ”جب حواریوں نے کہا، اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تیرا رب طاقت رکھتا ہے کہ وہ ہم پر آسمان سے بھرا ہوا خوان اتارے؟“ یعنی ایسا دستر خوان جس پر کھانا لگا ہوا ہو۔۔۔ یہ مطالبہ اس بنا پر نہیں تھا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت میں کوئی شک تھا، بلکہ یہ درخواست تھی جو عرض اور ادب کے پیرائے میں تھی۔ چونکہ من مانے معجزات کا مطالبہ اطاعت حق کے منافی ہوتا ہے اور یہ کلام حواریوں سے صادر ہوا تھا اور یہ چیز ان کو وہم میں ڈال سکتی تھی اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ ”اللہ سے ڈرو، اگر تم مومن ہو“ کیونکہ مومن کا سرمایۂ ایمان اسے تقویٰ کے التزام اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت پر آمادہ کرتا رہتا ہے اور وہ بغیر جانے بوجھے معجزات کا مطالبہ نہیں کرتا کیونکہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔ حواریوں نے عرض کیا کہ ان کا مطالبہ اس معنی میں نہیں ہے بلکہ وہ تو نیک مقاصد رکھتے ہیں، ان کا یہ مطالبہ ضرورت کے تحت ہے ﴿ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا ﴾ ”ہم اس سے کھانا چاہتے ہیں“ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس کھانے کے محتاج تھے ﴿ وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا ﴾ ”اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں“ جب ہم عیاں طور پر معجزات کا مشاہدہ کریں گے تو دل ایمان پر مطمئن ہوں گے حتیٰ کہ ایمان عین الیقین کے درجہ پر پہنچ جائے گا، جیسا کہ جناب خلیل علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کیا کہ وہ انہیں اس امر کا مشاہدہ کروائے کہ وہ مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے ﴿ قَالَ اَوَلَمْ

تُؤۡمِنۡ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ﴾ (البقرة: ٢/ ٢٦٠) ’’فرمایا: کیا تو ایمان نہیں رکھتا؟ عرض کیا کیوں نہیں۔ یہ عرض تو محض اس لئے ہے کہ میرا دل مطمئن ہو جائے‘‘۔ پس بندہ ہمیشہ اپنے علم‘ ایمان اور یقین میں اضافے کا محتاج اور متمنی رہتا ہے ﴿وَنَعۡلَمَ اَنۡ قَدۡ صَدَقۡتَنَا﴾ ’’اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا ہے۔‘‘ یعنی جو چیز آپ لے کر مبعوث ہوئے ہیں ہم اس کی صداقت کو جان لیں کہ یہ حق اور سچ ہے ﴿وَنَکُوۡنَ عَلَیۡہَا مِنَ الشّٰہِدِیۡنَ﴾ ’’اور ہم اس پر گواہوں میں سے ہو جائیں‘‘ اور یہ چیز ہمارے بعد آنے والوں کے لئے مصلحت کی حامل ہو گی۔ ہم آپ کے حق میں گواہی دیں گے‘ تب حجت قائم ہو جائے گی اور دلیل و برہان کی قوت میں اضافہ ہو گا۔

جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی یہ بات سنی اور ان کا مقصود انہیں معلوم ہو گیا تو انہوں نے ان کی درخواست قبول فرما کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی ﴿اللّٰہُمَّ رَبَّنَاۤ اَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوۡنُ لَنَا عِیۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنۡکَ﴾ ’’اے اللہ! ہم پر آسمان سے بھرا ہوا خوان اتار‘ یہ ہمارے پہلے اور پچھلے لوگوں کے لئے خوشی کا باعث اور تیری طرف سے نشانی ہو‘‘ یعنی اس کھانے کے نازل ہونے کا وقت ہمارے لئے عید اور یادگار بن جائے تاکہ اس عظیم معجزے کو یاد رکھا جائے اور مرور ایام کے ساتھ اس کی حفاظت کی جائے اور ہم اس کو بھول نہ جائیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عیدیں اور عبادت کے دن مقرر فرمائے ہیں جو اس کی آیات کی یاد دلاتے ہیں اور انبیا و مرسلین کی سنن اور ان کی سیدھی راہ اور ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں ﴿وَارۡزُقۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ﴾ ’’اور ہمیں روزی دے اور تو ہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے‘‘ یعنی اسے ہمارے لئے رزق بنا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان دو مصلحتوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ سے دستر خوان کے اترنے کی دعا کی تھی۔ دینی مصلحت‘ یعنی یہ نشانی کے طور پر باقی رہے اور دنیاوی مصلحت‘ یعنی یہ رزق ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنِّیۡ مُنَزِّلُہَا عَلَیۡکُمۡ فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بَعۡدُ مِنۡکُمۡ فَاِنِّیۡۤ اُعَذِّبُہٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُہٗۤ اَحَدًا مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾ ’’بے شک میں اسے تم پر اتاروں گا‘ پس اس کے بعد تم میں سے جو کفر کرے گا تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا جو جہانوں میں سے کسی کو نہیں دوں گا‘‘ کیونکہ اس نے واضح معجزے کا مشاہدہ کر کے ظلم اور عناد کی بنا پر اس کا انکار کر دیا اور یوں وہ دردناک عذاب اور سخت سزا کا مستحق ٹھہرا۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ وہ دستر خوان نازل کرے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کو ان کے کفر کی صورت میں مذکورہ بالا وعید بھی سنائی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے نازل کرنے کا ذکر نہیں فرمایا۔ احتمال یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے اسے نازل نہیں فرمایا ہو گا کہ انہوں نے اس کو اختیار نہیں کیا۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس کا ذکر انجیل کے اس نسخے میں نہیں ہے جو اس وقت عیسائیوں کے پاس ہے۔

اس میں اس امر کا بھی احتمال ہے کہ دستر خوان نازل ہوا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اور انجیل میں اس کا ذکر نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہ اسے بھلا بیٹھے ہوں گے جس کو یاد رکھنے کے لئے ان کو کہا گیا تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ واقعہ سرے سے انجیل میں موجود ہی نہ ہو بلکہ نسل در نسل زبانی منتقل ہوا ہو اور اللہ تعالیٰ نے انجیل میں اس کا ذکر کئے بغیر اس کو بیان کرنے پر اکتفا کیا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّٰهِدِينَ﴾ ''اور ہم اس پر گواہ رہیں۔'' بھی اس معنی پر دلالت کرتا ہے۔ حقیقت حال کو اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے۔

﴿وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِن دُونِ اللّٰهِ﴾

''اور جب اللہ کہے گا، اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو معبود بنا لینا، اللہ کے سوا''۔ یہ نصاریٰ کے لئے زجر و توبیخ ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں سے ایک ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ خطاب حضرت عیسیٰ کے لئے ہے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام اس سے براءت کا اظہار کرتے ہوئے فرمائیں گے: ﴿سُبْحٰنَكَ﴾ ''پاک ہے تو'' یعنی میں اس قبیح کلام اور جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہ ہو، اس سے اللہ کی پاکی اور تنزیہ بیان کرتا ہوں ﴿مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ﴾ ''مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں۔'' یعنی میرے لئے مناسب نہیں ہے اور نہ میری شان کے لائق ہے کہ میں ایسی کوئی بات کہوں جو میرے اوصاف میں شامل ہے نہ میرے حقوق میں، کیونکہ مخلوق میں سے کسی کو بھی یہ حق نہیں۔ اللہ کے مقرب فرشتوں، انبیاء و مرسلین اور دیگر مخلوق میں سے کوئی بھی مقام الوہیت کا حق اور استحقاق نہیں رکھتا۔ یہ تمام ہستیاں اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اس کی تدبیر کے تحت ہیں، اللہ تعالیٰ کی مسخر کی ہوئی عاجز اور محتاج مخلوق ہیں۔

﴿إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ﴾ ''اگر میں نے یہ کہا ہو گا تو تجھ کو ضرور معلوم ہو گا، تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے۔'' یعنی جو کچھ مجھ سے صادر ہو چکا ہے تو اسے زیادہ جانتا ہے ﴿إِنَّكَ أَنتَ عَلّٰمُ الْغُيُوبِ﴾ ''بے شک تو علام الغیوب ہے۔'' یہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اپنے رب سے مخاطب ہوتے وقت کمال ادب کا مظاہرہ ہے۔ چنانچہ آپ نے یہ نہیں کہا (لم اقل شیئاً من ذلک) ''میں نے تو اس میں سے کچھ بھی نہیں کہا'' بلکہ آپ نے ایک ایسی بات کی خبر دی ہے جو آپ کی طرف سے ہر ایسی بات کہی جانے کی نفی کرتی ہے جو آپ کے منصب شریف کے منافی ہو نیز یہ کہ ایسا کہنا امر محال ہے۔ آپ نے اپنے رب کی تنزیہ بیان فرمائی اور علم کو غائب اور موجود کے جاننے والے اللہ کی طرف لوٹا دیا۔

پھر مسیح علیہ السلام نے تصریح فرمائی کہ انہوں نے بنی اسرائیل کے سامنے صرف وہی چیز بیان کی تھی کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا ﴿مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ﴾ ''میں نے ان سے کچھ نہیں کہا بجز اس کے جس کا

تو نے مجھے حکم دیا۔'' پس میں تو تیرا تابع بندہ ہوں مجھے تیری عظمت کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہیں ﴿ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ﴾ ''یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔'' میں نے تو صرف الہ واحد کی عبادت اور اخلاص دین کا حکم دیا تھا جو کہ اس بات کا متضمن ہے کہ مجھے اور میری والدہ کو معبود بنانے سے باز رہیں اور اس بیان کا متضمن ہے کہ میں تو اپنے رب کی ربوبیت کا محتاج ہوں۔ وہ جیسے تمہارا رب ہے ویسے ہی میرا بھی رب ہے۔ ﴿ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ﴾ ''اور میں ان پر گواہ رہا جب تک میں ان میں موجود رہا'' یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ کون اس بات پر قائم رہا اور کون اس پر قائم نہ رہ سکا ﴿ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ﴾ ''پس جب تو نے مجھ کو (آسمان پر) اٹھالیا تو تو ہی ان کی خبر رکھنے والا تھا۔'' یعنی ان کے بھیدوں اور ضمائر کو جاننے والا ﴿ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴾ ''اور تو ہر چیز سے خبردار ہے'' یعنی تو چونکہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے' تو سننے والا' ہر چیز کو دیکھنے والا ہے اس لئے تو ہر چیز پر شاہد ہے۔ تیرا علم تمام معلومات کا احاطہ کئے ہوئے ہے تیری سماعت مسموعات کو سن رہی ہے اور تیری بصر تمام مرئیات کو دیکھ رہی ہے۔ پس تو ہی اپنے بندوں کو اپنے علم کے مطابق خیر وشر کی جزا دے گا۔

﴿ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ﴾ ''اگر تو ان کو عذاب دے' تو وہ تیرے بندے ہیں'' یعنی تو اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جس قدر وہ اپنے آپ پر رحم کر سکتے ہیں۔ تو ان کے احوال زیادہ جانتا ہے اگر وہ متکبر اور سرکش بندے نہ ہوتے تو تو انہیں کبھی عذاب نہ دیتا ﴿ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ ''اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو غالب حکمت والا ہے۔'' تیری مغفرت تیری کامل قدرت اور غلبہ سے صادر ہوتی ہے۔ تیری مغفرت اور تیرا معاف کر دینا اس شخص کی مانند نہیں جو عاجزی اور عدم قدرت کی بنا پر معاف کر دیتا ہے' تو حکمت والا ہے جہاں کہیں تیری حکمت تقاضا کرتی ہے تو اس شخص کو بخش دیتا ہے جو تیری مغفرت کے اسباب لے کر تیری خدمت میں آتا ہے۔ ﴿ قَالَ اللّٰهُ ﴾ قیامت کے روز بندوں کا جو حال ہوگا اللہ تعالیٰ اسے بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ قیامت کے روز کون کامیابی سے بہرہ ور ہوگا اور کون ہلاک ہوگا' کسے سعادت نصیب ہوگی اور کس کے حصے میں بدبختی آئے گی ﴿ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ﴾ ''یہ دن ہے کہ کام آئے گا سچوں کے ان کا سچ'' اصحاب صدق سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے اعمال' اقوال اور نیات درست' صراط مستقیم پر قائم اور صحیح نہج پر ہیں۔ قیامت کے روز وہ اپنے صدق کا پھل پائیں گے جب اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں پاک مقام میں ہر طرح کی کامل قدرت رکھنے والے بادشاہ کے پاس ٹھہرائے گا۔

بنابریں فرمایا: ﴿ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ ''ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں' وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے' اللہ

ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہوئے' یہ ہے کامیابی بڑی'' ۔ جھوٹوں کے ساتھ اس کے برعکس معاملہ ہوگا۔ ان کو ان کے جھوٹ اور بہتان سے ضرر پہنچے گا اور وہ اپنے فاسد اعمال کا پھل چکھیں گے۔

﴿ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ﴾ ''اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے'' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے اور وہی اپنے حکم کونی وقدری، حکم شرعی اور حکم جزائی کے ذریعے سے ان کی تدبیر کر رہا ہے اس لئے فرمایا: ﴿ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ ''اور وہ ہر چیز پر قادر ہے'' ۔ پس کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی بلکہ تمام اشیا اس کی مشیت کی مطیع اور اس کے حکم کے سامنے مسخر ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ (٦) مَكِّيَّةٌ (٥٥)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان بہت رحم کرنے والا ہے

اٰيَاتُهَا ١٦٥ رُكُوْعَاتُهَا ٢٠

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ

تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے پیدا کیے آسمان و زمین اور بنائے اندھیرے اور روشنی' پھر وہ لوگ

كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ

جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کے ساتھ (اوروں کو) برابر ٹھہراتے ہیں ○ اسی نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر مقرر کیا اس نے ایک وقت

وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ②

اور ایک وقت معین ہے اس کے ہاں (قیامت کا)' پھر (بھی) تم شک کرتے ہو ○

یہ صفات کمال اور نعوت عظمت وجلال کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عمومی حمد وثنا اور ان صفات کے ذریعے سے اس کی خصوصی حمد وثنا ہے' چنانچہ اس نے اس امر پر اپنی حمد وثنا بیان کی ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمایا۔ جو اس کی قدرت کاملہ' وسیع علم ورحمت' حکمت عامہ اور خلق وتدبیر میں اس کی انفرادیت پر دلالت کرتی ہے نیز اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ اس نے تاریکیوں اور روشنی کو پیدا کیا۔ اور اس میں حسی اندھیرے اور اجالے بھی شامل ہیں جیسے رات' دن' سورج اور چاند وغیرہ اور معنوی اندھیرے اجالے بھی' مثلاً جہالت' شک' شرک' معصیت اور غفلت کے اندھیرے اور علم' ایمان' یقین اور اطاعت کے اجالے۔ یہ تمام امور قطعی طور پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی عبادت اور اخلاص کا مستحق ہے مگر اس روشن دلیل اور واضح برہان کے باوجود ﴿ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴾ ''پھر وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا' اپنے رب کے ساتھ اوروں کو برابر کیے دیتے ہیں'' غیروں کو اللہ کے برابر قرار دیتے ہیں۔ وہ انہیں عبادت اور تعظیم میں اللہ تعالیٰ کے مساوی قرار دیتے ہیں اگرچہ وہ کمالات

میں ان کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر نہیں سمجھتے اور وہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ہستیاں ہر لحاظ سے محتاج، فقیر اور ناقص ہیں۔

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ﴾ ”وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا“ یعنی تمہارا اور تمہارے باپ کا مادہ مٹی سے تخلیق کیا گیا ہے ﴿ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا﴾ ”پھر ایک مدت مقرر کر دی“ یعنی اس دنیا میں رہنے کے لئے تمہارے لئے ایک مدت مقرر کر دی اس مدت میں تم اس دنیا سے فائدہ اٹھاتے ہو اور رسول بھیج کر تمہارا امتحان لیا جاتا ہے اور تمہاری آزمائش کی جاتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملك: ۲/۶۷) ”تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے“۔ ﴿وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ﴾ ”اور ایک مدت مقرر ہے اللہ کے نزدیک“ اس مدت مقررہ سے مراد آخرت ہے، بندے اس دنیا سے آخرت میں منتقل ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اچھے برے اعمال کی جزا دے گا ﴿ثُمَّ﴾ پھر اس کامل بیان اور دلیل قاطع کے باوجود ﴿اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ﴾ ”تم شک کرتے ہو“ یعنی تم اللہ تعالیٰ کے وعد و وعید اور قیامت کے دن جزا و سزا کے وقوع کا انکار کرتے ہو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اندھیروں ﴿الظُّلُمٰتِ﴾ کو ان کے کثرت مواد اور ان کے تنوع کی بنا پر جمع کے صیغے میں بیان فرمایا ہے اور اجالے ﴿وَالنُّوْرَ﴾ کو واحد استعمال کیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والا راستہ ایک ہی ہوتا ہے، اس میں تعدد نہیں ہوتا اور یہ وہ راستہ ہے جو حق، علم اور اس پر عمل کو متضمن ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ (الانعام: ۶/ ۱۵۳) ”اور یہ کہ میرا سیدھا راستہ یہی ہے اور تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو ورنہ تم اللہ کے راستے سے الگ ہو جاؤ گے“۔

وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ③

اور وہی اللہ ہے آسمانوں میں اور زمین میں، وہ جانتا ہے تمہارا پوشیدہ اور تمہارا ظاہر، اور جانتا ہے جو کچھ تم کماتے ہو ○

یعنی آسمانوں میں اور زمین میں وہی معبود ہے۔ آسمان اور زمین کے رہنے والے اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں، تمام مقرب فرشتے، انبیا و مرسلین، صدیقین، شہداء اور صالحین سب اس کی عظمت کے سامنے جھکے ہوئے اور اس کے غلبہ و جلال کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور تمہارے اعمال بھی جانتا ہے اس لئے تم اس کی نافرمانی سے بچو اور ایسے اعمال میں رغبت کرو جو تمہیں اس کے قریب کر دیں اور اس کی رحمت کا مستحق بنا دیں اور ہر ایسے عمل سے بچو جو تمہیں اس سے اور اس کی رحمت سے دور کر دے۔

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ④ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۭ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰۗؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑤

اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی آیت ان کے رب کی آیات سے، مگر ہوتے ہیں وہ اس سے اعراض کرنے والے ○ پس تحقیق جھٹلایا انہوں نے حق کو جب آیا ان کے پاس، سو عنقریب آئیں گی ان کے پاس خبریں اس چیز کی کہ تھے وہ اس کے ساتھ استہزا کرتے ○

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ

کیا نہیں دیکھا انہوں نے کتنی ہی ہلاک کر دیں ہم نے ان سے پہلے ایسی امتیں کہ طاقت دی تھی ہم نے انکو زمین میں وہ جو نہیں طاقت دی ہم نے

لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۖ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ

تمہیں اور بھیجی ہم نے بارش اوپر ان کے موسلا دھار اور بنائیں ہم نے نہریں کہ وہ بہتی تھیں ان کے (گھروں کے) نیچے سے

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ⑥

پھر ہلاک کر دیا ہم نے انہیں بوجہ ان کے گناہوں کے، اور پیدا کیں ہم نے ان کے بعد امتیں اور ○

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشرکین کے اعراض، ان کی شدت تکذیب اور ان کی عداوت کے بارے میں خبر ہے، نیز یہ کہ آیات و معجزات انہیں کوئی فائدہ نہیں دیں گے جب تک کہ ان پر عبرتناک عذاب نازل نہ ہو جائے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ﴾ ''اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں میں سے'' جو حق پر دلیل قطعی ہیں جو حق کے قبول کرنے اور اس کی اتباع کرنے کی دعوت دیتی ہیں۔ ﴿اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ﴾ ''مگر وہ اس سے اعراض کرتے ہیں۔'' یعنی وہ ان آیات کو غور سے سنتے نہیں اور ان میں تدبر نہیں کرتے۔ ان کے دل دوسرے امور میں مصروف ہیں اور انہوں نے پیٹھ پھیر لی ہے۔

﴿فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ﴾ ''انہوں نے حق کو جھٹلایا جب ان کے پاس آیا'' حالانکہ حق اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کہ اس نے ان کے لئے حق کو آسان کر دیا اور وہ ان کے پاس حق لے کر آیا، مگر انہوں نے اس حق کا سامنا اس رویہ کے برعکس رویئے کے ساتھ کیا جس رویئے کے ساتھ انہیں اس کا سامنا کرنا چاہئے تھا۔ اس لئے وہ سخت عذاب کے مستحق ٹھہرے۔

﴿فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ ''سو اب آیا چاہتی ہے ان کے پاس حقیقت اس بات کی جس پر وہ ہنستے تھے'' یعنی وہ چیز جس کا تمسخر اڑایا کرتے تھے اس کے بارے میں عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ حق اور سچ ہے، اللہ تعالیٰ جھٹلانے والوں کے جھوٹ اور بہتان کو کھول دے گا۔ یہ لوگ دوبارہ اٹھائے جانے، جنت اور جہنم کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ قیامت کے روز ان جھٹلانے والوں سے کہا جائے گا ﴿هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ﴾ (الطور: ١٤/٥٢) ''یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے''۔ ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ﴾ (النحل: ١٦/ ٣٨، ٣٩) ''اور اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے اللہ اسے دوبارہ زندہ کر کے نہیں اٹھائے گا۔ کیوں نہیں یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ تاکہ جن باتوں میں یہ لوگ اختلاف کرتے تھے ان پر ظاہر کر دے اور اس لئے

بھی کہ کافروں کو معلوم ہو جائے کہ وہ جھوٹے تھے"۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ وہ امم سابقہ کے انجام سے عبرت پکڑیں، چنانچہ فرمایا: ﴿ اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ ﴾ "کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے جھٹلانے والی کتنی ہی قوموں کو پے در پے ہلاک کر دیا؟" اور اس ہلاکت سے پہلے ہم نے انہیں مہلت دی ﴿ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَکِّنْ لَّکُمْ ﴾ "ہم نے ان کو زمین میں وہ قوت و طاقت دی جو تمہیں ہم نے نہیں دی" یعنی ہم نے انہیں مال، اولاد اور خوشحالی سے نوازا ﴿ وَّاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْھِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْھٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمْ ﴾ "اور چھوڑ دیا ہم نے ان پر آسمان کو لگاتار برستا ہوا اور بنا دیں ہم نے نہریں بہتی ہوئی ان کے نیچے" پھر اللہ تعالیٰ جو چاہتا اس پانی سے کھیتیاں اور پھل اگتے تھے جن سے وہ لوگ فائدہ اٹھاتے تھے اور جو دل چاہتا تھا تناول کرتے تھے۔ مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا، شہوات نے ان کو اپنی گرفت میں لے لیا اور لذات نے ان کو غافل کر دیا۔ پس ان کے رسول واضح دلائل کے ساتھ ان کے پاس آئے مگر انہوں نے ان کی تصدیق نہ کی بلکہ ان کو ٹھکرا دیا اور ان کو جھٹلا دیا ﴿ فَاَھْلَکْنٰھُمْ بِذُنُوْبِھِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِھِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴾ "تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر دیا اور پیدا کیا ہم نے ان کے بعد دوسری امتوں کو" یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر ڈالا پھر ان کے بعد اس نے اور قومیں پیدا کر دیں۔ گزری ہوئی اور آنے والی قوموں کے بارے میں یہی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے ان کا جو قصہ بیان کیا ہے اس سے عبرت پکڑو۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ کِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْہُ بِاَیْدِیْھِمْ لَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا

اور اگر اتارتے ہم آپ پر کوئی نوشتہ (لکھا ہوا) کاغذ میں پھر چھوتے وہ اسکو اپنے ہاتھوں سے تو بھی کہتے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا

اِنْ ھٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ⑦ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ مَلَکٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا

نہیں ہے یہ مگر جادو ظاہر ○ اور کہا انہوں نے کیوں نہیں نازل کیا گیا اس پر فرشتہ؟ اور اگر نازل کرتے ہم

مَلَکًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ ⑧ وَلَوْ جَعَلْنٰہُ مَلَکًا لَّجَعَلْنٰہُ رَجُلًا

کوئی فرشتہ تو فیصلہ کر دیا جاتا معاملے کا، پھر نہ مہلت دیے جاتے ○ اور اگر بناتے ہم اس کو فرشتہ تو بھی بناتے ہم اس کو آدمی ہی

وَّلَلَبَسْنَا عَلَیْھِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ ⑨

اور البتہ شبہ ڈالتے ہم ان پر (وہی) جو شبہ وہ (اب) کر رہے ہیں ○

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (ﷺ) کو کفار کی شدت عناد سے آگاہ فرمایا ہے اور یہ کہ ان کا یہ جھٹلانا آپ کی لائی ہوئی کتاب میں کسی نقص کی وجہ سے نہ تھا اور نہ اس کا سبب ان کی جہالت تھا، یہ تو محض ظلم اور زیادتی کی بنا پر تھا جس میں تمہارے لیے کوئی چارہ نہیں۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ کِتٰبًا فِیْ

﴿قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ﴾ ”اگر اتاریں ہم آپ پر لکھا ہوا کاغذ میں‘ پھر چھولیں اس کو اپنے ہاتھوں سے“ یعنی انہیں یقین آ جائے ﴿لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا﴾ ”تو جو کافر ہیں وہ کہیں گے۔“ یعنی ظلم اور تعدی کی بنا پر کفار کہیں گے ﴿اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ ”یہ تو کھلا جادو ہے۔“ اس سے بڑھ کر اور کون سی دلیل ہو سکتی ہے؟ اور یہ ہے اس بارے میں ان کا انتہائی قبیح قول۔ انہوں نے ایسی محسوس چیز کا انکار کر دیا جس کا انکار کوئی ایسا شخص نہیں کر سکتا جس میں معمولی سی بھی عقل ہے۔

﴿وَقَالُوْا﴾ یعنی وہ تلبیس کے طور پر کہتے ہیں جو معقول سے لاعلمی اور جہالت پر مبنی ہے ﴿لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ﴾ ”ان پر فرشتہ کیوں نازل نہ ہوا؟“ یعنی محمد (ﷺ) کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ اترا جو اس کی مدد کرتا اور اس کام میں اس کی معاونت کرتا‘ کیونکہ وہ اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ رسول اللہ ﷺ تو بشر ہیں اور رسالت تو فرشتوں میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اس کی رحمت اور اپنے بندوں کے ساتھ لطف و کرم کا معاملہ ہے کہ اس نے انہی میں سے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا تا کہ جو کچھ وہ لے کر مبعوث ہوتا ہے اس پر ایمان‘ علم و بصیرت کی بنا پر اور بالغیب ہو۔ ﴿وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا﴾ ”اگر ہم فرشتہ نازل کرتے۔“ اگر ہم نے اپنی رسالت کے ساتھ کسی فرشتے کو بھیجا ہوتا تو یہ ایمان معرفت حق کی بنا پر نہ ہوتا بلکہ ایک ایسا ایمان ہوتا جو مشاہدہ سے صادر ہوتا ہے اور ایسا ایمان اکیلا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ اگر وہ ایمان لے آئیں مگر غالب یہ ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔ اگر وہ ایمان نہ لائے ﴿لَقُضِيَ الْاَمْرُ﴾ ”تو طے ہو جائے قصہ“ تو ان کی فوری ہلاکت اور عدم مہلت کا فیصلہ ہو جائے گا۔ یہ اس شخص کے بارے میں سنت الٰہی ہے جو حسب خواہش معجزات کا مطالبہ کرتا ہے اور ان پر ایمان نہیں لاتا۔ اس لئے ان کی طرف رسول بشری کو آیات بینات کے ساتھ مبعوث کرنا‘ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ یہ بندوں کے لئے بہتر اور نرم ہیں‘ نیز کفار اور جھٹلانے والوں کو مہلت دینا‘ ان کے لئے زیادہ فائدہ مند ہے۔ پس ان کا فرشتے اتارنے کا مطالبہ اگر وہ جانیں تو ان کے لئے بہت برا ہے۔

بایں ہمہ اگر فرشتہ نازل کر کے ان کی طرف رسول بنا کر بھیج دیا جائے تو وہ اس سے کچھ سیکھنے کی طاقت رکھتے نہ اس کے متحمل ہو سکتے ہیں اور نہ ان کے قوائے فانی اس کا بوجھ اٹھانے کی طاقت رکھتے ہیں ﴿وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا﴾ ”اور اگر ہم رسول بنا کر بھیجتے کسی فرشتے کو تو وہ بھی آدمی ہی کی صورت میں ہوتا“ کیونکہ حکمت الٰہیہ اسی کا تقاضا کرتی ہے ﴿وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ﴾ ”اور ان کو اسی شبہے میں ڈال دیتے جس میں اب پڑ رہے ہیں“ یعنی ان پر معاملہ مختلط ہو جاتا اور اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے خود اپنے آپ کو شبہ میں مبتلا کر لیا کیونکہ انہوں نے اپنے معاملے کی بنیاد اسی قاعدے پر رکھی جو مشتبہ تھا اور اس میں حق واضح نہیں تھا۔ پس جب صحیح طریقوں سے حق ان کے پاس آ گیا اور اس کے وہ قواعد بھی آ گئے جو اس کے حقیقی قواعد ہیں تو یہ حق ان کے لئے

ہدایت کا باعث نہ بن سکا جبکہ دوسروں نے اس کے ذریعے سے ہدایت پائی۔ گناہ ان کا اپنا ہے کیونکہ انہوں نے خود اپنے آپ پر ہدایت کے دروازے بند کر کے گمراہی کے دروازے کھول لئے۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

اور تحقیق استہزا کیا گیا رسولوں کیساتھ آپ سے پہلے پھر گھیر لیا انکو جنہوں نے تمسخر کیا تھا ان میں سے اس (عذاب) نے کہ تھے وہ اس کیساتھ

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۚ ⑩ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ⑪ ع

تمسخر کرتے ○ کہہ دیجئے! سیر کرو تم زمین میں' پھر دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا؟ ○

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو تسلی دیتا ہے اور اسے صبر کی تلقین کرتا ہے اور اس کے دشمنوں کو تہدید و وعید سناتے ہوئے کہتا ہے: ﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ﴾ ''اور تحقیق استہزا کیا گیا رسولوں سے' آپ سے پہلے''۔ جب وہ واضح دلائل کے ساتھ اپنی امتوں کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو جھٹلایا انہوں نے ان کے ساتھ اور ان کی تعلیمات کے ساتھ استہزا کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کفر اور تکذیب کے باعث ہلاک کر دیا اور عذاب میں سے ان کو پورا پورا حصہ دیا۔ ﴿فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ ''پس گھیر لیا ان کو جو ان میں سے استہزا کرنے والے تھے' اس چیز نے جس کے ساتھ وہ استہزا کرتے تھے۔'' پس اے جھٹلانے والو! جھٹلانے کی روش پر قائم رہنے سے باز آ جاؤ' ورنہ تمہیں بھی وہی عذاب آ لے گا جو ان قوموں پر آیا تھا۔ ﴿قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾ ''کہو کہ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔'' یعنی اگر تمہیں اس بارے میں کوئی شک وشبہ ہے تو زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔ تم دیکھو گے کہ ایسی قوم ہلاک کر دی گئی اور ایسی امتیں عذاب میں مبتلا کر دی گئیں۔ ان کے گھر ویران ہو گئے اور ان عیش کدوں میں رہ کر مسرتوں کے مزے لوٹنے والے نیست و نابود ہو گئے۔۔۔ اللہ جبار نے ان کو ہلاک کر دیا اور اہل بصیرت کے لئے ان کو نشان عبرت بنا دیا۔ یہ (سَیْر) جس کا حکم دیا گیا ہے بدنی اور قلبی سیر کو شامل ہے جس سے عبرت جنم لیتی ہے۔ رہا عبرت حاصل کئے بغیر چل پھر کر دیکھنا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ

کہہ دیجئے! کس کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے؟ فرما دیجئے اللہ ہی کا ہے لازم کر لیا ہے اس نے اپنے نفس پر مہربانی کرنا یقیناً وہ جمع کرے گا تمہیں

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑫

روز قیامت کے' نہیں ہے کوئی شک اس میں' جن لوگوں نے خسارے میں ڈالا اپنے آپ کو پس وہ نہیں ایمان لاتے ○

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے رسول ﷺ سے فرماتا ہے ﴿قُلْ﴾ ''کہہ دیجئے'' یعنی ان مشرکین سے توحید کا اقرار

کرواتے اور ان پر اس کی حجت ثابت کرتے ہوئے کہیے! ﴿لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ”کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے؟“ یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے کس نے پیدا کیا؟ کون ان کا مالک اور ان میں تصرف کرنے والا ہے؟ ﴿قُلْ﴾ ان سے کہہ دیجیے! ﴿لِلّٰهِ﴾ ”اللہ کا ہے“ وہ اس کا اقرار کرتے ہیں انکار نہیں کرتے' کیا جب وہ یہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ اکیلا ہی کائنات کا مالک اور اس کی تدبیر کرنے والا ہے' تو اس کے لئے توحید اور اخلاص کا اعتراف کیوں نہیں کرتے؟ ﴿كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾ ”اس نے لکھا ہے اپنے نفس پر رحم کرنا“ یعنی تمام عالم علوی اور عالم سفلی' اس کے اقتدار اور تدبیر کے تحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی رحمت اور احسان کی چادر پھیلا رکھی ہے اور اس کی بے پایاں رحمت نے ان سب کو ڈھانپ رکھا ہے۔ اس نے اپنے لئے لکھ رکھا ہے کہ ”اس کی رحمت اس کے غصے پر غالب ہے“۔ عطا کرنا اس کے نزدیک محروم کرنے سے زیادہ محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیے ہیں اگر بندے اپنے گناہوں کے سبب خود ان کو اپنے آپ پر بند نہ کرلیں' پھر اس نے انہیں ان دروازوں میں داخل ہونے کی دعوت دی ہے اگر ان کے گناہ اور عیب ان کو ان دروازوں کی طلب سے روک نہ دیں۔ ﴿لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ ”البتہ اکٹھا کرے گا تم کو قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں“ اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے قسم ہے اور وہ سب سے زیادہ سچی خبر دینے والا ہے اور اس پر اس نے ایسے براہین و دلائل قائم کیے ہیں جو اسے حق الیقین قرار دیتے ہیں مگر ان ظالموں نے دلائل و براہین کو ٹھکرا دیا اور اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کا انکار کر دیا کہ وہ مخلوق کو دوبارہ زندہ کرے گا اور گناہ کرنے میں جلدی کی اور اس کے ساتھ کفر کرنے کی جسارت کی' پس وہ دنیا و آخرت میں خسارے میں پڑ گئے۔ بنابریں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ”جن لوگوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈال لیا' تو وہ ایمان نہیں لاتے۔“

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِی الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا

اور اسی کا ہے جو سکون کرتا ہے رات اور دن میں (اور جو حرکت کرتا ہے) اور وہ سننے جاننے والا ہے ○ کہہ دیجیے! کیا سوائے اللہ کے بناؤں میں معبود؟

فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ

پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور وہ (سب کو) کھلاتا ہے اور (اسے) نہیں کھلایا جاتا' کہہ دیجیے! بیشک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ہو جاؤں میں

اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ

پہلا وہ جو اسلام لایا' اور نہ ہوں آپ مشرکین میں سے ○ کہہ دیجیے! بیشک میں خوف کرتا ہوں' اگر نافرمانی کی میں نے

رَبِّیْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ

اپنے رب کی عذاب سے ایک بہت بڑے دن کے ○ جو شخص کہ ہٹالیا گیا (عذاب) اس سے اس دن تو یقیناً رحم کر دیا اس پر اس (اللہ) نے اور یہی ہے

اَلْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ⑯ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ اِنْ

کامیابی ظاہر ○ اور اگر پہنچائے آپ کو اللہ کوئی تکلیف' تو نہیں کوئی دور کرنے والا اسے مگر وہی' اور اگر

يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑰ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ

پہنچائے وہ آپ کو کوئی بھلائی تو وہ اوپر ہر چیز کے خوب قادر ہے ○ اور وہ غالب ہے اوپر اپنے بندوں کے' اور وہی ہے

الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ⑱ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ

خوب حکمت والا خبردار ○ کہیے! کون سی چیز زیادہ بڑی ہے شہادت کے اعتبار سے؟ کہہ دیجیے! اللہ ہی' گواہ ہے میرے

وَبَيْنَكُمْ ۚ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ

اور تمہارے درمیان' اور وحی کیا گیا ہے میری طرف یہ قرآن تاکہ ڈراؤں میں تمہیں اسکے ذریعے سے اور جسکو یہ پہنچے' کیا تم شہادت دیتے ہو

اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ

کہ یقیناً اللہ کے ساتھ معبود ہیں دوسرے (بھی)؟ کہہ دیجیے! انہیں شہادت دیتا میں' کہہ دیجیے! بس وہ تو ایک ہی معبود ہے اور یقیناً میں

بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ⑲ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ

بری ہوں اس سے جو تم شریک ٹھہراتے ہو ○ وہ لوگ کہ دی ہم نے انہیں کتاب' پہچانتے ہیں وہ اسے' جس طرح پہچانتے ہیں وہ

اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑳ ع

اپنے بیٹوں کو' وہ لوگ جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنے آپ کو تو وہ نہیں ایمان لاتے ○

وقف لازم

وقف لازم ع

معلوم ہونا چاہئے کہ یہ سورۂ مبارکہ توحید کو متحقق کرنے کے لئے ہر عقلی اور نقلی دلیل پر مشتمل ہے' بلکہ تقریباً تمام سورت ہی توحید کی شان' مشرکین اور انبیاورسل کی تکذیب کرنے والوں کے ساتھ مجادلات کے مضامین پر مشتمل ہے۔ ان آیات کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان دلائل کا ذکر فرمایا ہے جن سے ہدایت واضح ہوتی ہے اور شرک کا قلع قمع ہوتا ہے چنانچہ فرمایا: ﴿وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ ''اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آرام پکڑتا ہے رات میں اور دن میں'' یہ جن وانس' فرشتے' حیوانات اور جمادات سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ یہ سب اللہ کی تدبیر کے تحت ہیں۔ یہ سب اللہ کے غلام ہیں جو اپنے رب عظیم اور مالک قاہر کے سامنے مسخر ہیں۔۔۔ کیا عقل ونقل کے اعتبار سے یہ بات صحیح ہے کہ ان غلام اور مملوک ہستیوں کی عبادت کی جائے جو کسی نفع ونقصان پر قادر نہیں اور خالق کائنات کے لئے اخلاص کو ترک کر دیا جائے جو کائنات کی تدبیر کرتا' اس کا مالک اور نفع ونقصان کا اختیار رکھتا ہے؟ یا عقل سلیم اور فطرت مستقیم اس بات کی داعی ہے کہ اللہ رب العالمین کے لئے ہر قسم کی عبادت کو خالص کیا جائے' محبت' خوف اور امید صرف اسی سے ہو؟ ﴿السَّمِيْعُ﴾ ''وہ سنتا ہے۔'' اختلاف لغات اور تنوع حاجات کے باوجود وہ تمام آوازوں کو سنتا ہے ﴿الْعَلِيْمُ﴾ ''وہ جانتا ہے۔'' وہ ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جو تھیں اور جو مستقبل میں

ہوں گی اور ان کو بھی جانتا ہے جو نہ تھیں کہ اگر وہ ہوتیں تو کیسی ہوتیں‘ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن ہر چیز کی اطلاع رکھتا ہے۔

﴿قُلْ﴾ ”کہہ دیجیے!“ یعنی آپ اللہ تعالیٰ سے شرک کرنے والوں سے کہہ دیجیے! ﴿أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا﴾ ”کیا اللہ کے سوا کسی اور کو میں مددگار بناؤں؟“ ان عاجز مخلوقات میں سے کون میرا سرپرست و مددگار بنے گا؟ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا والی اور مددگار نہیں بناتا کیونکہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے یعنی ان کا خالق اور ان کی تدبیر کرنے والا ہے ﴿وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ﴾ ”اور وہ سب کو کھلاتا ہے‘ اور اسے کوئی نہیں کھلاتا“ یعنی وہ تمام مخلوقات کو رزق عطا کرتا ہے بغیر اس کے کہ اس کو ان میں سے کسی کے پاس کوئی حاجت ہو۔ تب یہ کیسے مناسب ہے کہ میں کسی ایسی ہستی کو اپنا والی بنالوں جو پیدا کرنے والی ہے نہ رزق عطا کرنے والی‘ جو بے نیاز ہے نہ قابل تعریف۔ ﴿قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ﴾ ”کہہ دیجیے! مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے حکم مانوں“ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی اطاعت کے ساتھ اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دوں‘ کیونکہ میں ہی سب سے زیادہ اس بات کا مستحق ہوں کہ اپنے رب کے احکام کی اطاعت کروں ﴿وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ ”اور آپ ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہوں“ یعنی مجھے اس بات سے بھی روک دیا گیا ہے کہ میں مشرکوں میں شامل ہوں‘ یعنی ان کے اعتقادات میں‘ نہ ان کے ساتھ مجالست میں اور نہ ان کے ساتھ اجتماع میں۔ اور یہ حکم میرے لئے سب سے بڑا فرض اور سب سے بڑا واجب ہے۔

﴿قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ ”کہہ دیجیے! میں ڈرتا ہوں‘ اگر میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی‘ بڑے دن کے عذاب سے“ کیونکہ شرک ہمیشہ جہنم میں رہنے اور اللہ جبار کی ناراضی کا موجب ہے اور یوم عظیم سے مراد وہ دن ہے جس کے عذاب سے خوف کھایا جاتا ہے اور اس کی سزا سے بچا جاتا ہے‘ کیونکہ جو اس روز عذاب سے بچا لیا گیا وہی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں ہوگا اور جس نے اس عذاب سے نجات پالی وہی درحقیقت کامیاب ہے جیسے جس کو اس دن کے عذاب سے نجات نہ ملی تو وہ بد بخت ہلاک ہونے والا ہے۔

یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید کے دلائل ہیں کہ صرف وہی ایک ہستی ہے جو تکلیفوں کو دور کرتی ہے اور صرف وہی ہے جو بھلائی اور خوشحالی عطا کرتی ہے۔ ﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ﴾ ”اور اگر اللہ تم کو کوئی سختی پہنچائے“ یعنی اگر اللہ تعالیٰ تجھے کسی فقر‘ مرض‘ عسرت یا غم و ہموم وغیرہ میں مبتلا کر دے ﴿فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ”تو اسے کوئی دور کرنے والا نہیں سوائے اس کے اور اگر پہنچائے وہ تجھ کو کوئی بھلائی‘ تو وہ ہر چیز پر قادر ہے“ پس جب وہی اکیلا نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے تو وہی اکیلا عبودیت و الوہیت کا بھی مستحق ہے۔ ﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ﴾ ”اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر“ پس اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر

کوئی تصرف کر سکتا ہے نہ کوئی حرکت کرنے والا حرکت کر سکتا ہے اور نہ اس کی مشیت کے بغیر کوئی ساکن ہو سکتا ہے۔ مملوک کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اس کی ملکیت اور تسلط سے نکل سکے' وہ اللہ کے سامنے مغلوب و مقہور اور اس کے دائرۂ تدبیر میں ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ غالب و قاہر ہے اور دوسرے مغلوب و مقہور' تو ظاہر ہوا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی عبادت کا مستحق ہے ﴿ وَهُوَ الْحَكِيْمُ ﴾ ''اور وہ دانا ہے۔'' وہ اپنے اوامر و نواہی' ثواب و عقاب اور خلق و قدر میں حکمت سے کام لیتا ہے ﴿ الْخَبِيْرُ ﴾ ''خبردار ہے۔'' وہ اسرار و ضمائر اور تمام مخفی امور کی اطلاع رکھتا ہے اور یہ سب توحید الٰہی کے دلائل ہیں۔

﴿ قُلْ ﴾ ''کہہ دیجیے!'' چونکہ ہم نے ان کے سامنے ہدایت کو بیان کر دیا اور سیدھی راہوں کو واضح کر دیا ہے اس لئے ان سے کہہ دیجئے ﴿ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ﴾ ''سب سے بڑھ کر کس کی شہادت ہے۔'' یعنی اس اصول عظیم کے بارے میں کس کی شہادت سب سے بڑی شہادت ہے ﴿ قُلِ اللّٰهُ ﴾ کہہ دیجئے اللہ تعالیٰ کی شہادت سب سے بڑی شہادت ہے ﴿ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ﴾ ''وہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان'' پس اس سے بڑا کوئی شاہد نہیں' وہ اپنے اقرار و فعل کے ذریعے سے میری گواہی دیتا ہے' میں جو کچھ کہتا ہوں' اللہ تعالیٰ اس کو متحقق کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴾ (الحاقہ: ٦٩/ ٤٤-٤٦) ''اگر یہ ہمارے بارے میں کوئی جھوٹ گھڑتا تو ہم اس کو داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے''۔

پس اللہ تبارک و تعالیٰ قادر اور حکمت والا ہے۔ اس کی حکمت اور قدرت کے لائق نہیں کہ ایسے جھوٹے شخص کو برقرار رکھے جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ اللہ کا رسول ہے حالانکہ وہ اللہ کا رسول نہ ہو اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ان لوگوں کو دعوت دینے پر مامور کیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی حکم نہ دیا ہو اور یہ کہ جو اس کی مخالفت کریں گے' اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ان کا خون' ان کا مال اور ان کی عورتیں مباح کر دی ہیں۔ اس فریب کاری کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے اقرار و فعل کے ذریعے سے اس کی تصدیق کرے' وہ جو کچھ کرے معجزات باہرہ اور آیات ظاہرہ کے ذریعے سے اس کی تائید کرے اور اسے فتح و نصرت سے نوازے جو اس کی مخالفت کرے اور اس سے عداوت رکھے' اسے اپنی نصرت سے محروم کر دے۔ پس اس گواہی سے بڑی کون سی گواہی ہے؟

﴿ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ﴾ ''اور اتارا گیا میری طرف قرآن' تاکہ ڈراؤں میں تم کو اس کے ساتھ اور جس کو یہ پہنچے'' یعنی تمہارے فائدے اور تمہارے مصالح کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن میری طرف وحی کیا ہے' تاکہ میں تمہیں دردناک عذاب سے ڈراؤں۔ (اِنْذَار) یہ ہے کہ جس چیز سے ڈرانا مقصود ہو' اسے بیان کیا جائے۔ جیسے ترغیب و ترہیب' اعمال اور اقوال ظاہرہ و باطنہ۔ جو کوئی ان کو قائم کرتا ہے وہ گویا

انذار کو قبول کرتا ہے۔ پس اے مخاطبین! یہ قرآن تمہیں اور ان تمام لوگوں کو جن کے پاس' قیامت تک یہ پہنچے گا' برے انجام سے ڈراتا ہے۔ کیونکہ قرآن میں ان تمام مطالب الٰہیہ کا بیان موجود ہے جن کا انسان محتاج ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید پر اپنی گواہی کا ذکر فرمایا جو سب سے بڑی گواہی ہے' تو اپنے رسول ﷺ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی خبر کی مخالفت کرنے والوں اور اس کے رسولوں کو جھٹلانے والوں سے کہہ دیجئے! ﴿اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ﴾ ''کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں؟ کہہ دیجئے! میں تو گواہی نہیں دیتا'' یعنی اگر وہ گواہی دیں تو ان کے ساتھ گواہی مت دیجئے۔

پس اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے لاشریک ہونے پر ایک طرف اللہ کی گواہی ہے جو سب سے زیادہ سچا اور تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور اسی طرح مخلوق میں سے پاکیزہ ترین ہستی (آخری رسول) کی گواہی ہے جس کی تائید میں قطعی دلائل اور روشن براہین ہیں اور دوسری طرف مشرکین کی شہادت ہے جن کی عقل اور دین خلط ملط ہو گئے ہیں جن کی آراء اور اخلاق خرابی کا شکار ہو گئے ہیں اور جنہوں نے عقل مندوں کو اپنے آپ پر ہنسنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ ان دونوں شہادتوں کے درمیان موازنہ کیا جائے۔

بلکہ ان مشرکین کی گواہی تو خود ان کی اپنی فطرت کے خلاف ہے اور ان کے اقوال اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے خداؤں کے اثبات کے بارے میں متناقض ہیں۔ بایں ہمہ جس چیز کی وہ مخالفت کرتے ہیں اس کے خلاف دلائل تو کجا ایک ادنیٰ سا شبہ بھی وارد نہیں ہو سکتا۔ اگر تو سمجھ بوجھ رکھتا ہے تو اپنے لئے ان دونوں میں سے کوئی سی گواہی چن لے۔ ہم تو اپنے لئے وہی چیز اختیار کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لئے اختیار کی ہے اور اس کی پیروی کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ ''کہہ دیجیے کہ صرف وہی ایک معبود ہے۔'' یعنی وہ اکیلا معبود ہے اور اس کے سوا کوئی عبودیت اور الوہیت کا مستحق نہیں' جیسے وہ تخلیق و تدبیر میں منفرد ہے ﴿وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ﴾ ''اور میں بیزار ہوں تمہارے شرک سے'' یعنی تم جن بتوں اور دیگر خداؤں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہو اور وہ تمام چیزیں جن کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا جاتا ہے میں ان سے براءت کا اظہار کرتا ہوں۔ یہ ہے توحید کی حقیقت' یعنی اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اثبات اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک سے اس کی نفی۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید پر اپنی اور اپنے رسول کی شہادت کا ذکر فرمایا اور اس کے برعکس مشرکین کی شہادت کا بھی ذکر کیا جن کے پاس کوئی علم نہیں' تو اہل کتاب میں سے یہود و نصاریٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿یَعْرِفُوْنَهٗ﴾ ''وہ پہچانتے ہیں اسے'' یعنی وہ توحید کی صحت کو جانتے ہیں ﴿كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ﴾ ''جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں'' یعنی اس کی صحت میں ان کے ہاں کسی بھی پہلو سے کوئی شک نہیں جیسے انہیں اپنی اولاد

کے بارے میں کوئی اشتباہ واقع نہیں ہوتا، خاص طور پر وہ بیٹے جو غالب طور پر اپنے باپ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں یہ احتمال بھی ہے کہ ضمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹتی ہو۔ تب اس کے معنی ہوں گے کہ آپ ﷺ کی رسالت کے حق ہونے میں اہل کتاب کو کوئی اشتباہ تھا نہ کوئی شک، کیونکہ ان کے پاس آپ کی بعثت کے بارے میں بشارتیں موجود تھیں اور وہ تمام صفات (جو ان کی کتابوں میں لکھی ہوئی تھیں) آپ ﷺ کے سوا کسی پر منطبق ہوتی تھیں نہ آپ ﷺ کے سوا کسی کے شایان شان تھیں۔ دونوں معنی ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں۔ ﴿اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾ ”وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفسوں کو نقصان میں ڈالا“ یعنی جس ایمان اور توحید کے لئے ان کے نفوس کو تخلیق کیا گیا تھا انہوں نے اپنے نفوس کو ان سے بے بہرہ کر دیا اور بزرگی کے مالک، بادشاہ حقیقی کے فضل سے ان کو محروم کر دیا ﴿فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾ ”پس وہ ایمان نہیں لائیں گے“ پس جب ان کے اندر ایمان ہی موجود نہیں تو اس خسارے اور شر کے بارے میں مت پوچھ جو ان کو حاصل ہوگا۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢١﴾

اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جو باندھے اوپر اللہ کے جھوٹ، یا جھٹلائے اسکی آیات کو، یقیناً نہیں فلاح پائیں گے ظالم ○

یعنی ظلم اور عناد میں اس شخص سے بڑھ کر کوئی نہیں جس میں ان دونوں اوصاف میں سے کوئی ایک وصف ہو، چہ جائیکہ جس میں دونوں ہی جمع ہوں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ گھڑنا۔ (۲) اور اس کی آیات کو جھٹلانا جنہیں رسول لے کر آئے ہیں۔ یہ شخص سب سے بڑا ظالم ہے اور ظالم کبھی فلاح نہیں پاتا۔

اس آیت کریمہ کی وعید میں وہ تمام لوگ داخل ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں افترا پردازی کرتے ہوئے اس کے شریک اور معاون ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنا جائز ہے یا اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے کوئی بیوی یا بیٹا بنایا ہے۔ اور اس وعید میں وہ تمام لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے حق کو جھٹلایا جسے لے کر انبیاء و مرسلین مبعوث ہوئے اور جس کے علم بردار، ان کے جانشین (داعیان حق) ہوئے۔

وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ

اور جس دن ہم اکٹھا کریں گے ان سب کو، پھر ہم کہیں گے ان لوگوں کو جو شریک ٹھہراتے تھے، کہاں ہیں تمہارے وہ شریک کہ جنہیں تھے تم

تَزْعُمُوْنَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ ﴿٢٣﴾

(شریک) گمان کرتے؟ ○ پھر نہ ہوگی معذرت ان کی مگر یہ کہ وہ کہیں گے قسم ہے اللہ ہمارے رب کی! نہیں تھے ہم مشرک ○

اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾

دیکھیں! کیسا جھوٹ بولیں گے وہ اپنے آپ پر اور گم ہو جائے گا ان سے جو تھے وہ افتراء باندھتے۔ ○

اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے روز اہل شرک کے انجام کے بارے میں آگاہ فرماتا ہے' ان سے اس شرک کے بارے میں پوچھا جائے گا اور ان کو زجر وتوبیخ کی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا ﴿ اَیْنَ شُرَکَآؤُکُمُ الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴾ ''تمہارے وہ شریک کہاں ہیں جن کو تم شریک گمان کرتے تھے؟'' یعنی اللہ تعالیٰ کا تو کوئی شریک نہیں' یہ محض زعم باطل اور تمہاری افترا پردازی ہے جو تم نے اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھہرا دیے۔ ﴿ ثُمَّ لَمْ تَکُنْ فِتْنَتُهُمْ ﴾ ''پھر نہ رہے گا ان کے پاس کوئی فریب'' یعنی جب ان کو آزمایا جائے گا اور مذکورہ سوال کیا جائے گا تو ان کا جواب اس کے سوا کوئی نہیں ہوگا کہ وہ اپنے شرک کا ہی انکار کر دیں گے اور قسم اٹھا کر کہیں گے کہ وہ مشرک نہیں ہیں ﴿ اُنْظُرْ ﴾ ''دیکھیے'' یعنی ان پر اور ان کے احوال پر تعجب کرتے ہوئے دیکھیے ﴿ کَیْفَ کَذَبُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ ﴾ ''کیسے جھوٹ بولا انہوں نے اپنے پر'' یعنی انہوں نے ایسا جھوٹ باندھا کہ...... اللہ کی قسم!...... اس کا خسارہ اور انتہائی نقصان انہی کو پہنچے گا ﴿ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴾ ''اور کھو گئیں ان سے وہ باتیں جو وہ بنایا کرتے تھے'' یعنی وہ شریک جو وہ گھڑا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ الوہیت میں شریک ہیں' اللہ تعالیٰ ان کی اس افترا پردازی سے بالا و بلند تر ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْکَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَکِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ

اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو کان لگاتے ہیں آپکی طرف' اور کر دیے ہم نے انکے دلوں پر پردے کہ وہ اسے سمجھ ہی (نہ) سکیں

وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْکَ

اور انکے کانوں میں ڈاٹ ہے' اور اگر دیکھ لیں وہ ساری نشانیاں' نہیں ایمان لائیں گے وہ ان پر' حتیٰ کہ جب آتے ہیں وہ آپکے پاس

یُجَادِلُوْنَکَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝٢٥

جھگڑتے ہوئے آپ سے' تو کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا' نہیں ہیں یہ مگر داستانیں پہلوں کی ○

یعنی ان مشرکین میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کو ان کے بعض داعیے بسا اوقات سننے پر آمادہ کر دیتے ہیں مگر یہ سننا قصد حق اور اس کی اتباع سے عاری ہوتا ہے بنا بریں وہ اس سننے سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے' کیونکہ ان کا ارادہ بھلائی کا نہیں ہوتا ﴿ وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَکِنَّةً ﴾ ''اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں'' تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو نہ سمجھیں اور اللہ تعالیٰ کا کلام اس قسم کے لوگوں سے محفوظ رہے ﴿ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ﴾ ''اور ان کے کانوں میں ثقل پیدا کر دیا ہے۔'' یعنی ان کے کانوں میں بہرا پن اور گرانی ہے' وہ اس طرح نہیں سن سکتے جس سے ان کو کوئی فائدہ پہنچے۔ ﴿ وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ﴾ ''اور اگر وہ دیکھ لیں تمام نشانیاں' تب بھی ایمان نہیں لائیں گے'' اور یہ ظلم و عناد کی انتہا ہے کہ وہ حق کو ثابت کرنے والے واضح دلائل کو مانتے ہیں نہ ان کی تصدیق کرتے ہیں' بلکہ حق کو نیچا دکھانے کے لئے باطل کی مدد سے جھگڑتے ہیں' اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴾ ''یہاں تک کہ جب آپ کے پاس آتے ہیں جھگڑنے کو تو کافر کہتے ہیں' یہ تو صرف پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں'' یعنی یہ سب کچھ پہلے لوگوں کی لکھی ہوئی کتابوں سے ماخوذ ہے جو اللہ کی طرف سے ہیں نہ اس کے رسولوں کی طرف سے۔ یہ ان کا کفر محض ہے ورنہ اس کتاب کو پہلے لوگوں کی کہانیاں کیسے کہا جا سکتا ہے جو گزرے ہوئے اور آنے والے لوگوں' انبیاو مرسلین کے لائے ہوئے حقائق' حق اور ہر پہلو سے کامل عدل وانصاف پر مشتمل ہے؟

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (٢٦)

اور وہ روکتے ہیں اس سے (دوسروں کو) اور دور رہتے ہیں (خود بھی) اس سے اور نہیں ہلاک کرتے وہ مگر اپنے آپکو اور وہ نہیں شعور رکھتے ○

﴿ وَهُمْ ﴾ ''اور وہ'' یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب کرنے والے لوگ گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے کی صفات کے جامع ہیں۔ وہ لوگوں کو بھی اتباع حق سے روکتے ہیں' انہیں حق سے ڈراتے ہیں اور خود اپنے آپ کو بھی حق سے دور رکھتے ہیں۔ وہ اپنے ان کرتوتوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے مومن بندوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ﴿ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴾ ''وہ اپنے آپ ہی کو ہلاک کرتے ہیں اور سمجھتے نہیں ہیں'' یعنی ان کو اس کا شعور نہیں۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا

اور اگر آپ دیکھیں جب کہ کھڑے کیے جائیں گے وہ اوپر آگ کے تو کہیں گے اے کاش ہم لوٹا دیے جائیں تو نہ جھٹلائیں گے ہم آیات اپنے رب کی

وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (٢٧) بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا

اور ہوں گے ہم مومنوں سے ○ بلکہ ظاہر ہو جائے گا ان کے لیے جو تھے وہ چھپاتے پہلے' اور اگر وہ لوٹا دیے جائیں

لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (٢٨) وَقَالُوْۤا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا

تب بھی کریں گے وہ پھر وہی کام کہ روکے گئے تھے وہ ان سے اور یقیناً وہ جھوٹے ہیں ○ اور کہتے ہیں وہ کہ نہیں ہے یہ (زندگی) مگر زندگی ہماری دنیا کی

وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ (٢٩)

اور نہیں ہم اٹھائے جائیں گے ○

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مشرکین کے حال اور جہنم کے سامنے ان کو کھڑے کیے جانے کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ ﴾ ''اگر آپ دیکھیں جس وقت کھڑے کیے جائیں گے وہ دوزخ پر'' تاکہ ان کو زجر و توبیخ کی جائے۔۔۔ تو آپ بہت ہولناک معاملہ اور ان کا بہت برا حال دیکھتے نیز آپ یہ دیکھتے کہ یہ لوگ اپنے کفر و فسق کا اقرار کرتے ہیں اور تمنا کرتے ہیں کہ کاش ان کو دنیا میں پھر واپس بھیجا جائے ﴿ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ ''پس وہ کہیں گے' اے کاش!

ہم پھر بھیج دیے جائیں اور ہم نہ جھٹلائیں اپنے رب کی آیتوں کو اور ہو جائیں ہم ایمان والوں میں سے۔“

﴿بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ﴾ ”بلکہ ظاہر ہو گیا ان کے لئے جو وہ چھپاتے تھے پہلے“ اس لئے کہ وہ اپنے دل میں اس حقیقت کو چھپاتے تھے کہ وہ جھوٹے ہیں اور ان کے دلوں کا جھوٹ بسا اوقات ظاہر ہو جاتا تھا۔ مگر ان کی فاسد اغراض ان کو حق سے روک دیتی تھیں اور ان کے دلوں کو بھلائی سے پھیر دیتی تھیں، وہ اپنی ان تمناؤں میں جھوٹے ہیں، ان کا مقصد محض اپنے آپ کو عذاب سے ہٹانا ہے۔ ﴿وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ ”اور اگر ان کو واپس لوٹا بھی دیا گیا تو یہ دوبارہ وہی کچھ کریں گے جس سے ان کو روکا گیا ہے اور بے شک یہ سخت جھوٹے ہیں۔“ ﴿وَقَالُوْٓا﴾ ”اور وہ کہتے ہیں۔“ یعنی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کرنے والے کہتے ہیں ﴿اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا﴾ ”ہماری جو دنیا کی زندگی ہے بس یہی (زندگی) ہے۔“ یعنی حقیقت حال یہ ہے کہ ہمیں وجود میں لانے کا اس دنیا کی زندگی کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ﴿وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ﴾ ”ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔“

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى

اور کاش کہ دیکھیں آپ جب کھڑے کیے جائیں گے وہ سامنے اپنے رب کے، کہے گا وہ کیا نہیں ہے یہ حق؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں،

وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۳۰ ع

قسم ہے ہمارے رب کی! تو فرمائے گا وہ پس چکھو تم عذاب بوجہ اس کے جو تھے تم کفر کرتے ○

منزل ۲

﴿وَلَوْ تَرٰٓى﴾ ”اور اگر آپ دیکھیں“ یعنی اگر آپ کافروں کو دیکھیں ﴿اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ﴾ ”جبکہ انہیں ان کے رب کے سامنے کھڑا کیا جائے گا“ تو آپ بہت بڑا معاملہ اور بہت ہولناک منظر دیکھیں گے۔ ﴿قَالَ﴾ اللہ تعالیٰ ان کو زجر و توبیخ کرتے ہوئے فرمائے گا: ﴿اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ﴾ ”کیا یہ برحق نہیں؟“ یعنی وہ عذاب جو تم دیکھ رہے ہو، کیا یہ سچ نہیں؟ ﴿قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا﴾ ”وہ کہیں گے کیوں نہیں، قسم ہے ہمارے رب کی!“ پس وہ اقرار اور اعتراف کریں گے جبکہ یہ اعتراف انہیں کوئی فائدہ نہ دے گا ﴿قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ﴾ ”اللہ فرمائے گا: پس چکھو اس عذاب کا مزا جس کا تم انکار کیا کرتے تھے۔“

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا

یقیناً خسارے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی ملاقات کو، یہاں تک کہ جب آئے گی ان کے پاس قیامت اچانک، تو کہیں گے وہ

يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ

ہائے افسوس! اس پر جو کوتاہی کی ہم نے اس کی بابت، اور وہ اٹھائے ہونگے اپنے بوجھ اوپر اپنی پیٹھوں کے

اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾

خبردار! برا ہے جو (بوجھ) وہ اٹھائیں گے ○

جس کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کو جھٹلایا، وہ خائب و خاسر ہوا اور ہر قسم کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔ پس یہ تکذیب محرمات کے انکار کی جسارت اور ہلاکت میں ڈالنے والے اعمال کے اکتساب کی جرأت کی موجب ہوتی ہے ﴿ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً ﴾ ''یہاں تک کہ جب آ پہنچے گی ان پر قیامت اچانک'' اور وہ اس وقت بدترین اور قبیح ترین حال میں ہوں گے تب وہ انتہائی ندامت کا اظہار کریں گے ﴿ قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ﴾ ''کہیں گے، ہائے افسوس! کیسی کوتاہی ہم نے کی اس میں'' مگر حسرت اور ندامت کے اظہار کا وقت جا چکا ہوگا ﴿ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴾ ''اور وہ اٹھائے ہوئے ہوں گے اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر، سن لو! کہ برا ہے وہ بوجھ جس کو وہ اٹھائیں گے۔'' کیونکہ ان کا بوجھ ایسا بوجھ ہوگا جو ان کے لئے سخت بھاری ہوگا اور وہ اس سے گلوخلاصی پر قادر نہ ہوں گے۔ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور اللہ جبار کی ابدی ناراضی کے مستحق ہوں گے۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ

اور نہیں ہے زندگی دنیا کی مگر کھیل اور تماشہ، اور گھر آخرت کا بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

کیا پس نہیں عقل رکھتے تم؟ ○

یہی دنیا اور آخرت کی حقیقت ہے۔ رہی دنیا کی حقیقت تو یہ محض لہو و لعب ہے۔ بدن کا کھیل تماشہ۔ اور قلب کا کھیل تماشہ، پس دل لہو و لعب پر فریفتہ، نفوس اس پر عاشق اور ارادے اس سے پیوست رہتے ہیں اور لہو و لعب میں مشغولیت اس میں ایسے ہوتی ہے جیسے بچے کھیل میں مگن ہوتے ہیں۔ رہی آخرت تو وہ ﴿ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ﴾ اپنی ذات و صفات اور بقا و دوام کے اعتبار سے اہل تقویٰ کے لئے بہتر ہے۔ اس میں ہر وہ چیز موجود ہوگی جس کی نفس خواہش کریں گے، جس سے آنکھیں لذت حاصل کریں گی، یعنی قلب و روح کی نعمت اور مسرت و فرحت کی کثرت۔ مگر یہ نعمتیں اور مسرتیں ہر ایک کے لئے نہیں ہوں گی بلکہ صرف متقی لوگوں کے لئے ہوں گی جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں اور اس کی منہیات کو ترک کرتے ہیں ﴿ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾ ''کیا تم عقل نہیں رکھتے؟'' کیا تمہارے پاس عقل نہیں جس کے ذریعے سے تم یہ ادراک کر سکو کہ دنیا اور آخرت میں سے کون سا گھر ترجیح دیئے جانے کا مستحق ہے؟

قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّٰلِمِينَ

تحقیق جانتے ہیں ہم بلاشبہ غمگین کرتی ہے آپ کو وہ بات جو وہ کہتے ہیں، پس بے شک وہ نہیں جھٹلاتے آپ کو، لیکن وہ ظالم تو

بِآيَٰتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ (٣٣) وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا

اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں ○ اور بلاشبہ جھٹلائے گئے کئی رسول آپ سے پہلے، تو صبر کیا انہوں نے اوپر اسکے جو وہ جھٹلائے گئے

وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَىٰهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِن نَّبَإِي

اور ایذاء دیے گئے، حتیٰ کہ آگئی انکے پاس ہماری مدد، اور نہیں کوئی تبدیل کرنیوالا اللہ کے کلمات کو، اور یقیناً آچکی ہیں آپکے پاس کچھ خبریں

الْمُرْسَلِينَ (٣٤) وَإِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَن تَبْتَغِيَ نَفَقًا

رسولوں کی ○ اور اگر ہو گراں آپ پر اعراض کرنا ان کا، تو اگر استطاعت رکھتے ہیں آپ یہ کہ تلاش کریں کوئی سرنگ

فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَأْتِيَهُم بِآيَةٍ ۚ وَلَوْ شَآءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ

زمین میں یا سیڑھی آسمان میں، پھر لے آئیں آپ ان کے پاس کوئی نشانی، (تو کر دیکھیں) اور اگر چاہتا اللہ تو جمع کر دیتا انہیں

عَلَى الْهُدَىٰ ۚ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَٰهِلِينَ (٣٥)

ہدایت پر، پس نہ ہوں آپ نادانوں سے ○

یعنی ہمیں علم ہے کہ آپ کی تکذیب کرنے والے آپ کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں اس سے آپ کو تکلیف پہنچتی ہے اور آپ غم زدہ ہوتے ہیں۔ ہم نے آپ کو صبر کرنے کا حکم محض اس لئے دیا ہے تاکہ آپ کو مقامات بلند اور گراں قیمت احوال حاصل ہوں۔ پس آپ یہ نہ سمجھیں کہ ان کا یہ قول اس سبب سے صادر ہوا ہے کہ ان کو آپ کے بارے میں کوئی اشتباہ یا شک لاحق ہوا ہے ﴿فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ﴾ ”بے شک وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے“ کیونکہ وہ آپ کی صداقت، آپ کے اندر، باہر اور آپ کے تمام احوال کو خوب جانتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کو ”امین“ کہا کرتے تھے ﴿وَلَٰكِنَّ الظَّٰلِمِينَ بِآيَٰتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ﴾ ”لیکن ظالم لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔“ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی ان آیات کو جھٹلاتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر ظاہر کیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَىٰهُمْ نَصْرُنَا﴾ ”آپ سے پہلے رسولوں کو بھی جھٹلایا گیا، پس انہوں نے اپنی تکذیب اور ایذا دیے جانے پر صبر کیا، یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آ گئی“ پس جس طرح انہوں نے صبر کیا اسی طرح آپ بھی صبر کیجئے۔ جس طرح وہ ظفریاب ہوئے آپ بھی ظفریاب ہوں گے۔ ﴿وَلَقَدْ جَآءَكَ مِن نَّبَإِي الْمُرْسَلِينَ﴾ ”اور آپ کے پاس گزشتہ انبیاء و مرسلین کی خبر پہنچ گئی ہے“ جس سے آپ کے دل کو تقویت اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ ﴿وَإِن كَانَ

﴿كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ﴾ ''اور اگر ان کی روگردانی آپ پر شاق گزرتی ہے۔'' یعنی اگر ان کا اعراض آپ پر شاق گزرتا ہے، کیونکہ آپ ان کے ایمان کی بہت خواہش رکھتے ہیں تو آپ اس بارے میں اپنی پوری کوشش کر دیکھئے۔ پس اس شخص کو ہدایت دینا آپ کے بس میں نہیں جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دینا نہ چاہتا ہو۔ ﴿فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ﴾ ''پس اگر آپ سے ہو سکے کہ ڈھونڈ نکالیں کوئی سرنگ زمین میں، یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر لائیں آپ ان کے پاس کوئی نشانی'' یعنی یہ سب کچھ کر دیکھئے ان میں سے کوئی چیز بھی ان کو فائدہ نہیں دے گی۔ یہ آیت کریمہ اس قسم کے معاندین حق کی ہدایت کی تمنا اور امید کو منقطع کرتی ہے۔ ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى﴾ ''اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا'' مگر حکمت الٰہی متقاضی ہوئی کہ وہ اپنی گمراہی پر باقی رہیں ﴿فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ﴾ ''پس آپ جاہلوں میں شامل نہ ہوں'' جو حقائق امور کی معرفت نہیں رکھتے اور ان امور کو ان کے مقام پر نہیں رکھتے۔

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ (٣٦) وَقَالُوْا

بلاشبہ قبول تو وہی لوگ کرتے ہیں جو سنتے ہیں۔ اور مردے اٹھائے گا انکو اللہ، پھر اسی کی طرف وہ لوٹائے جائیں گے ○ اور کہا انہوں نے

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً

کیوں نہیں اتاری گئی اس (نبی) پر کوئی بڑی نشانی اسکے رب کی طرف سے؟ کہہ دیجئے! یقیناً اللہ قادر ہے اس پر کہ اتارے بڑی نشانی

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (٣٧)

لیکن اکثر ان کے نہیں علم رکھتے ○

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتا ہے ﴿اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ﴾ ''بلاشبہ قبول کریں گے۔'' آپ کی دعوت اور آپ کی رسالت پر صرف وہی لوگ لبیک کہیں گے اور آپ کے امر و نہی کے سامنے صرف وہی لوگ سر تسلیم خم کریں گے ﴿الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ﴾ ''جو سنتے ہیں۔'' یعنی جو اپنے دل کے کانوں سے سنتے ہیں جو ان کو فائدہ دیتا ہے اور یہ عقل اور کان رکھنے والے لوگ ہیں۔ یہاں سننے سے مراد دل سے سننا اور اس پر لبیک کہنا ہے ورنہ مجرد کانوں سے سننے میں نیک اور بد سب شامل ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی آیات کو سن کر تمام مکلفین پر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہو گئی اور حق کو قبول نہ کرنے کا ان کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہا۔ ﴿وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ﴾ ''اور مردوں کو زندہ کرے گا اللہ، پھر اس کی طرف وہ لائے جائیں گے'' اس میں اس امر کا احتمال ہے کہ یہ معنی، مذکور بالا معنی کے بالمقابل ہوں۔ یعنی آپ کی دعوت کا جواب صرف وہی لوگ دیں گے جن کے دل زندہ ہیں، رہے وہ لوگ جن کے دل مر چکے ہیں، جنہیں اپنی سعادت کا شعور تک نہیں اور جنہیں یہ بھی احساس نہیں کہ وہ کون سی چیز ہے جو انہیں نجات دلائے گی تو ایسے لوگ آپ کی دعوت پر لبیک نہیں کہیں گے۔ اور نہ وہ آپ کی

اطاعت کریں گے۔ ان کے لئے وعدے کا دن تو قیامت کا دن ہے اس روز اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ زندہ کرے گا‘ پھر وہ اس کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اس آیت کریمہ میں یہ احتمال بھی ہے کہ اس کے ظاہری معنی مراد لئے جائیں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ معاد کو متحقق کر رہا ہے کہ وہ قیامت کے روز تمام مردوں کو زندہ کرے گا‘ پھر ان کو ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا۔

یہ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی دعوت پر لبیک کہنے کی ترغیب اور اس کا جواب نہ دینے پر ترہیب کو متضمن ہے۔ ﴿وَقَالُوْا﴾ ”اور کہتے ہیں۔“ یعنی عناد کی وجہ سے رسول کی تکذیب کرنے والے کہتے ہیں: ﴿لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ ”کیوں نہیں اتاری گئی اس پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے؟“ یعنی ان کی خواہش کے مطابق نشانیاں نازل کی جائیں جن کا انتخاب وہ اپنی فاسد عقل اور گھٹیا آراء کے ذریعے سے کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ قول نقل فرمایا ہے: ﴿وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۷/ ۹۰-۹۲) ”اور وہ کہتے ہیں کہ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تم زمین سے ہمارے لئے چشمہ جاری نہ کر دو یا تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور اس باغ کے بیچوں بیچ نہریں جاری کر دو یا جیسا کہ تم دعویٰ کیا کرتے ہو ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرا دو یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ۔“

﴿قُلْ﴾ ان کا جواب دیتے ہوئے کہہ دیجئے! ﴿اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً﴾ ”یقیناً اللہ اس بات پر قادر ہے کہ کوئی نشانی اتار دے“ اس کی قدرت ایسا کرنے سے قاصر نہیں اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ ہر چیز اس کے غلبہ کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے اور اس کی قدرت و تسلط کی اطاعت کئے ہوئے ہے ﴿وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ”لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے“ پس وہ اپنی جہالت اور عدم علم کی بنا پر ایسی نشانیوں کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ اگر وہ نشانیاں ان کے پاس آ جائیں تو بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے اور پھر ان پر جلدی سے عذاب نازل کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ یہ سنت الٰہی ہے جو کبھی تبدیل نہیں ہوتی۔ بایں ہمہ اگر ان کا مقصود وہ نشانیاں ہیں جو حق کو واضح کر کے راہ حق کو روشن کر دیں تو جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہر قسم کی قطعی دلیل اور روشن برہان پیش کرتے ہیں جو اس حق پر دلالت کرتی ہیں جس کے ساتھ آپ ﷺ مبعوث ہوئے‘ کیونکہ بندہ دین کے ہر مسئلہ میں متعدد عقلی اور نقلی دلائل پاتا ہے کہ اس کے دل میں ادنیٰ سا شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ پس نہایت بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور واضح دلائل کے ساتھ اس کی تائید کی‘ تاکہ جو کوئی ہلاک ہو دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جو کوئی زندہ رہے‘ دلیل کے ساتھ زندہ رہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا اور

جاننے والا ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا

اور نہیں ہے کوئی چلنے والا زمین پر اور نہ کوئی پرندہ جو اڑتا ہے ساتھ اپنے دونوں پروں کے مگر امتیں ہیں وہ تمہاری ہی طرح نہیں چھوڑی ہم نے

فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٨﴾

کتاب میں کوئی چیز، پھر اپنے رب کی طرف وہ اکٹھے کیے جائیں گے ○

زمین میں رہنے والے، ہوا میں اڑنے والے، بہائم، جنگلوں میں رہنے والے وحشی جانور اور پرندے سب تمہاری طرح گروہ ہیں۔ ان کو بھی ہم نے اسی طرح پیدا کیا ہے جس طرح تمہیں پیدا کیا ہے، اسی طرح ہم ان کو بھی رزق عطا کرتے ہیں جس طرح تمہیں عطا کرتے ہیں۔ ہماری قدرت اور مشیت ان پر بھی اسی طرح نافذ ہے جس طرح تم پر نافذ ہے۔ ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ﴾ ''ہم نے کتاب میں کسی چیز میں کوتاہی نہیں کی۔'' یعنی ہم نے کسی چیز کو لوح محفوظ میں لکھنے میں کوتاہی اور غفلت نہیں کی بلکہ تمام چھوٹی بڑی چیزیں جیسی بھی وہ ہیں لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہیں۔ پس تمام حوادث اس کے مطابق واقع ہوتے ہیں جو قلم سے لکھے جا چکے ہیں۔

یہ آیت کریمہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ سب سے پہلے لوح محفوظ میں تمام کائنات کی تقدیر لکھ دی گئی۔ یہ قضا و قدر کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے۔ قضا و قدر کے چار مراتب ہیں۔

(۱) اللہ تبارک و تعالیٰ کا علم تمام اشیا کو شامل ہے۔

(۲) اس کی کتاب (یعنی لوح محفوظ) تمام موجودات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

(۳) اس کی مشیت اور قدرت عامہ ہر چیز پر نافذ ہے۔

(۴) تمام مخلوقات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، حتیٰ کہ بندوں کے افعال کا خالق بھی وہی ہے۔

اس آیت مبارکہ میں یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ ''کتاب'' سے مراد قرآن ہو۔ تب اس کے معنی قرآن کریم کی اس آیت کی مانند ہوں گے ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (النحل: ۸۹/۱۶) ''اور ہم نے تم پر کتاب نازل کی جس میں ہر چیز بیان کر دی گئی ہے''۔

﴿ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ﴾ ''پھر سب اپنے رب کی طرف جمع کیے جائیں گے۔'' یعنی تمام امتوں کو قیامت کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے حضور جمع کیا جائے گا۔ یہ انتہائی ہولناک مقام ہو گا۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے عدل و احسان سے سب کو جزا دے گا اور ان پر اپنا فیصلہ نافذ کرے گا، جس کی تعریف اولین و آخرین، آسمانوں والے اور زمین والے سب کریں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ

اور جن لوگوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں، جسے چاہے اللہ گمراہ کرتا ہے اسکو اور جسے چاہے

يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾

کر دیتا ہے اسے اوپر صراط مستقیم کے ○

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کا حال بیان ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے آپ پر ہدایت کے دروازے بند کر کے ہلاکت کے دروازے کھول لئے۔ اور وہ ﴿صُمٌّ﴾ ”بہرے“ یعنی حق سننے سے بہرے ہیں ﴿وَّبُكْمٌ﴾ ”اور گونگے“ یعنی حق بولنے سے گونگے ہیں، پس باطل کے سوا کچھ نہیں بولتے۔ ﴿فِي الظُّلُمٰتِ﴾ ”اندھیروں میں“ یعنی جہالت، کفر، ظلم، عناد اور نافرمانی کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا ان کو گمراہ کر دینا ہے، کیونکہ ﴿مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ ”وہ جس کو چاہتا ہے، گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے، اسے صراط مستقیم پر ڈال دیتا ہے“ کیونکہ وہی اکیلا اپنی حکمت اور فضل و کرم کے تقاضوں کے مطابق ہدایت دیتا یا گمراہ کرتا ہے۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ

کہہ دیجیے! مجھے بتلاؤ! اگر آئے تم پر عذاب اللہ کا یا آ جائے تم پر قیامت، تو کیا غیر اللہ کو پکارو گے تم ؟

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ

اگر ہو تم سچے ○ بلکہ صرف اسی کو پکارو گے تم، پھر دور کر دے گا (اللہ) وہ تکلیف کہ پکارو گے تم اس کے لیے، اگر چاہے گا وہ

وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع

اور فراموش کر دو گے تم جنہیں شریک ٹھہراتے تھے ○

﴿قُلْ﴾ اللہ تعالیٰ کے ہمسر ٹھہرانے والے مشرکین سے کہہ دیجیے ﴿اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ”بھلا بتلاؤ، اگر تمہارے پاس اللہ کا عذاب آ جائے یا قیامت آ جائے، تو کیا تم اللہ کے سوا اوروں کو پکارو گے، اگر تم سچے ہو؟“ یعنی جب تم ان تکالیف اور کرب و غم میں مبتلا ہوتے ہو اور تم ان کو ہٹانے پر مجبور ہوتے ہو، تب اس وقت تم اپنے خداؤں اور بتوں کو پکارتے ہو یا تم اپنے رب بادشاہ حقیقی کو پکارتے ہو؟ ﴿بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ﴾ ”بلکہ تم صرف اسی کو پکارتے ہو، پھر وہ دور کر دیتا ہے اس مصیبت کو جس کے لئے اس کو پکارتے ہو، اگر وہ چاہے، اور ان کو بھول جاتے ہو جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو۔“ جب سختیوں کے وقت تمہارا اپنے معبودوں کے بارے میں یہ حال ہے کہ تم ان کو بھول جاتے ہو کیونکہ تمہیں علم ہے کہ وہ نفع و نقصان کے مالک ہیں نہ موت و حیات کے اور نہ وہ

قیامت کے روز دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہیں اور تم (اس وقت) نہایت اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہو' کیونکہ تم جانتے ہو کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی نفع ونقصان کا مالک ہے' وہی ہے جو مجبور کی دعا قبول کرتا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ فراخی اور خوشحالی کے وقت تم شرک کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھہراتے ہو؟ کیا عقل یا نقل نے تمہیں اس راہ پر لگایا ہے یا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے یا تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ گھڑ رہے ہو؟

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ
اور تحقیق بھیجے ہم نے امتوں کی طرف (رسول) آپ سے پہلے' پھر پکڑا ہم نے ان کو ساتھ سختی اور تکلیف کے تاکہ وہ
يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ
عاجزی کریں ○ پھر کیوں نہ جب آیا ان پر ہمارا عذاب' عاجزی کی انہوں نے؟ لیکن سخت ہو گئے ان کے دل' اور مزین کر دیا
لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ
ان کیلئے شیطان نے جو تھے وہ عمل کرتے ○ پس جب بھلا دیا انہوں نے اسکو کہ نصیحت کیے گئے تھے وہ اسکی' تو کھول دیے ہم نے ان پر دروازے
كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾
ہر چیز کے' یہاں تک کہ جب وہ اترا گئے ساتھ ان چیزوں کے جو وہ دیے گئے' تو پکڑ لیا ہم نے انہیں ناگہاں' تب وہ ناامید ہو گئے ○
فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾
پس قطع کر دی گئی جڑ اس قوم کی جنہوں نے ظلم کیا تھا' اور ہر قسم کی حمد اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے ○

﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ ﴾ ''اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف پیغمبر بھیجے۔'' یعنی ہم نے سابقہ اور گزرے ہوئے زمانوں میں رسول بھیجے۔ انہوں نے ہمارے رسولوں کو جھٹلایا اور ہماری آیات کا انکار کیا ﴿ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ ﴾ ''ہم انہیں سختیوں اور تکلیفوں میں پکڑتے رہے۔'' یعنی ان پر رحم کرتے ہوئے فقر و مرض اور آفات و مصائب کے ذریعے سے ان کی گرفت کی ﴿ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴾ ''تاکہ وہ عاجزی کریں۔'' شاید کہ وہ اللہ کے پاس عاجزی سے گڑگڑائیں اور سختی کے وقت اس کے پاس پناہ طلب کریں۔

﴿ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ﴾ ''پس کیوں نہ گڑگڑائے جب آیا ان پر عذاب ہمارا' لیکن سخت ہو گئے دل ان کے'' یعنی ان کے دل پتھر ہو گئے ہیں جو حق کے سامنے نرم نہیں پڑتے ﴿ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ ''اور بھلے کر دکھلائے ان کو شیطان نے جو کام وہ کر رہے تھے'' اس لئے وہ سمجھتے رہے کہ جس راستے پر وہ گامزن ہیں یہی دین حق ہے۔ پس وہ اپنے باطل میں غلطاں کچھ عرصہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور شیطان ان کی عقلوں کے ساتھ کھیلتا ہے۔

﴿ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ ''پھر جب وہ بھول گئے اس نصیحت کو

جو ان کو کی گئی تھی تو کھول دیے ہم نے ان پر دروازے ہر چیز کے'' یعنی ان پر دنیا' اس کی لذتوں اور اس کی غفلتوں کے دروازے کھول دیے ﴿حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ﴾ ''یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوئے ان چیزوں پر جو ان کو دی گئیں تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا' پس اس وقت وہ ناامید ہو کر رہ گئے'' یعنی وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو گئے۔ یہ عذاب کی سخت ترین نوعیت ہے کہ انہیں اچانک غفلت اور اطمینان کی حالت میں پکڑ لیا جائے تاکہ ان کی سزا سخت اور مصیبت بہت بڑی ہو۔ ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ ''پھر کٹ گئی جڑ ظالموں کی'' یعنی عذاب سے وہ برباد ہو گئے اور ان کے تمام اسباب منقطع ہو گئے ﴿وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر نے جھٹلانے والوں کی جو ہلاکت مقدر کی ہے اس پر پروردگار عالم کی تعریف ہے' کیونکہ اسی سے اللہ تعالیٰ کی آیات' اس کے اولیا کی عزت و تکریم' اس کے دشمنوں کی ذلت و رسوائی اور رسولوں کی تعلیمات کی سچائی ظاہر ہوتی ہے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ

کہہ دیجیے' مجھے بتلاؤ! اگر چھین لے اللہ' تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور مہر لگا دے تمہارے دلوں پر' تو کون معبود ہے سوائے

اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿٤٦﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ

اللہ کے جو لا دے تمہیں یہ (چیزیں)؟ دیکھیے! کس طرح پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں ہم آیتیں' پھر بھی وہ اعراض کرتے ہیں ○ کہہ دیجیے' مجھے بتلاؤ!

اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٧﴾

اگر آ جائے تم پر عذاب اللہ کا یکایک یا علانیہ' تو نہیں ہلاک کیے جائیں گے مگر ظالم لوگ ہی ○

اللہ تبارک و تعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ جس طرح وہ تمام کائنات کی تخلیق و تدبیر میں متفرد ہے اسی طرح وہ وحدانیت اور الوہیت میں بھی متفرد ہے۔ فرمایا: ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ﴾ ''کہہ دیجیے' بتلاؤ! اگر اللہ تعالیٰ چھین لے تمہارے کان اور آنکھیں اور مہر لگا دے تمہارے دلوں پر'' یعنی تم اس حالت میں باقی رہ جاؤ کہ تمہاری سماعت ہو نہ بصارت اور نہ سوچنے سمجھنے کی قوت ﴿مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ﴾ ''تو کون ایسا معبود ہے اللہ کے سوا جو تم کو یہ چیزیں لا دے؟'' جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہستی ایسی نہیں جو یہ چیز عطا کر سکے تو پھر تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی ہستیوں کی عبادت کیوں کرتے ہو جن کے پاس کچھ بھی قدرت و اختیار نہیں مگر جب اللہ چاہے۔

یہ آیت کریمہ توحید کے اثبات اور شرک کے بطلان کی دلیل ہے اس لئے فرمایا: ﴿اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ﴾ ''دیکھو! ہم کیوں کر طرح طرح سے بیان کرتے ہیں باتیں'' یعنی ہم اپنی آیات کو کس طرح متنوع بناتے ہیں' ہم ہر اسلوب میں اپنی نشانی لاتے ہیں' تاکہ حق روشن اور مجرموں کی راہ واضح ہو جائے ﴿ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ﴾ ''پھر

بھی وہ اعراض کرتے ہیں۔'' یعنی اس کامل تبیین و توضیح کے باوجود بھی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے روگردانی اور اعراض کرتے ہیں۔ ﴿قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ﴾ یعنی مجھے خبر دو ﴿اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً﴾ ''اگر تم پر اللہ کا عذاب بے خبری میں یا خبر آنے کے بعد آئے'' یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب اچانک آ جائے یا اس عذاب کے مقدمات ظاہر ہو جائیں جن سے تمہیں اس عذاب کے وقوع کا علم ہو جائے ﴿هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ ''تو کیا ظالموں کے سوا کوئی اور بھی ہلاک ہوگا۔'' یعنی وہی ظالم لوگ ہلاک ہوں گے جو اپنے ظلم و عناد کی وجہ سے اس عذاب کے وقوع کا سبب بنے۔ اس لئے ظلم پر قائم رہنے سے بچو' کیونکہ ظلم ابدی ہلاکت اور دائمی بدبختی ہے۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ

اور نہیں بھیجتے ہم رسولوں کو مگر بشارت دینے اور ڈرانے والے بنا کر' پھر جو شخص ایمان لے آئے اور اصلاح کر لے تو نہیں کوئی خوف ہوگا

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ

ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ اور جن لوگوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو' پہنچے گا انہیں عذاب

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٤٩﴾

بوجہ اس کے جو تھے وہ نافرمانی کرتے ○

اللہ تبارک و تعالیٰ اس چیز کا خلاصہ بیان فرماتا ہے جس کے ساتھ اس نے رسولوں کو بھیجا اور وہ ہے تبشیر اور انذار۔ یہ چیز مُبَشِّر' مُبَشَّرْ بِہ اور ان اعمال کے بیان کو مستلزم ہے کہ جب بندہ ان کو بجا لاتا ہے تو اسے بشارت حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ مُنذِر' مُنْذَرْ بِہ اور ایسے اعمال کے بیان کو لازم قرار دیتی ہے کہ بندہ جب ان اعمال کا ارتکاب کرتا ہے تو انذار کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ لوگ انبیاء و مرسلین کی دعوت پر لبیک کہنے یا ان کی دعوت کا جواب نہ دینے کے اعتبار سے دو اقسام میں منقسم ہیں ﴿فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ﴾ ''پھر جو شخص ایمان لائے اور اصلاح کرے'' یعنی جو اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے ایمان' اعمال اور نیت کی اصلاح کرتے ہیں ﴿فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ﴾ ''تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا'' آنے والے امور سے انہیں کوئی خوف نہ ہوگا ﴿وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ ''اور نہ وہ غم زدہ ہوں گے۔'' اور گزرے ہوئے امور پر وہ غمزدہ نہ ہوں گے۔

﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ﴾ ''اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا' ان کو عذاب پہنچے گا'' اور وہ اس کا مزا چکھیں گے ﴿بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾ ''اس پاداش میں کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے۔''

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ

کہہ دیجئے! نہیں کہتا میں تم سے کہ میرے پاس خزانے ہیں اللہ کے' اور نہ میں جانتا ہوں غیب' اور نہیں کہتا میں تم سے کہ یقیناً میں

مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ

فرشتہ ہوں، نہیں پیروی کرتا میں مگر اسی چیز کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف۔ کہہ دیجئے! کیا برابر ہو سکتا ہے نابینا اور بینا؟

اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝۵۰ ع

کیا پس نہیں غور کرتے تم ؟ ○

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتا ہے کہ وہ معجزات کا مطالبہ کرنے والوں سے کہہ دیں یا جو آپ سے یہ کہتے ہیں کہ ''تو صرف اس لئے ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم تجھے بھی اللہ کے ساتھ الٰہ مان لیں'' ﴿ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ ﴾ ''میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کے رزق اور رحمت کی کنجیاں ﴿ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ ﴾ ''اور نہ میں غیب جانتا ہوں'' غیب کا علم تو تمام تر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جس کی صفت ہے: ﴿ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ﴾ (فاطر: ۲/۳۵) ''اللہ تعالیٰ لوگوں پر رحمت کا جو دروازہ کھول دے اسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جو دروازہ وہ بند کر دے تو اس کے بعد کوئی کھول نہیں سکتا۔'' یعنی وہ اکیلا ہی ہے جو غائب اور موجود کا علم رکھتا ہے ﴿ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰي غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ﴾ (الجن: ۲۶/۷۲_۲۷) ''وہ کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا سوائے اس رسول کے جسے وہ پسند کرے''۔

﴿ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ﴾ ''اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں'' کہ میں اللہ تعالیٰ کے تصرفات کو نافذ کرنے والا ہوں، میں اپنے اس مرتبہ و مقام سے بڑھ کر کوئی دعویٰ نہیں کرتا جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے فائز کیا ہے۔ ﴿ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ﴾ ''میں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے آتا ہے۔'' یعنی یہ میرے معاملے کی غایت و انتہا ہے، میں وحی کے سوا کسی چیز کی پیروی نہیں کرتا، میں خود بھی اس پر عمل کرتا ہوں اور تمام مخلوق کو بھی اسی پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ جب میں نے اپنا مرتبہ اور مقام پہچان لیا ہے تو تلاش کرنے والا میرے پاس کیا چیز تلاش کرتا ہے یا مجھ سے ایسی کس چیز کا مطالبہ کرتا ہے جس کا میں نے کبھی دعویٰ ہی نہیں کیا۔ کیا انسان پر اس کے سوا کوئی چیز لازم ہے جس کے وہ درپے ہے؟ جب میں تمہیں اس چیز کی طرف بلاتا ہوں جو میری طرف وحی کی گئی ہے، تو تم کس بنا پر مجھ پر یہ لازم کرتے ہو کہ میں کسی ایسی چیز کا دعویٰ کروں جو میرے مرتبہ کے شایان نہیں، کیا یہ محض تمہارا ظلم، عناد اور سرکشی نہیں؟

جو آپ کی دعوت قبول کرتے ہیں اور آپ کی طرف بھیجی گئی وحی کی اتباع کرتے ہیں اور جو ایسا نہیں کرتے' ان کے درمیان فرق واضح کرتے ہوئے کہہ دیجئے! ﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴾ ''کہہ دیجئے! کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم غور نہیں کرتے؟'' کیا تم غور و فکر نہیں کرتے کہ تمام اشیا کو ان

کے اپنے اپنے مرتبے اور مقام پر رکھو اور اسی چیز کو اختیار کرو جو اختیار کیے جانے اور ترجیح دیے جانے کی مستحق ہے۔

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ
اور ڈرائیں آپ اسکے ذریعے انکو جو ڈرتے ہیں اس سے کہ وہ اکٹھے کیے جائیں گے اپنے رب کی طرف نہیں ہوگا انکا اس کے سوا
وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (51) وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ
کوئی دوست اور نہ کوئی سفارشی تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں ○ اور مت دور کریں ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح
وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۭ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ
اور شام چاہتے ہیں وہ چہرہ اس کا نہیں ہے آپ کے ذمے ان کے حساب میں سے کچھ اور نہیں ہے آپ کے حساب میں سے
عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (52) وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ
انکے ذمے کچھ کہ دور کریں آپ انکو (ایسا کیا) تو ہو جائیں گے آپ ظالموں سے (۵۲) اور اسی طرح فتنے میں ڈالا ہم نے انکے ایک کو
بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ
دوسرے کے ذریعے سے تاکہ کہیں وہ کیا یہی لوگ ہیں کہ احسان کیا اللہ نے ان پر ہمارے درمیان میں سے؟ کیا نہیں ہے اللہ خوب جاننا
بِالشّٰكِرِيْنَ (53) وَاِذَا جَاۗءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ
شکر کرنیوالوں کو؟ ○ اور جب آئیں آپکے پاس وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیات پر تو کہہ دیجیے سلام ہو تم پر لازم کر لیا ہے
رَبُّكُمْ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْۗءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ
تمہارے رب نے اوپر اپنے نفس کے مہربانی کرنا بے شک جو شخص عمل کرے تم میں سے برا جہالت سے پھر وہ توبہ کرے
مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (54) وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ
اسکے بعد اور اصلاح کر لے تو یقیناً وہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے ○ اور اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں آیات کو اور تاکہ واضح ہو جائے
سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ (55) ع ۶ ۱۲
راستہ مجرموں کا ○

یہ قرآن تمام مخلوق کے لئے انذار ہے مگر اس سے صرف وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں ﴿الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ﴾ ”جو اس حقیقت کا خوف رکھتے ہیں کہ انہیں ان کے رب کے پاس اکٹھے کیے جانا ہے۔“ پس انہیں پورا پورا یقین ہے کہ وہ اس گھر سے منتقل ہو کر آخرت کے ہمیشہ رہنے والے گھر میں داخل ہوں گے۔ وہ اپنے ساتھ وہی کچھ رکھتے ہیں جو ان کو فائدہ دیتا ہے اور اسے چھوڑ دیتے ہیں جو انہیں نقصان دیتا ہے۔

﴿لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ﴾ ”نہیں ہوگا ان کے لئے اس کے بغیر“ یعنی اللہ کے بغیر ﴿وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ﴾ ”کوئی دوست اور نہ سفارشی“ یعنی کوئی ایسی ہستی نہیں ہوگی جو ان کے معاملے کی سرپرستی کر سکے جس سے ان کا

مطلوب حاصل ہو جائے اور ان سے تکلیف دور ہو جائے' نہ ان کا کوئی سفارشی ہو گا' کیونکہ تمام مخلوق کے پاس کوئی اختیار نہیں ﴿لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ﴾ "تاکہ وہ پرہیزگار بنیں۔" شاید وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اور اس کے نواہی سے اجتناب کے ذریعے سے تقویٰ اختیار کریں۔ کیونکہ انذار' تقویٰ کا موجب اور اس کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ "اور مت دور کیجئے ان لوگوں کو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں' چاہتے ہیں اسی کا چہرہ" یعنی دوسروں کی مجالست کی امید میں اہل اخلاص اور اہل عبادت کو اپنی مجلس سے دور نہ کیجئے جو ہمیشہ اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں' ذکر اور نماز کے ذریعے سے اس کی عبادت کرتے ہیں' صبح و شام اس سے سوال کرتے ہیں اور اس سے ان کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے۔ اس مقصد جلیل کے سوا ان کا کوئی اور مقصد نہیں۔ بنابریں یہ لوگ اس چیز کے مستحق نہیں کہ انہیں اپنے سے دور کیا جائے یا ان سے روگردانی کی جائے بلکہ یہ لوگ تو آپ ﷺ کی موالات' محبت اور قربت کے زیادہ مستحق ہیں' کیونکہ یہ مخلوق میں سے چنے ہوئے لوگ ہیں اگرچہ یہ فقرا اور نادار ہیں اور یہی درحقیقت اللہ کے ہاں باعزت لوگ ہیں اگرچہ یہ لوگوں کے نزدیک گھٹیا اور کم مرتبہ ہیں۔

﴿مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾ "نہیں ہے آپ پر ان کے حساب میں سے کچھ اور نہ آپ کے حساب میں سے ان پر ہے کچھ" یعنی ہر شخص کے ذمہ اس کا اپنا حساب ہے' اس کا نیک عمل اسی کے لئے ہے اور برے عمل کی شامت بھی اسی پر ہے ﴿فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ "پس اگر ان کو دور کرو گے تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔" رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی پوری طرح پیروی کی' چنانچہ جب آپ ﷺ فقرائے مومنین کی مجلس میں بیٹھتے تو دلجمعی سے ان کے ساتھ بیٹھتے' ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے' ان کے ساتھ حسن خلق اور نرمی کا معاملہ کرتے اور انہیں اپنے قریب کرتے' بلکہ آپ ﷺ کی مجلس میں زیادہ تر یہی لوگ ہوتے تھے۔

ان آیات کریمہ کا سبب نزول یہ ہے کہ قریش میں سے یا اعراب میں سے چند اجڈ لوگوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ ہم تم پر ایمان لائیں اور تمہاری پیروی کریں تو فلاں فلاں شخص جو کہ فقرائے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے' اپنے پاس سے اٹھا دو' کیونکہ ہمیں شرم آتی ہے کہ عرب ہمیں ان گھٹیا لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھیں۔ ان معترضین کے اسلام لانے اور ان کے اتباع کرنے کی خواہش کی بنا پر آپ ﷺ کے دل میں بھی یہ خیال آیا' مگر اللہ تعالیٰ نے اس آیت اور اس جیسی دیگر آیات کے ذریعے سے آپ کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

﴿وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا﴾ "اور اسی طرح ہم نے آزمایا ہے بعض لوگوں کو بعضوں سے' تاکہ کہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر ہمارے درمیان میں سے' اللہ نے فضل

کیا؟'' یعنی یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی آزمائش ہے کہ اس نے بعض کو خوشحال بنایا اور بعض کو محتاج اور تنگ دست پیدا کیا۔ بعض کو صاحب شرف پیدا کیا' بعض کو گھٹیا اور کم تر۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی نادار اور کم تر شخص کو ایمان عطا کر کے اس پر احسان کرتا ہے تو یہ چیز خوشحال اور بلند مرتبہ شخص کے لئے امتحان کا باعث ہوتی ہے۔ اگر اس کا مقصد اتباع حق ہے تو وہ ایمان لا کر مسلمان ہو جاتا ہے اور اسے ایمان لانے سے اس شخص کی مشارکت نہیں روک سکتی جس کو وہ مال و دولت اور جاہ و مرتبہ میں اپنے سے کم تر خیال کرتا ہے۔ اگر وہ طلب حق میں سچا نہیں تو یہ وہ گھاٹی ہے جو اسے اتباع حق سے روک دیتی ہے۔ جن کو وہ اپنے آپ سے کم تر خیال کرتے ہیں ان کو حقیر گردانتے ہوئے کہتے ہیں: ﴿ اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ﴾ ''کیا یہی لوگ ہیں جن پر ہمارے درمیان میں سے' اللہ نے فضل کیا؟'' اسی چیز نے ان کی عدم طہارت کے باعث ان کو اتباع حق سے روک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس کلام کا جو اللہ تعالیٰ پر اعتراض کو متضمن ہے کہ اس نے ان کو ہدایت سے نواز دیا اور ان کو محروم کر دیا۔۔۔ جواب دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴾ ''کیا نہیں ہے اللہ خوب جاننے والا شکر کرنے والوں کو؟'' جو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں اور اس کا اعتراف کرتے ہیں اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل صالح کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ ایسے ہی کو اپنے فضل و احسان سے نوازتا ہے نہ کہ ان کو جو اس کے شکر گزار نہیں ہوتے' کیونکہ اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے وہ اپنے فضل و کرم سے کسی ایسے شخص کو نہیں نوازتا جو اس کا اہل نہ ہو اور یہ معترضین اسی وصف کے مالک ہیں۔ اس کے برعکس جن فقرا کو اللہ تعالیٰ نے ایمان سے نوازا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار لوگ ہیں۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اپنے مطیع مومن بندوں کو دور کرنے سے روک دیا تو ان کفار کے مقابلے میں انہیں اکرام' تعظیم' عزت اور احترام سے پیش آنے کا حکم دیا چنانچہ فرمایا: ﴿ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ﴾ ''جب آپ کے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو انہیں السلام علیکم کہیں۔'' یعنی جب اہل ایمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تو آپ ان کو سلام کہیں' ان کو خوش آمدید کہیں۔ سلام و تحیات سے ان کا استقبال کریں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے جود و احسان کی بشارت دیں جو ان کے عزائم اور ارادوں میں نشاط پیدا کرے اور انہیں منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے ہر راستہ اور ہر سبب اختیار کرنے کی ترغیب دیں۔ ان کو گناہوں پر قائم رہنے سے ڈرائیں اور انہیں گناہوں سے توبہ کرنے کا حکم دیں تاکہ وہ اپنے رب کی مغفرت اور اس کے جود و کرم کو پا سکیں۔ ﴿ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ﴾ ''لکھ لیا ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو جو کوئی کرے تم میں سے برائی' ناواقفیت سے' پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور نیک ہو جائے'' یعنی (قبولیت توبہ کے

لئے) گناہوں کو ترک کرنا‘ ان کا قلع قمع کرنا‘ ان پر نادم ہونا اور اعمال کی اصلاح کرنا ضروری ہے‘ نیز ان امور کی ادائیگی جن کو اللہ تعالیٰ نے واجب قرار دیا ہے اور جو ظاہری اور باطنی اعمال فاسد ہو چکے ہیں‘ ان کی اصلاح کرنا ضروری ہے۔ جب یہ تمام امور موجود ہوں ﴿فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ”تو بات یہ ہے کہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو جن امور کا حکم دیا ہے اس کی بجا آوری کے مطابق ان پر اپنی مغفرت اور رحمت کا فیضان کرتا ہے۔ ﴿وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ﴾ ”اور اسی طرح ہم اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔“ یعنی اسی طرح ہم اپنی آیات کو واضح کرتے ہیں‘ گمراہی میں سے ہدایت کے راستے کو ممیز کرتے ہیں‘ رشد و ہدایت اور ضلالت میں فرق کرتے ہیں تا کہ راہ ہدایت پر چلنے والے ہدایت پالیں‘ تا کہ حق کا راستہ عیاں ہو جائے جس پر گامزن ہونا چاہئے۔

﴿وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ ”اور تا کہ مجرموں کا راستہ واضح ہو جائے“ جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور اس کے عذاب تک پہنچاتا ہے‘ کیونکہ جب مجرموں کا راستہ ظاہر اور صاف واضح ہو جاتا ہے تو اس سے اجتناب کرنا اور اس سے دور رہنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور اس کے برعکس اگر راستہ مشتبہ اور غیر واضح ہو تو یہ مقصد جلیل حاصل نہیں ہو سکتا۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ
کہہ دیجئے! یقیناً میں روک دیا گیا ہوں اس سے کہ عبادت کروں ان کی جنہیں تم پکارتے ہو سوائے اللہ کے‘ کہہ دیجئے! انہیں پیچھے چلتا میں
اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ
تمہاری خواہشات کے‘ تحقیق گمراہ ہو جاؤں گا میں اس وقت‘ اور نہ ہوں گا میں ہدایت پانیوالوں سے ○ کہہ دیجئے! یقیناً میں دلیل پر ہوں
مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ
اپنے رب کی طرف سے اور جھلایا تم نے اسے‘ نہیں ہے میرے پاس وہ چیز کہ جلدی طلب کر رہے ہو تم اسکو‘ نہیں ہے حکم مگر اللہ ہی کا
يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿٥٧﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ
بیان فرماتا ہے وہ حق بات اور وہ بہترین فیصلہ کرنیوالا ہے ○ کہہ دیجئے‘ اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز کہ جلدی طلب کر رہے ہو تم
بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٨﴾
اس کو‘ تو فیصلہ کر دیا جاتا معاملے کا میرے درمیان اور تمہارے درمیان‘ اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو ○

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتا ہے: ﴿قُلْ﴾ ان مشرکین سے کہہ دیجئے جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو بھی پکارتے ہیں ﴿اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ”جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے ان کی عبادت سے منع کیا گیا ہے۔“ یعنی مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں اللہ کی بجائے اللہ کے بناوٹی ہمسروں اور بتوں کی عبادت کروں جو کسی نفع و نقصان کے مالک ہیں نہ موت و حیات اور دوبارہ اٹھانے کا کوئی اختیار رکھتے ہیں۔ یہ سب باطل ہے۔ اس میں تمہارے لئے کوئی دلیل ہے نہ اس کے باطل ہونے میں کوئی شبہ

ہے۔ سوائے خواہشات نفس کی پیروی کے جو سب سے بڑی گمراہی ہے۔

بنابریں فرمایا: ﴿ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا ﴾ ''کہہ دیجئے میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کرتا' بیشک تب میں بہک جاؤں گا'' یعنی اگر میں تمہاری خواہشات کی پیروی کروں تو گمراہ ہو جاؤں گا ﴿ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴾ ''اور کسی پہلو سے بھی راہ راست پر نہیں رہوں گا۔'' رہی وہ توحید اور اخلاص عمل جن پر میں عمل پیرا ہوں تو یہی حق ہے جس کی تائید واضح براہین اور قطعی دلائل کرتے ہیں۔

﴿ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ ﴾ ''میں تو اپنے رب کی دلیل روشن پر ہوں۔'' آپ کہہ دیجئے کہ میں تو اس قرآن کی صحت اور اس کے ماسوا کے بطلان کا واضح یقین رکھتا ہوں۔ یہ رسول کی طرف سے قطعی شہادت ہے جو ہر قسم کے تردد سے پاک ہے۔ رسول علی الاطلاق سب سے عادل گواہ ہوتا ہے۔ اہل ایمان نے رسول کی گواہی کی تصدیق کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جس ایمان سے نوازا ہے اس ایمان کے مطابق ان کے ہاں اس شہادت کی صحت اور صداقت متحقق ہے۔

﴿ وَ ﴾ مگر اے مشرکو! ﴿ كَذَّبْتُمْ بِهٖ ﴾ ''تم نے اس کی تکذیب کی'' اور یہ تمہاری طرف سے اس سلوک کا مستحق نہ تھا' تصدیق کے سوا کوئی اور سلوک اس کے شایان شان نہ تھا۔ جب تم تکذیب پر مصر ہو تو جان رکھو کہ لامحالہ عذاب تم پر واقع ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ عذاب مقرر ہے وہ جب چاہے گا اور جیسے چاہے گا تم پر نازل کرے گا۔

اگر تم جلدی مچاتے ہو تو معاملہ میرے اختیار میں نہیں ﴿ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ﴾ ''حکم صرف اللہ کا ہے'' جس طرح اس نے اوامر و نواہی میں اپنا حکم شرعی نافذ کیا ہے اسی طرح وہ حکم جزائی نافذ کرے گا اور اپنی حکمت کے تقاضوں کے مطابق ثواب و عقاب دے گا۔ پس اس کے فیصلے پر اعتراض درخور اعتنا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے راہ حق کو واضح کر دیا ہے اور اپنے بندوں کے سامنے حق بیان کر کے ان کا عذر ختم کر دیا اور یوں ان کی حجت منقطع ہو گئی' تاکہ جو ہلاک ہو تو وہ دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ دلیل کے ساتھ زندہ رہے۔ ﴿ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴾ ''وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔'' وہ دنیا و آخرت میں اپنے بندوں کے درمیان بہترین فیصلہ کرنے والا ہے' وہ ان کے درمیان ایسا فیصلہ کرتا ہے جس پر اس کی تعریف کی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ بھی تعریف کئے بغیر نہیں رہتا جس کے خلاف فیصلہ ہوتا ہے اور وہ حق کو واضح اور متعین کر دیتا ہے۔

﴿ قُلْ ﴾ ان لوگوں سے کہہ دیجئے جو جہالت' عناد اور ظلم کی بنا پر عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں: ﴿ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ﴾ ''اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کی تم جلدی کر رہے ہو' تو طے ہو چکا ہوتا جھگڑا' میرے اور تمہارے درمیان'' پس میں تم پر عذاب واقع کر دیتا۔ اس جلدی مچانے میں

تمہارے لئے بھلائی نہیں۔ لیکن تمام تر معاملہ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ اختیار میں ہے جو نہایت بردبار اور صبر کرنے والا ہے۔ نافرمان اس کی نافرمانی کرتے ہیں اور گناہوں کا ارتکاب کرنے والے اس کے سامنے بڑی جرأت سے گناہ کرتے ہیں مگر وہ ان سے درگزر کرتا ہے' ان کو رزق عطا کرتا ہے اور ان کو ظاہری اور باطنی نعمتوں سے بھی نوازتا ہے ﴿ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴾ ''اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے'' ان کے احوال میں سے کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے' پس وہ ان کو مہلت دیتا ہے مگر مہمل نہیں چھوڑتا۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا
اور اسی کے پاس ہیں چابیاں غیب کی' نہیں جانتا انہیں کوئی بھی مگر وہی اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے' اور نہیں
تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ
گرتا کوئی پتا بھی مگر وہ جانتا ہے اس کو' اور نہیں کوئی دانہ اندھیروں میں زمین کے' اور نہ کوئی تر چیز
وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٩﴾
اور نہ خشک چیز مگر (سب) کتاب واضح میں ہے ○

یہ آیت کریمہ قرآن مجید کی عظیم ترین آیات میں شمار ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم محیط کی تفصیل بیان کرتی ہے جو تمام غیوب کو شامل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اسے ان غیوب میں سے کسی پر مطلع کر دیتا ہے۔ اس نے اپنا بہت سا علم' عام جہان والے تو کجا ملائکہ مقربین اور انبیا و مرسلین سے بھی پوشیدہ رکھا ہے۔ صحراؤں اور بیابانوں میں حیوانات' درخت' ریت کے ذرات' کنکر اور مٹی سب اس کے علم میں ہیں۔ سمندروں کے جانوروں' ان کی معدنیات' ان کے شکار وغیرہ اور ان تمام اشیا کو وہ جانتا ہے جو ان کے کناروں کے اندر اور ان کے پانیوں میں شامل ہیں۔ ﴿ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ ﴾ ''اور نہیں گرتا کوئی پتا'' بحر و بر' آبادیوں' بیابانوں اور دنیا و آخرت کے درختوں پر سے اگر کوئی پتا گرتا ہے تو اسے بھی وہ جانتا ہے ﴿ وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ ﴾ ''اور نہیں کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں'' یعنی پھل اور کھیتیوں کے دانے' وہ بیج جو لوگ زمین میں بوتے ہیں اور جنگلی نباتات کے بیج جن سے مختلف اصناف کی نباتات پیدا ہوتی ہے ﴿ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ ﴾ ''اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز'' یہ خصوص کے بعد عموم کا ذکر ہے ﴿ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ ''مگر وہ سب کتاب مبین میں ہے'' یعنی لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے اور لوح محفوظ ان تمام امور کو شامل ہے۔ ان میں سے بعض امور تو بڑے بڑے عقل مندوں کو حیران اور مبہوت کر دیتے ہیں اور یہ چیز رب عظیم کی عظمت اور اس کے تمام اوصاف میں اس کی وسعت پر دلالت کرتی ہے۔ اگر تمام مخلوق کے اولین و آخرین جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا احاطہ کرنا چاہیں تو وہ اس پر قادر نہیں اور نہ ان میں اس کی طاقت ہی ہے۔ نہایت بابرکت ہے رب عظیم کی ذات جو وسعت والی' علم رکھنے والی'

قابل تعریف، بزرگی والی، دیکھنے والی اور ہر چیز کا احاطہ کرنے والی ہے۔ وہ الٰہ جلیل ہے کوئی اس کی حمد وثنا کا شمار نہیں کرسکتا بلکہ وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے خود اپنی حمد وثنا بیان کی ہے۔ اس کی جو حمد وثنا اس کے بندے بیان کرتے ہیں وہ اس سے بہت بڑھ کر ہے۔ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ اس کا علم تمام اشیا کا احاطہ کیے ہوئے اور اس کی کتاب تمام حوادث پر محیط ہے۔

وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ

اور وہی ہے جو فوت کرتا ہے تمھیں رات کو، اور جانتا ہے جو کچھ کرتے ہو تم دن میں، پھر اٹھاتا ہے تمھیں اس (دن) میں

لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٠﴾

تاکہ پورا کیا جائے وقت معین، پھر اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تمھارا، پھر خبر دے گا وہ تمھیں اس کی جو تھے تم کرتے ○

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ

اور وہ غالب ہے اوپر اپنے بندوں کے، اور بھیجتا ہے تم پر محافظ (فرشتے)، حتی کہ جب آتی ہے کسی ایک کو تم میں سے

الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ

موت تو فوت کرتے ہیں اسے ہمارے رسول (فرشتے) اور وہ نہیں کوتاہی کرتے ○ پھر لوٹائے جاتے ہیں وہ اللہ کی طرف جو مالک ہے ان کا سچا

اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿٦٢﴾

خبردار! اسی کے لیے ہے فیصلہ کرنا، اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے ○

یہ آیت کریمہ تمام تر توحید الوہیت کے تحقق، مشرکین کے خلاف دلائل اور اس بیان پر مشتمل ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی محبت، تعظیم، اجلال اور اکرام کا مستحق ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا ہے کہ وہ اکیلا ہی ہے جو بندوں کی، ان کے سوتے جاگتے میں تدبیر کرتا ہے، وہ رات کو انھیں وفات یعنی نیند کی وفات دیتا ہے، ان کی حرکات پر سکون طاری ہو جاتا ہے اور ان کے بدن آرام کرتے ہیں، نیند سے بیداری کے بعد وہ ان کو دوبارہ زندہ کرتا ہے تاکہ وہ اپنے دینی اور دنیاوی مصالح میں تصرف کریں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور وہ جن اعمال کا اکتساب کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان میں اسی طرح تصرف کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنی مقررہ مدت پوری کر لیتے ہیں۔ وہ اپنی اس تدبیر کے ذریعے سے ان کی مدت مقررہ کا فیصلہ کرتا ہے، یعنی مدت حیات اور اس کے بعد ایک اور مدت ہے اور وہ ہے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا۔ بنابریں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ﴾ ’’پھر اس کی طرف ہی تمھارا لوٹنا ہے‘‘ اس کے سوا اور کسی کی طرف لوٹنا نہیں ہے ﴿ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ’’پھر وہ تم کو تمھارے عمل جو تم کرتے ہو، بتائے گا۔‘‘ نیک اور بد جو کام بھی تم کرتے رہے ہو، اللہ تعالیٰ تمھیں اس سے آگاہ فرمائے گا۔

﴿وَهُوَ﴾ ''اور وہ'' یعنی اللہ تعالیٰ ﴿الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ﴾ ''غالب ہے اپنے بندوں پر'' وہ ان پر اپنا ارادہ اور اپنی مشیت عامہ نافذ کرتا ہے۔ بندے کسی چیز کا کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر حرکت و سکون کے بھی مالک نہیں۔ بایں ہمہ اس نے اپنے بندوں پر فرشتوں کو محافظ مقرر کر رکھا ہے اور بندے جو عمل کرتے ہیں یہ فرشتے اس کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (الانفطار: ۸۲/ ۱۰۔ ۱۲) ''اور تم پر نگہبان مقرر ہیں باعزت تمہاری باتوں کو لکھنے والے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں۔'' ارشاد فرماتا ہے ﴿عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ○ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ (ق: ۵۰/ ۱۷، ۱۸) ''اس کے دائیں اور بائیں جانب بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ جب کوئی بات کہتا ہے تو ایک نگہبان اس کے پاس تیار رہتا ہے۔'' یہ ان کی زندگی کے احوال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی حفاظت ہے۔

﴿حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا﴾ ''یہاں تک کہ جب آ پہنچے تم میں سے کسی کو موت تو قبضے میں لے لیتے ہیں اس کو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے'' یعنی وہ فرشتے جو روح قبض کرنے پر مقرر ہیں ﴿وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ﴾ ''اور وہ کوتاہی نہیں کرتے'' یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی قضا و قدر سے جو مدت مقرر کر دی ہے وہ اس میں ایک گھڑی کا اضافہ کر سکتے ہیں نہ ایک گھڑی کی کمی' وہ صرف مکتوب الٰہی اور تقدیر ربانی کو نافذ کرتے ہیں۔

﴿ثُمَّ﴾ ''پھر'' موت اور حیات برزخ کے بعد اور جو کچھ اس میں خیر و شر ہے ﴿رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ﴾ ''پہنچائے جائیں گے وہ اللہ کی طرف جو ان کا سچا مالک ہے'' یعنی وہ مولائے حق اپنے حکم قدری کے مطابق ان کا والی ہے اور ان کے اندر اپنی مختلف انواع کی تدابیر کو نافذ کرتا ہے۔ پھر وہ امر و نہی اور حکم شرعی کے ذریعے سے ان کا والی ہے' اس نے ان کی طرف رسول بھیجے اور ان پر کتابیں نازل کیں پھر ان کو اسی کی طرف لوٹایا جائے گا وہ ان میں اپنا حکم جزائی نافذ کرے گا اور ان کو ان کے اچھے اعمال کا ثواب عطا کرے گا اور ان کی بدیوں اور برائیوں کی پاداش میں انہیں عذاب دے گا۔ ﴿اَلَا لَهُ الْحُكْمُ﴾ ''سن رکھو! حکم اسی کا ہے'' وہ اکیلا جس کا کوئی شریک نہیں' فیصلے کا مالک ہے ﴿وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ﴾ ''اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے'' کیونکہ اس کا علم بھی کامل ہے اور اس نے ان کے اعمال کو بھی محفوظ کیا ہوا ہے' پہلے اس نے ان کو لوح محفوظ میں ثبت کیا' پھر فرشتوں نے اپنی اس کتاب میں ثبت کیا جو ان کے ہاتھوں میں ہے۔

جب اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی تخلیق و تدبیر میں متفرد ہے اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے' وہ اپنے بندوں کو ان کے تمام احوال میں درخور اعتنا سمجھتا ہے' وہی حکم قدری' حکم شرعی اور حکم جزائی کا مالک ہے پھر مشرکین کیوں کر اس ہستی سے روگردانی کر کے جو ان صفات کی مالک ہے ایسی ہستیوں کی بندگی اختیار کرتے ہیں جن کے اختیار میں

کچھ بھی نہیں، جو ذرہ بھر نفع کی مالک نہیں اور ان میں کوئی قدرت اور ارادہ نہیں؟

ان کی حالت یہ ہے کہ وہ کھلے عام کفر و شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عظمت پر بہتان کی جرأت کرتے ہیں اور وہ ان کو معاف کر دیتا ہے اور ان کو رزق عطا کرتا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کتنا حلیم ہے اور اس کا عفو اور اس کی رحمت ان پر سایہ کناں ہے تو ان کے داعیے اس کی معرفت کی طرف خود بخود کھنچے چلے آئیں اور ان کی عقل اس کی محبت میں (دیگر ہر شے سے) غافل ہو جائے اور وہ خود اپنے آپ پر سخت ناراض ہوں کیونکہ انہوں نے شیطان کے داعی کی اطاعت کی جو رسوائی اور خسارے کا موجب ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو عقل سے عاری ہیں۔

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ

کہہ دیجیے! کون نجات دیتا ہے تمہیں خشکی اور تری کے اندھیروں سے؟ پکارتے ہو تم اسے عاجزی سے اور چپکے چپکے (کہتے ہو) اگر

اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا

وہ نجات دے دے ہمیں اس سے تو ضرور ہو جائیں گے ہم شکر گزاروں سے ○ کہہ دیجیے! اللہ ہی نجات دیتا ہے تمہیں اس سے

وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾

اور ہر غم سے، پھر تم شریک ٹھہراتے ہو ○

﴿ قُلْ ﴾ ”کہہ دیجیے“، یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والوں اور اس کے ساتھ دوسرے معبودوں کو پکارنے والوں سے، ان کے توحید ربوبیت کے اثبات کو ان کے توحید الوہیت کے انکار پر الزامی دلیل اور حجت بناتے ہوئے کہیے! ﴿ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ﴾ ”کون تمہیں نجات دیتا ہے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے؟“ یعنی جب بحر و بر کی سختیوں اور مشقتوں سے نجات کا کوئی بھی حیلہ تمہیں مشکل نظر آتا ہے تو تم اپنے رب کو گڑگڑا کر دل کے خشوع و خضوع کے ساتھ اپنی دعا میں اپنی حاجت کے لئے پکارتے ہو اور اپنی اس مصیبت کی حالت میں کہتے ہو: ﴿ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ ﴾ ”اگر اس نے ہمیں بچا لیا اس سے“ یعنی اس مصیبت سے جس میں ہم گرفتار ہیں ﴿ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴾ ”تو ہم ضرور (اللہ تعالیٰ) کے شکر گزار ہوں گے“ اس کی نعمت کا اعتراف کریں گے اور اس نعمت کو اپنے رب کی اطاعت میں استعمال کریں گے اور اس نعمت کو اس کی نافرمانی میں صرف کرنے سے بچیں گے۔ ﴿ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ﴾ ”کہہ دیجیے! اللہ ہی تمہیں اس (خاص مصیبت) اور دیگر تمام مصائب سے نجات دلاتا ہے“ ﴿ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴾ ”پھر بھی تم شرک کرتے ہو“ تم اللہ کے بارے میں جو کہتے ہو اسے پورا نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو فراموش کر دیتے ہو۔ پس شرک کے بطلان اور توحید کی صحت پر اس سے واضح اور کون سی دلیل ہو سکتی ہے؟

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ

آپ کہہ دیجئے! وہی قادر ہے اوپر اس کے کہ وہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے' یا نیچے سے

اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ

تمہارے پاؤں کے' یا خلط ملط کر دے تمہیں مختلف گروہوں میں اور چکھائے تم میں سے بعض کو (مزہ) لڑائی کا بعض سے' دیکھیں کیسے

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ

پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں ہم آیات کو تاکہ وہ سمجھیں ○ اور جھٹلایا اس (قرآن) کو آپ کی قوم نے' حالانکہ وہ حق ہے'

قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ؕ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ز وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾

کہہ دیجئے! نہیں ہوں میں تم پر نگہبان ○ ہر ایک خبر کا وقت مقرر ہے' اور عنقریب تم جان لو گے ○

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ ہر سمت سے تم پر عذاب بھیجنے پر قدرت رکھتا ہے فرمایا: ﴿ مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ ﴾ ''تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے'' ﴿ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا ﴾ ''یا تمہیں فرقہ فرقہ کر دے'' یعنی تمہیں مختلف فرقوں میں بانٹ دے ﴿ وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ﴾ ''اور چکھا دے لڑائی ایک کو ایک کی'' یعنی تمہیں فتنہ میں مبتلا کر دے اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو۔ پس اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں پر قادر ہے' اس لئے اس کی نافرمانی پر قائم رہنے سے بچو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں عذاب آ لے اور وہ تمہیں تلف کر کے تمہارا نام ونشان مٹا ڈالے۔ اس کے باوجود کہ اس نے آگاہ فرمایا ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے مگر یہ اس کی بے پایاں رحمت کا فیضان ہے کہ اس نے اس امت پر سے اوپر سے پتھر برسنے اور نیچے زمین میں دھنس جانے کے عذاب کو اٹھا لیا ہے۔ اس نے اس امت میں سے جس کسی کو بھی عذاب کا مزا چکھایا ہے تو وہ یہ ہے کہ اس نے ایک دوسرے کو ایک دوسرے کی طاقت کا مزا چکھایا ہے اور ان کو ان سزاؤں کے ساتھ ایک دوسرے پر مسلط کر دیا۔ یہ ایک ایسی فوری سزا ہے جسے عبرت پکڑنے والے دیکھ سکتے ہیں اور عمل کرنے والے اسے سمجھ سکتے ہیں۔

﴿ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ﴾ ''دیکھو ہم آیتوں کو کس کس طرح بیان کرتے ہیں'' یعنی ہم ان آیات کو مختلف انواع میں لاتے ہیں اور بہت سے پہلوؤں سے ان کو بیان کرتے ہیں۔ یہ تمام آیات حق پر دلالت کرتی ہیں ﴿ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴾ ''تاکہ یہ لوگ سمجھیں۔'' یعنی شاید وہ اس بات کو سمجھ جائیں کہ انہیں کس چیز کی خاطر پیدا کیا گیا ہے۔ نیز حقائق شرعیہ اور مطالب الٰہیہ ان کی سمجھ میں آ جائیں۔ ﴿ وَكَذَّبَ بِهٖ ﴾ ''اور اس کو جھٹلایا۔'' یعنی قرآن کو جھٹلایا ﴿ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ﴾ ''آپ کی قوم نے' حالانکہ وہ حق ہے'' اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ﴿ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴾ ''کہہ دیجئے! میں تم پر داروغہ نہیں ہوں'' کہ تمہارے اعمال کی نگرانی کروں اور اس پر تمہیں بدلہ دوں میں تو صرف پہنچانے والا اور ڈرانے والا ہوں۔

﴿ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ﴾ ”ہر خبر کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔“ یعنی ہر خبر کے استقرار کا ایک وقت اور ایک زمانہ ہے جس سے وہ آگے پیچھے نہیں ہو سکتی ﴿ وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴾ ”اور تم کو عنقریب معلوم ہو جائے گا۔“ یعنی جس جس عذاب کی تمہیں وعید سنائی گئی ہے تم اسے عنقریب جان لو گے۔

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ

اور جب دیکھیں آپ انکو جو مشغول ہوتے ہیں ہماری آیات میں تو اعراض کریں ان سے حتی کہ مشغول ہو جائیں وہ کسی اور بات میں

غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا

اس کے علاوہ اور اگر بھلا دے آپ کو شیطان (یہ بات) تو مت بیٹھیں بعد یاد آنے کے ساتھ ظالم قوم کے ○ اور نہیں ہے

عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾

ان لوگوں کے ذمے، جو ڈرتے ہیں، ان کے حساب میں سے کچھ، لیکن صرف نصیحت کرنا، تاکہ وہ ڈریں ○

اللہ تبارک و تعالیٰ کی آیات میں جھگڑنے اور مشغول ہونے سے مراد ہے ان کے بارے میں ناحق باتیں کرنا، اقوال باطلہ کی تحسین کرنا، ان کی طرف دعوت دینا، اقوال باطلہ کے قائلین کی مدح کرنا، حق سے روگردانی کرنا اور حق اور اہل حق کی عیب چینی کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اصولی طور پر اپنے رسول ﷺ کو اور تبعاً تمام اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی آیات کی مذکورہ عیب چینی میں مشغول دیکھیں تو اس سے اعراض کریں۔ باطل میں مشغول لوگوں کی مجالس میں نہ جائیں جب تک کہ وہ کسی اور بحث میں مشغول نہ ہو جائیں۔ اگر وہ آیات الٰہی کی بجائے کسی اور بحث میں مشغول ہوں تو ان میں بیٹھنا اس ممانعت کے زمرے میں نہیں آئے گا۔ اگر ان میں بیٹھنے میں کوئی راجح مصلحت ہو تو وہ ان میں بیٹھنے پر مامور ہے، اگر ایسا نہ ہو تو یہ بیٹھنا مفید ہے نہ وہ اس پر مامور ہے۔ باطل میں مشغولیت کی مذمت درحقیقت حق میں غور و فکر اور بحث و تحقیق کی ترغیب ہے۔

﴿ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ ﴾ ”اگر شیطان آپ کو بھلا دے۔“ یعنی اگر آپ کو شیطان بھلا دے اور آپ غفلت و نسیان کی وجہ سے ان کی مجلس میں بیٹھ جائیں ﴿ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ ”تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھیں“۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ان تمام لوگوں کو شامل ہے جو باطل میں مشغول ہوتے ہیں۔ جو ایسی باتیں کہتے یا کرتے ہیں جن کو حرام ٹھہرایا گیا ہے تو ان لوگوں میں بیٹھنا حرام ہے۔ منکرات کی موجودگی میں جبکہ وہ ان کے ازالے کی قدرت نہ رکھتا ہو، اس مجلس میں حاضر ہونا بھی ممنوع ہے۔

یہ نہی اور ممانعت اس شخص کے لئے ہے جو ایسے لوگوں کی مجلس میں شریک ہوتا ہے اور تقویٰ کا دامن چھوڑ کر ان کے قول اور عمل محرم میں خود بھی شریک ہو جاتا ہے یا ان کے غیر شرعی افعال و اقوال پر خاموشی اختیار کرتا ہے اور ان پر نکیر نہیں کرتا، لیکن اگر وہ تقویٰ کا التزام کرتے ہوئے مجلس میں شریک ہو، شرکائے مجلس کو نیکی کا حکم دے، اس

برائی اور بری گفتگو سے روکے جو اس مجلس میں صادر ہو جس سے یہ برائی زائل ہو جائے یا اس میں تخفیف ہو جائے تو ایسی مجلس میں شریک ہونے میں کوئی حرج ہے نہ کوئی گناہ۔ بنابریں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ﴾ ”اور پرہیزگاروں پر نہیں ہے، جھگڑنے والوں کے حساب میں سے کوئی چیز لیکن ان کے ذمے نصیحت کرنی ہے، تاکہ وہ ڈریں۔“ یعنی صرف اس لئے وہ ان کو وعظ و نصیحت کرے کہ شاید وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جائیں۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کی دلیل ہے کہ وعظ و نصیحت کرنے والا ایسا اسلوب کلام استعمال کرے جو مقصود تقویٰ کے حصول میں زیادہ ممد اور کارگر ہو۔ اور اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر وعظ و نصیحت سے برائی میں اضافہ ہونے کا اندیشہ ہو تو وعظ و نصیحت ترک کرنا واجب ہے، کیونکہ جو وعظ و نصیحت مطلوب و مقصود کے مخالف ہو، تو اس کو ترک کرنا بھی مقصود ہے۔

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ

اور چھوڑ دیجیے ان لوگوں کو جنہوں نے بنا لیا ہے اپنے دین کو کھیل اور تماشہ اور دھوکے میں ڈالا انکو حیات دنیا نے، اور نصیحت کیجیے آپ

بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا

ساتھ اس قرآن کے تاکہ (نہ) ہلاک کی جائے کوئی جان بدلے اسکے جو کمایا اس نے، نہیں ہوگا اس کیلیے سوائے اللہ کے کوئی دوست اور نہ کوئی

شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا

سفارشی، اور اگر بدلے میں دے ہر طرح کا فدیہ تو بھی نہ لیا جائے گا اس سے، یہی ہیں وہ لوگ جو ہلاک کیے گئے بوجہ اس کے جو

كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ ع

کمایا انہوں نے، ان کے لیے پینا ہوگا گرم پانی سے اور عذاب ہوگا درد ناک بوجہ اس کے جو تھے وہ کفر کرتے ○

بندوں سے جو چیز مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ وہ دین کو اللہ کے لئے خالص کریں، یعنی اللہ وحدہ لا شریک کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے محبوب امور کے حصول میں مقدور بھر کوشش صرف کریں اور یہ چیز اس بات کو متضمن ہے کہ قلب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر اور اس کی طرف متوجہ رہے، بندے کی کوشش انتہائی سنجیدہ اور نفع مند ہو نہ کہ غیر سنجیدہ اور یہ کوشش اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو، اس میں ریا اور شہرت کی خواہش کا شائبہ نہ ہو۔ یہی وہ حقیقی دین ہے جس کو دین کہا ہے۔ رہا وہ شخص جو اس زعم میں مبتلا ہے کہ وہ حق پر ہے اور وہ صاحب دین اور صاحب تقویٰ ہے اور حالت یہ ہے کہ اس نے دین کو لہو و لعب بنا رکھا ہے اور اس کا قلب اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت سے خالی ہو کر لہو و لعب میں مستغرق ہو گیا اور ہر اس چیز میں مصروف ہو گیا جو اس کے لئے ضرر رساں ہے وہ اپنے بدن کے ساتھ لہو اور باطل میں مشغول ہے، کیونکہ عمل اور بھاگ دوڑ اگر غیر اللہ کے لئے ہو تو وہ لہو و لعب

ہے۔۔۔۔ تو اس شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اسے چھوڑ دیا جائے' اس سے بچا جائے' اس سے دھوکہ نہ کھایا جائے اور اس کے احوال پر غور کیا جائے' اس کی کارستانیوں سے ہشیار رہے اور وہ تقرب الٰہی والے اعمال سے روکے تو اس کے دھوکہ میں نہ آئے۔

﴿ وَذَكِّرْ بِهٖٓ ﴾ ''اور اس کے ذریعے سے نصیحت کرتے رہیں۔'' یعنی قرآن کے ذریعے سے ان کو نصیحت کیجئے جو بندوں کے لئے نفع مند ہے۔ قرآن کے احکامات سنا کر' اس کی تفصیلات بیان کر کے' قرآن میں جو اچھے اوصاف مذکور ہیں ان کی تحسین کر کے' اور وہ اوصاف جو بندوں کے لئے ضرر رساں ہیں ان سے ان کو منع کر کے' اس کی انواع کی تفصیل بیان کیجئے اور جو قبیح اوصاف بیان ہوئے ہیں' جن کا ترک کرنا ضروری ہے (ان سب کے ساتھ) ان کو نصیحت کیجئے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ کہیں نفس اپنے کسب کی وجہ سے ہلاکت میں نہ ڈال دیا جائے' یعنی بندے کے گناہوں میں گھس جانے' اللہ علام الغیوب کے سامنے جرأت کرنے اور گناہوں پر قائم رہنے سے پہلے اسے نصیحت کیجئے' تاکہ وہ باز آجائے اور اپنے فعل سے رک جائے۔

﴿ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ﴾ ''نہیں ہوگا واسطے اس کے' اللہ کے سوا' کوئی دوست اور نہ کوئی سفارشی'' یعنی نفس کو اس کے گناہوں کا احاطہ کر لینے سے پہلے نصیحت کرو کیونکہ اس کے بعد مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے کام نہ آئے گا۔ نہ کوئی قریبی رشتہ دار اور نہ کوئی دوست' اللہ کے سوا اس کا کوئی ولی اور مددگار نہ ہوگا اور نہ اس کی کوئی سفارش کرنے والا ہوگا ﴿ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ ﴾ ''اگرچہ وہ ہر چیز معاوضے میں دینا چاہے۔'' یعنی اگر یہ نفس ہر قسم کا فدیہ دے خواہ وہ زمین بھر سونا کیوں نہ ہو ﴿ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ﴾ ''وہ اس سے قبول نہ ہوگا۔'' یعنی اس سے یہ فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا اور نہ یہ فدیہ کوئی فائدہ دے گا ﴿ اُولٰٓئِكَ ﴾ وہ لوگ جو مذکورہ اوصاف سے موصوف ہیں ﴿ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا ﴾ یعنی ان کو ہلاک کر دیا گیا اور وہ ہر قسم کی بھلائی سے مایوس ہو گئے اور یہ ان کے اعمال کے سبب سے ہے ﴿ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴾ ''ان کا مشروب ابلتا ہوا گرم پانی ہوگا'' جو ان کے چہروں کو بھون دے گا اور ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا ﴿ وَعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴾ ''اور ان کے کفر کی پاداش میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔''

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا

کہہ دیجئے! کیا پکاریں ہم سوائے اللہ کے ان کو جو نہ نفع دے سکیں ہمیں اور نہ نقصان پہنچا سکیں ہمیں اور پھیر دیے جائیں ہم اپنی ایڑیوں پر (الٹے پاؤں)

بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ

بعد اس کے کہ ہدایت دی ہمیں اللہ نے' مانند اس شخص کے جسے بہکا دیا شیطانوں نے زمین میں' حیران (پھرتا) ہے' اس کے

اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَ

کچھ ساتھی ہیں جو بلاتے ہیں اسے سیدھی راہ کی طرف کہ آ جا ہمارے پاس' کہہ دیجیے! یقیناً ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے اور

اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِيْٓ

حکم دیے گئے ہیں ہم کہ مطیع ہو جائیں ہم رب العالمین کے ○ اور یہ کہ قائم کرو نماز اور ڈرو اس (اللہ) سے' اور وہی ہے کہ

اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ

اس کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے تم ○ اور وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ساتھ حق کے' اور جس دن وہ کہے گا

كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ

ہو جا' تو (حشر برپا) ہو جائے گا۔ اسی کا قول حق ہے' اور اسی کی بادشاہی ہوگی جس دن پھونکا جائے گا صور میں' جاننے والا ہے غیب

وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿٧٣﴾

اور حاضر کا' اور وہی ہے خوب حکمت والا خبردار ○

الثلثة

﴿ قُلْ ﴾ اے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والوں اور اس کے ساتھ دوسرے معبودوں کو پکارنے والوں سے کہہ دو جو تمہیں اپنے دین کی دعوت دیتے ہیں وہ دین جو ان کے معبودوں کے وصف کی تشریح کر کے واضح کرتا ہے۔ ایک عقل مند شخص کو ان معبودوں کو چھوڑنے کے لئے ان کے اوصاف کا ذکر ہی کافی ہے' کیونکہ ہر عاقل شخص جب مشرکین کے مذہب میں غور و فکر کرتا ہے تو اس کے بطلان پر دلائل و براہین کے قائم ہونے سے پہلے ہی اس کے بطلان کا اسے قطعی یقین ہو جاتا ہے۔ اور وہ پکار اٹھتا ہے ﴿ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا ﴾ ''کیا ہم اللہ کے سوا' ان ہستیوں کو پکاریں جو ہمیں نفع دے سکتی ہیں نہ نقصان۔'' اس وصف میں ہر وہ معبود داخل ہے جس کی بھی اللہ کے سوا بندگی کی جاتی ہے کیونکہ وہ نفع دے سکتی ہے نہ نقصان۔ اسے کسی معاملے کا کوئی اختیار نہیں' تمام معاملہ صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔

﴿ وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ﴾ ''اور کیا پھر جائیں ہم الٹے پاؤں' اس کے بعد کہ اللہ سیدھی راہ دکھا چکا ہم کو'' یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت سے نوازے جانے کے بعد کیا ضلالت کی طرف پلٹ جائیں' رشد کو چھوڑ کر گمراہی کی طرف لوٹ جائیں' نعمتوں بھری جنت کے راستے کو چھوڑ کر ان راستوں پر چل نکلیں جو اپنے سالک کو عذاب الیم کی منزل پر پہنچا دیتے ہیں؟ رشد و ہدایت رکھنے والا شخص اس حال پر کبھی راضی نہیں رہ سکتا۔ ایسی حالت والے شخص کی مثال اس شخص کی سی ہے ﴿ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ ﴾ جسے شیاطین نے بیابان میں اس کے راستے سے بھٹکا دیا ہو جو اس کی منزل کو جاتا تھا ﴿ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ﴾ ''وہ حیران ہے' اس کے ساتھی اسے راستے کی طرف

بلاتے ہیں'' اور شیاطین اسے ہلاکت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ وہ دونوں پکارنے والوں کے درمیان حیران و سرگرداں ہے۔

تمام لوگوں کا یہی حال ہے سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا ہے۔ اس لیے کہ لوگ اپنے اندر کشش رکھنے والے امور اور متعارض داعیے رکھتے ہیں۔ رسالت، عقل صحیح اور فطرت سلیم کے دواعی ﴿ يَدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ﴾ ''اس کو صحیح راستے کی طرف بلاتے ہیں۔'' اور اعلیٰ علیین کی بلندیوں کی طرف دعوت دیتے ہیں اور شیطان کے داعیے اور وہ لوگ جو اس کی راہ پر گامزن ہیں اور نفس امارہ اسے گمراہی اور اسفل سافلین کی پستیوں میں گر جانے کی دعوت دیتے ہیں۔ لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اپنے تمام امور میں یا اکثر امور میں ہدایت کے دواعی کے ساتھ چلتے ہیں اور کچھ ایسے لوگ ہیں جن کا رویہ اس کے برعکس ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جن میں دونوں قسم کے داعیے مساوی ہوتے ہیں، اس وقت دو جاذب امور باہم متعارض ہوتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں اہل سعادت اور اہل شقاوت کی پہچان ہوتی ہے۔

﴿ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ﴾ ''اللہ نے جو راہ بتلائی ہے، وہی سیدھی راہ ہے'' یعنی اس راستے کے سوا کوئی راستہ ہدایت کا راستہ نہیں، جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان پر مشروع کیا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر راستے گمراہی، موت اور ہلاکت کے سوا کچھ نہیں ﴿ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ''اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم پروردگار عالم کے تابع رہیں۔'' یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو مانیں، اس کے اوامر و نواہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور اس کی عبودیت کے تحت داخل ہو جائیں، کیونکہ یہ بندوں پر سب سے بڑی نعمت اور اس کی سب سے کامل ربوبیت ہے جو اس نے اپنے بندوں تک پہنچائی ہے۔ ﴿ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ﴾ ''اور یہ کہ نماز پڑھتے رہو۔'' یعنی ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم نماز کو اس کے تمام ارکان، شرائط، سنن اور اس کی تکمیل کرنے والے تمام امور کے ساتھ قائم کریں ﴿ وَاتَّقُوْهُ ﴾ ''اور اس سے ڈرتے رہو۔'' جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اسے بجالا کر اور جس چیز سے روکا ہے اس سے اجتناب کر کے تقویٰ کا التزام کرو ﴿ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴾ ''اور وہی تو ہے جس کے پاس تم جمع کیے جاؤ گے۔'' یعنی قیامت کے روز تم اس کے پاس جمع ہو جاؤ گے اور وہ تمہیں تمہارے اچھے اور برے اعمال کی جزا دے گا۔

﴿ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ﴾ ''وہی ذات ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ'' تاکہ وہ بندوں کو حکم دے اور بعض چیزوں سے روکے پھر اس پر انہیں ثواب و عقاب دے ﴿ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ قَوْلُهُ الْحَقُّ ﴾ ''اور جس دن کہے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گا، اس کا ارشاد برحق ہے۔'' جس میں کوئی شک ہے نہ کوئی ایچ پیچ اور نہ اللہ تعالیٰ کوئی عبث بات کہتا ہے ﴿ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ

﴿فِي الصُّوْرِ﴾ ”اور اسی کی بادشاہی ہے جس دن پھونکا جائے گا صور“ یعنی قیامت کے روز۔ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر قیامت کے دن کا ذکر اس لئے کیا ہے‘ حالانکہ وہ ہر چیز کا مالک ہے‘ کیونکہ قیامت کے دن تمام ملکیتیں ختم ہو جائیں گی اور اللہ واحد و قہار کی ملکیت باقی رہ جائے گی۔ ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ﴾ ”وہ جاننے والا ہے چھپی اور کھلی باتوں کا اور وہی حکمت والا‘ خبردار ہے“۔ جو حکمت تام‘ نعمت کامل اور احسان عظیم کا مالک ہے‘ اس کا علم اسرار نہاں‘ باطنی راز اور چھپے ہوئے امور کا احاطہ کئے ہوئے ہے جس کے سوا کوئی معبود اور کوئی رب نہیں۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ
اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے! کیا‘ ٹھہراتے ہو تم بتوں کو معبود؟ بلاشبہ میں دیکھتا ہوں تم کو اور تمہاری قوم کو
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٤﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
گمراہی ظاہر میں ○ اور اسی طرح دکھاتے تھے ہم ابراہیم کو بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا
اور تاکہ ہو جائے وہ یقین کرنے والوں سے ○ پس جب چھا گئی اس پر رات تو دیکھا اس نے ایک تارا‘ ابراہیم نے کہا‘ یہ
رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا
میرا رب ہے‘ پس جب غروب ہو گیا وہ تو کہا نہیں محبت کرتا میں غروب ہونیوالوں سے ○ پس جب دیکھا اس نے چاند چمکتا ہوا تو کہا یہی
رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿٧٧﴾
میرا رب ہے‘ پھر جب غروب ہو گیا وہ تو کہا‘ اگر نہ ہدایت دی مجھے میرے رب نے‘ تو ہو جاؤں گا میں گمراہ قوم میں سے ○
فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ
پھر جب (ابراہیم نے) دیکھا سورج جگمگاتا ہوا تو کہا‘ یہ میرا رب ہے‘ یہ سب سے بڑا ہے‘ پھر جب وہ غروب ہو گیا تو کہا اے میری قوم!
اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٨﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ
یقیناً میں بیزار ہوں ان سے‘ جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو ○ تحقیق میں نے متوجہ کیا اپنا چہرہ اس کیلئے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور
الْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٧٩﴾ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ
زمین کو اللہ ہی کا پرستار ہو کر اور نہیں ہوں میں مشرکین سے ○ اور جھگڑا کیا اس سے اسکی قوم نے‘ تو کہا ابراہیم نے کیا جھگڑتے ہو تم مجھ سے
فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ۭ
اللہ کے بارے میں حالانکہ اسی نے ہدایت دی مجھے؟ اور نہیں ڈرتا میں ان سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو اس کا‘ مگر یہ کہ چاہے میرا رب کچھ‘
وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ
گھیر لیا ہے میرے رب نے ہر چیز کو (اپنے) علم سے کیا پس نہیں نصیحت حاصل کرتے تم؟ ○ اور کیونکر ڈروں میں ان سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو

وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَيُّ

جبکہ تم نہیں ڈرتے اس بات سے کہ تم شریک ٹھہراتے ہو اللہ کا ان کو جن کی نہیں نازل کی اس نے تم پر کوئی دلیل؟ پس کونسا

الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨١﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا وقف لازم

دونوں فریقوں میں سے زیادہ حق دار ہے امن کا (بتاؤ) اگر ہو تم جانتے؟ ○ جو لوگ ایمان لائے، اور نہیں خلط ملط کیا انہوں نے

اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٨٢﴾ ع وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ ع ١٥

اپنے ایمان کو ساتھ ظلم (شرک) کے، یہی لوگ ہیں کہ ان کیلئے ہی امن ہے، اور وہی ہدایت یافتہ ہیں ○ اور یہ ہے ہماری دلیل

اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿٨٣﴾

کہ دی تھی ہم نے یہ ابراہیم کو مقابلے میں اس کی قوم کے، بلند کرتے ہیں ہم درجے جس کے چاہتے ہیں، یقیناً آپ کا رب ہے حکمت والا جاننے والے ○

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے کو یاد کیجئے، ان کی دعوت توحید اور شرک سے ممانعت کے احوال میں ان کی تعریف و ثنا اور تعظیم کیجئے ﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً﴾ ”جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا، کیا تو بتوں کو معبود مانتا ہے؟“ جو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان، جو کسی اختیار کے مالک نہیں ﴿اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ ”میں تجھ کو اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں“ کیونکہ تم ایسی ہستیوں کی عبادت کرتے ہو جو عبادت کی مستحق نہیں اور اپنے خالق، رازق اور تدبیر کرنے والے کی عبادت کو چھوڑ دیتے ہو۔

﴿وَكَذٰلِكَ﴾ ”اور اسی طرح“ جب ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو توحید اور اس کی طرف دعوت کی توفیق عطا کی ﴿نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ”ہم دکھانے لگے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات“ تاکہ وہ چشم بصیرت سے ان قطعی دلائل اور روشن براہین کو ملاحظہ کر لے جن پر زمین اور آسمان کی بادشاہی مشتمل ہے ﴿وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ﴾ ”اور تاکہ وہ صاحب ایقان ہو“ کیونکہ تمام مطالب میں دلائل کے قیام کے مطابق ایقان اور علم کامل حاصل ہوتا ہے۔ ﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ﴾ ”جب رات نے ان کو ڈھانپ لیا۔“ یعنی جب رات تاریک ہو گئی ﴿رَاٰ كَوْكَبًا﴾ ”اس نے ایک ستارہ دیکھا“ شاید یہ ستارہ زیادہ روشن ستارہ ہو گا، کیونکہ اس کے تذکرے کی تخصیص دلالت کرتی ہے کہ اس کی روشنی دوسروں سے زیادہ تھی۔ بنابریں بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس سے مراد زہرہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿قَالَ هٰذَا رَبِّيْ﴾ ”کہنے لگے یہ میرا رب ہے۔“ یعنی انہوں نے دلیل کی خاطر مدمقابل کے مقام پر اترتے ہوئے کہا کہ ”یہ میرا رب ہے“ آؤ ہم دیکھیں کہ کیا یہ ربوبیت کا مستحق ہے؟ کیا ہمارے سامنے کوئی ایسی دلیل قائم ہوتی ہے جو اس کے رب ہونے کو ثابت کرتی ہو؟ کیونکہ کسی عقل مند کے لئے یہ مناسب نہیں کہ

وہ بغیر کسی حجت و برہان کے اپنی خواہشات نفس کو اپنا معبود بنا لے۔ ﴿فَلَمَّآ اَفَلَ﴾ یعنی جب یہ ستارہ غائب ہو گیا ﴿قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ﴾ ”تو کہا‘ میں غائب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا‘ یعنی جو ظاہر ہونے کے بعد غائب ہو کر عبادت کرنے والے سے اوجھل ہو جائے۔ کیونکہ معبود کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اس شخص کے مصالح کا انتظام اور اس کے تمام معاملات کی تدبیر کرے جو اس کی عبادت کرتا ہے۔ رہی وہ ہستی جو اکثر اوقات غیر موجود اور غائب ہوتی ہے تو عبادت کی کیوں کر مستحق ہو سکتی ہے؟ کیا ایسی ہستی کو معبود بنانا سب سے بڑی بے وقوفی اور سب سے بڑا باطل نہیں؟

﴿فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا﴾ ”پھر جب چاند کو دیکھا کہ چمک رہا ہے۔“ یعنی جب انہوں نے چاند کو طلوع ہوتے دیکھا اور یہ مشاہدہ بھی کیا کہ اس کی روشنی ستاروں کی روشنی سے زیادہ ہے اور یہ ان کے مخالف بھی ہے ﴿قَالَ هٰذَا رَبِّیْ﴾ ”کہا‘ یہ میرا رب ہے“ یعنی دلیل کی خاطر مخالفین کے مقام پر اتر کر کہا ﴿فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ﴾ ”جب وہ غائب ہو گیا‘ بولے‘ اگر نہ ہدایت کرے گا مجھ کو میرا رب‘ تو بے شک رہوں گا میں گمراہ لوگوں میں“ ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کی راہنمائی کے بے حد محتاج تھے اور انہیں علم تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کو راہ راست نہ دکھائے تو کوئی راہ دکھانے والا نہیں ہے۔ اگر اپنی اطاعت پر وہ ان کی اعانت نہ کرے تو کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے۔ ﴿فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ اَكْبَرُ﴾ ”پس جب سورج کو چمکتے ہوئے دیکھا تو کہا‘ یہ ہے میرا رب‘ یہ سب سے بڑا ہے“۔ یہ تمام (ستاروں اور چاند) سے بڑا ہے“ ﴿فَلَمَّآ اَفَلَتْ﴾ ”جب وہ غروب ہو گیا“ یعنی جب سورج بھی غروب ہو گیا تو ہدایت متحقق ہو گئی اور ہلاکت مضمحل ہو گئی ﴿قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ﴾ ”(تو) کہا‘ اے میری قوم! بے شک میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو“ کیونکہ اس کے بطلان پر سچی اور واضح دلیل قائم ہو چکی ہے۔

﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا﴾ ”میں نے متوجہ کر لیا اپنے چہرے کو اسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر“ یعنی صرف اللہ واحد کی طرف یکسوئی کے ساتھ متوجہ ہو کر اور ہر ماسوا سے منہ موڑ کر ﴿وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾ ”اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والا“ پس یوں ابراہیم علیہ السلام نے شرک سے براءت کا اظہار کیا اور توحید کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور توحید پر دلیل قائم کی۔۔۔ یہ ہے ان آیات کریمہ کی تفسیر جو ہم نے بیان کی ہے اور یہی صواب ہے‘ نیز یہ کہ یہ مقام جناب ابراہیم کی طرف سے اپنی قوم کے ساتھ مناظرے کا مقام تھا اور مقصد ان اجرام فلکی وغیرہ کی الوہیت کا بطلان تھا۔ رہا ان لوگوں کا موقف کہ یہ جناب ابراہیم کے ایام طفولیت میں غور و فکر کا مقام تھا تو اس پر کوئی دلیل نہیں۔

﴿وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ﴾ ”اور اس سے جھگڑا کیا اس کی قوم نے‘ ابراہیم نے

کہا' کیا تم مجھ سے اللہ کے ایک ہونے میں جھگڑتے ہو اور وہ مجھ کو سمجھا چکا' یعنی بھلا اس شخص کے لئے جھگڑنے میں کون سا فائدہ ہے جس کے سامنے ہدایت واضح نہیں ہوئی۔ جبکہ وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے نواز دیا ہے اور وہ یقین کے بلند ترین مقام پر فائز ہے تو وہ خود لوگوں کو اس راستے کی طرف بلاتا ہے جس پر وہ خود گامزن ہے۔

﴿ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ ﴾ ''اور میں نہیں ڈرتا ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو اس کے ساتھ'' کیونکہ یہ جھوٹے خدا مجھے کوئی نقصان نہیں دے سکتے' نہ مجھے کسی نفع سے محروم کر سکتے ہیں ﴿ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴾ ''مگر یہ کہ چاہے اللہ' میرا رب۔ احاطہ کر لیا ہے میرے رب کے علم نے سب چیزوں کا' کیا تم نہیں نصیحت پکڑتے؟'' پس تم جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ ہی اکیلا معبود ہے جو کہ عبودیت کا مستحق ہے۔ ﴿ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ ﴾ ''اور میں کیوں کر ڈروں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو'' درانحالیکہ یہ معبودان باطل عاجز محض اور کسی قسم کا فائدہ پہنچانے سے محروم ہیں ﴿ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ﴾ ''اور تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم اللہ کا ایسی چیزوں کو شریک ٹھہراتے ہو جس پر اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری'' یعنی سوائے خواہش نفس کی پیروی کے اس پر کوئی دلیل نہیں ﴿ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ ''پس کون سا گروہ امن کا زیادہ مستحق ہے اگر تم جانتے ہو؟''

اللہ تبارک وتعالیٰ فریقین کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ﴾ ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور نہیں ملایا انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم'' یعنی ایمان کو شرک کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا۔ ﴿ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ ''یہی لوگ ہیں جن کے لئے امن ہے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں'' ۔ وہ ہر قسم کے خوف سے مامون ہوں گے' عذاب اور شقاوت وغیرہ میں سے کسی قسم کا خوف نہ ہوگا اور سیدھے راستے کی طرف راہنمائی سے نوازے جائیں گے۔ اگر انہوں نے اپنے ایمان کو کسی قسم کے ظلم سے ملوث نہ کیا ہوگا یعنی انہوں نے شرک کیا ہوگا نہ گناہ' تو انہیں امن کامل اور ہدایت تام نصیب ہوگی اور اگر انہوں نے اپنے ایمان کو شرک سے تو پاک رکھا مگر وہ برے اعمال کا ارتکاب کرتے رہے تو انہیں اگرچہ کامل امن اور کامل ہدایت تو حاصل نہ ہوگی تاہم انہیں اصل ہدایت اور امن حاصل ہوں گے۔ آیت کریمہ کا مخالف مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ جنہیں یہ دو امور حاصل نہیں وہ ہدایت اور امن سے محروم رہیں گے بلکہ ان کے نصیب میں بدبختی اور گمراہی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے قطعی دلائل و براہین بیان کر کے ابراہیم علیہ السلام کے حق میں فیصلہ کر دیا تو فرمایا ﴿ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ ﴾ ''اور یہ ہے ہماری دلیل' کہ دی تھی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اس کی قوم کے مقابلے میں'' یعنی ان دلائل و براہین کی مدد سے ابراہیم علیہ السلام نے ان کو نیچا دکھایا اور ان پر غالب آئے۔

﴿نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ﴾ ''ہم جس کے چاہتے ہیں' درجے بلند کرتے ہیں'' جس طرح ہم نے حضرت ابراہیم کے دنیا و آخرت میں درجات بلند فرمائے' کیونکہ اللہ تعالیٰ علم کے ذریعے سے صاحب علم کو دوسرے بندوں پر فوقیت عطا کرتا ہے ۔۔۔۔۔۔ خاص طور پر وہ عالم جو صاحب عمل بھی ہے اور معلم بھی۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے حسب حال اسے لوگوں کا امام بنا دیتا ہے۔ اس کے افعال کو دیکھا جاتا ہے' اس کے آثار کی پیروی کی جاتی ہے' اس کے نور سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور اس کے علم کی مدد سے تیرہ و تار تاریکیوں میں رواں دواں رہا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (المجادلہ: ۱۱/۵۸) ''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جن کو علم عطا کیا گیا' اللہ ان کے درجات بلند کرتا ہے'' ۔﴿اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ﴾ ''بے شک تمہارا رب دانا' علم والا ہے۔'' اس لئے وہ علم و حکمت کو ان کے شایان شان مقام پر رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس مقام کو اور جو کچھ اس کے لئے مناسب ہے خوب جانتا ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ
اور عطا کیے ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب' سب کو ہدایت دی ہم نے' اور نوح کو ہدایت دی ہم نے پہلے اس سے' اور اسکی اولاد میں سے
دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ (٨٤) وَ
داود اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو' اور اسی طرح جزاء دیتے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو ○ اور
زَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (٨٥) وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ
(ہدایت دی) زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو' سب صالحین میں سے تھے ○ اور اسماعیل اور یسع اور یونس
وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (٨٦) وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ
اور لوط کو (بھی) اور (ان) سب کو فضیلت دی ہم نے اوپر جہانوں کے ○ اور کچھ کو انکے آباؤ اجداد اور انکی اولاد اور انکے بھائیوں میں سے
وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (٨٧) ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ
اور چن لیا ہم نے انہیں اور ہدایت دی ہم نے انہیں طرف صراط مستقیم کی ○ یہ ہے ہدایت اللہ کی' ہدایت دیتا ہے اس کی جسے
يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (٨٨) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
چاہتا ہے وہ اپنے بندوں میں سے' اور اگر شرک کرتے وہ لوگ' تو برباد ہو جاتے ان سے جو کچھ کہ تھے وہ کرتے ○ یہ وہ لوگ ہیں
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا
کہ دی ہم نے انہیں کتاب اور حکم اور نبوت' پس اگر کفر کریں ساتھ ان (باتوں) کے یہ لوگ تو تحقیق مقرر کر دی ہم نے ان باتوں کیلئے
قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ (٨٩) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ
ایسی قوم کہ نہیں ہے وہ ان کا انکار کرنے والی ○ یہ لوگ ہیں جنہیں ہدایت دی اللہ نے' سو ان کے طریقے کی اقتداء کریں آپ

ع ١٠

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ۹۰ ۧ

کہہ دیجیے! نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں ہے یہ مگر نصیحت جہانوں کے لیے ○

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندے اور خلیل ابراہیم علیہ السلام کا اور اپنے اس احسان کا ذکر کیا کہ اللہ نے ان کو علم، دعوت اور صبر سے نوازا تو اب ذکر فرما رہا ہے کہ صالح اور پاک نسل کے ذریعے سے بھی اللہ نے ان کو بڑی تکریم بخشی۔ اللہ نے مخلوق میں سے منتخب اور چنے ہوئے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے بنائے اور یہ اتنی بڑی منقبت اور اتنی زیادہ عزت افزائی ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ﴾ ''اور ہم نے عطا کیے اسے اسحاق اور یعقوب'' یعقوب یعنی اسحاق علیہ السلام کے فرزند جن کو اسرائیل کہا جاتا ہے۔ ایک بڑے گروہ کے باپ جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں پر فضیلت بخشی۔ ﴿ كُلًّا ﴾ ''سب کو'' یعنی ان دونوں میں سے ہر ایک کو ﴿ هَدَيْنَا ﴾ ''ہم نے ہدایت دی۔'' یعنی علم وعمل میں راہ راست دکھائی ﴿ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ ﴾ ''اور اس سے قبل ہم نے نوح کو ہدایت سے نوازا'' یہ ہدایت اعلیٰ ترین انواع میں سے تھی جو دنیا کے صرف معدودے چند افراد کو حاصل ہوئی ہے اور وہ اولوالعزم رسول تھے۔ نوح علیہ السلام ان میں سے ایک تھے۔

﴿ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ ﴾ ''اور ان کی نسل میں سے'' اس میں احتمال ہے کہ ضمیر نوح علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے' کیونکہ یہ قریب ترین مرجع ہے' کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی زمرہ میں حضرت لوط کا ذکر کیا جو کہ نوح کی ذریت سے ہیں' حضرت ابراہیم کی ذریت سے نہیں' کیونکہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔۔۔ نیز اس بات کا احتمال بھی ہے کہ ضمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہو کیونکہ سیاق کلام ابراہیم علیہ السلام کی مدح وثنا میں ہے اور لوط علیہ السلام اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے نہیں ہیں تاہم یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو جناب خلیل علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانا مجرد ان کا بیٹا ہونے سے زیادہ ان کے لئے منقبت اور فضیلت کا حامل ہے۔

﴿ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ ﴾ ''داود اور سلیمان'' یعنی سلیمان بن داود علیہ السلام ﴿ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ ﴾ ''ایوب اور یوسف'' یعنی ایوب اور یوسف بن یعقوب علیہ السلام ﴿ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴾ ''موسیٰ اور ہارون'' یعنی عمران کے بیٹے ﴿ وَكَذٰلِكَ ﴾ ''اور اسی طرح'' یعنی جس طرح ہم نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ذریت کو صالح بنایا' کیونکہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی بندگی کو بہترین طریقے سے ادا کیا اور اللہ کی مخلوق کو بہترین طریقے سے فائدہ پہنچایا ﴿ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ ''ہم بدلہ دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو'' نیکوکار لوگوں کی جزا یہ ہے کہ ہم انہیں ان کی نیکیوں کے مطابق سچی مدح وثنا اور صالح اولاد سے نوازتے ہیں۔

﴿ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى ﴾ ”زکریا اور یحییٰ“ یعنی یحییٰ زکریا علیہ السلام کے فرزند ﴿ وَعِيْسٰى ﴾ یعنی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ﴿ وَاِلْيَاسَ كُلٌّ ﴾ ”اور الیاس کو بھی یہ سب“ یعنی یہ تمام لوگ ﴿ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ ”نیکوکار تھے۔“ یعنی اپنے اخلاق، اعمال اور علوم میں صالح لوگ تھے بلکہ صلحا کے سردار، قائد اور ان کے امام تھے۔ ﴿ وَاِسْمٰعِيْلَ ﴾ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے جو نسل انسانی کے ایک بڑے گروہ کے جد امجد تھے، یعنی گروہ عرب کے باپ اور اولاد آدم کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وسلم کے جد امجد۔ ﴿ وَيُوْنُسَ ﴾ یعنی یونس بن متی علیہ السلام ﴿ وَلُوْطًا ﴾ یعنی ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران کے بیٹے ﴿ وَكُلًّا ﴾ یعنی ان تمام انبیا و مرسلین کو ﴿ فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ”ہم نے جہانوں پر فضیلت دی“ کیونکہ فضیلت کے چار درجے ہیں جن کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں کیا ہے ﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ﴾ (النساء: ٤/ ٦٩) ”جو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیا، صدیقین، شہداء اور صلحا۔“ اور یہ مذکور انبیائے کرام علیہم السلام بہت بلند درجے پر فائز ہیں بلکہ علی الاطلاق تمام رسولوں سے افضل ہیں۔ پس وہ تمام انبیا و مرسلین جن کا قصہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے، بلاشبہ ان نبیوں میں سے افضل ہیں جن کا ذکر نہیں فرمایا۔

﴿ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ ﴾ یعنی ان انبیائے مذکورین کے آباؤاجداد میں سے ﴿ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ﴾ ”اور ان کی اولاد اور بھائیوں میں سے“ یعنی ہم نے ان کے آباؤاجداد، ان کی ذریت اور ان کے بھائی بندلوگوں کو ہدایت سے نوازا ﴿ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ ﴾ ”ہم نے ان کو چن لیا“ ﴿ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ ”اور ان کی صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کی۔“ ﴿ ذٰلِكَ ﴾ ”یہ“ یعنی یہ ہدایت مذکورہ ﴿ هُدَى اللّٰهِ ﴾ ”اللہ کی ہدایت ہے“ جس کی ہدایت کے سوا کوئی ہدایت نہیں ﴿ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ﴾ ”وہ ہدایت دیتا ہے اس کی جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے“ پس اسی سے ہدایت طلب کرو، اگر وہ راہنمائی نہ کرے تو اس کے سوا تمہیں راہ دکھانے والا کوئی نہیں اور جن کی ہدایت اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے، ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کا ذکر گزشتہ سطور میں گزر چکا ہے۔

﴿ وَلَوْ اَشْرَكُوْا ﴾ ”اگر یہ لوگ شرک کرتے“ یعنی بفرض محال ﴿ لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ ”تو ان کے عمل برباد ہو جاتے“ کیونکہ شرک تمام اعمال کو ساقط اور اکارت کر دیتا ہے اور جہنم میں خلود اور دوام کا موجب بنتا ہے۔ اگر یہ چنے ہوئے بہترین لوگ بھی شرک کرتے حالانکہ وہ اس سے پاک ہیں، تو ان کے اعمال بھی اکارت ہو جاتے۔ دیگر لوگ تو اس جزا کے زیادہ مستحق ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ اُولٰٓئِكَ ﴾ یعنی یہ مذکورہ بالا لوگ ﴿ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ﴾

’’وہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی‘ پس آپ ان کی ہدایت کی پیروی کریں‘‘ یعنی اے رسول کریم ﷺ! ان انبیائے اخیار کی پیروی اور ان کی ملت کی اتباع کیجیے اور واقعی رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پہلے انبیاو مرسلین کی پیروی کی اور ان کے ہر کمال کو اپنے اندر جمع کر لیا۔ آپ ﷺ کے اندر ایسے فضائل اور خصائص جمع تھے جن کی بنا پر آپ کو تمام جہانوں پر فوقیت حاصل ہوئی۔ آپ تمام انبیاو مرسلین کے سردار اور متقین کے امام تھے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیه وعلیهم اجمعین۔ یہ ہے (آپ ﷺ کی سیرت کا) وہ پہلو جس سے بعض صحابہ کرام نے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام انبیاو مرسلین سے افضل ہیں۔

﴿قُلْ﴾ یعنی ان لوگوں سے کہہ دیجیے جنہوں نے آپ ﷺ کی دعوت سے اعراض کیا ﴿لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا﴾ ’’میں تم سے اس کا صلہ نہیں مانگتا۔‘‘ یعنی میں تم سے اپنی تبلیغ اور تمہیں اسلام کی دعوت دینے کے عوض کسی مال اور تاوان کا مطالبہ نہیں کرتا جو تمہارے اسلام نہ لانے کا سبب بنے‘ میرا اجر صرف اللہ کے ذمے ہے ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ﴾ ’’یہ تو محض نصیحت ہے جہان کے لوگوں کے لئے‘‘ جو چیز ان کے لئے مفید ہے‘ اس سے وہ نصیحت پکڑتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں اور جو چیز ان کے لئے ضرر رساں ہے‘ اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ اس کے ذریعے سے اپنے رب اور اس کے اسماؤ صفات کی معرفت حاصل کرتے ہیں اور اس کے ذریعے سے اخلاق حمیدہ‘ ان کے حصول کے مناہج اور اخلاق رذیلہ اور ان میں مبتلا کرنے والے امور کا علم حاصل کرتے ہیں۔ چونکہ یہ تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے اس لئے یہ سب سے بڑی نعمت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نوازا ہے اور ان پر واجب ہے کہ وہ اس نعمت کو قبول کریں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ
اور نہیں قدر کی انہوں نے اللہ کی جسطرح حق ہے اسکی قدر کرنے کا‘ جس وقت کہا انہوں نے نہیں نازل کی اللہ نے کسی بشر پر کوئی چیز‘ کہہ دیجیے! کس نے
اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ
نازل کی کتاب‘ وہ جو لائے اسے موسیٰ؟ وہ نور اور ہدایت (تھی) لوگوں کیلئے‘ (نقل) کرتے ہو تم اس (کتاب) کو اوراق میں
تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ
ظاہر کرتے ہو اس سے (کچھ) اور چھپاتے ہو بہت اور تم سکھلائے گئے ہو وہ کچھ کہ نہیں جانتے تھے تم اور نہ باپ دادا تمہارے‘ کہہ دیجیے! (نازل کی) اللہ نے
ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٩١﴾
پھر چھوڑ دیے انہیں‘ وہ اپنی مشغولیت میں کھیلتے رہیں ○

اللہ تعالیٰ نے یہود و مشرکین کے نفی رسالت کے قول کو سخت قبیح قرار دیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر کوئی چیز نازل نہیں فرمائی۔ جو اس بات کا قائل ہے اس نے اللہ تعالیٰ کی وہ قدر اور تعظیم نہیں کی جو کرنی

چاہیے تھی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت میں عیب جوئی ہے' وہ یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مہمل چھوڑ دے گا ان کو کوئی حکم دے گا نہ ان کو کسی چیز سے روکے گا اور اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت کی نفی کی ہے جس سے اس نے اپنے بندوں کو نوازا ہے۔ اور وہ یہ رسالت ہے۔ اس رسالت کے سوا بندوں کے لئے سعادت' کرامت اور فلاح حاصل کرنے کا کوئی راستہ نہیں' تب اس نفیٔ رسالت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات میں اور کون سی طعن و تشنیع ہے؟

﴿قُلْ﴾ ان کے فساد قول کو متحقق کرتے ہوئے اور جس چیز کا وہ خود اقرار کرتے ہیں اس کو منواتے ہوئے ان سے کہہ دیجئے! ﴿مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی﴾ ''کون ہے جس نے وہ کتاب اتاری جسے موسیٰ لے کر آئے'' ؟ اور وہ ہے تورات عظیم ﴿نُوْرًا﴾ جو جہالت کی تاریکیوں میں روشنی ہے ﴿وَّهُدًی﴾ اور گمراہی میں ہدایت ہے اور علم و عمل میں راہ راست کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو شائع ہو کر پھیل چکی ہے اور جس کے تذکروں نے کانوں اور دلوں کو لبریز کر دیا ہے حتیٰ کہ انہوں نے اسے کتابوں میں لکھنا شروع کیا اور پھر جیسے جی چاہا اس میں تصرف کیا۔ جو ان کی خواہشات کے موافق تھا اسے ظاہر کیا اور جو ان کے خلاف تھا اسے چھپا کر کتمان حق کے مرتکب ہوئے اور ایسا حصہ بہت زیادہ ہے۔

﴿وَعُلِّمْتُمْ﴾ ''اور تمہیں وہ علوم سکھائے گئے'' جو اس کتاب جلیل کے سبب سے تھے ﴿مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ﴾ ''جو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا'' جب آپ نے اس ہستی کے بارے میں ان سے پوچھ لیا جس نے یہ کتاب نازل کی' جو ان صفات سے موصوف ہے تو انہیں اس کا جواب دیجئے ﴿قُلِ اللّٰهُ﴾ ''کہہ دیجیے! اللہ۔'' یعنی انہیں بتلا دیں کہ کتاب نازل کرنے والا اللہ ہے۔ ﴿ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ﴾ ''پھر ان کو چھوڑ دو کہ اپنی بے ہودہ باتوں میں کھیلتے رہیں۔'' یعنی پھر ان کو ان کے اپنے حال پر باطل میں مشغول چھوڑ دیجئے' تاکہ یہ ان چیزوں کے ساتھ کھیلتے رہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں' یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے جا ملیں جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ
اور یہ کتاب ہم نے اتارا اسے مبارک ہے تصدیق کرنے والی ہے اس (کتاب) کی جو اس سے پہلے ہے اور تاکہ آپ ڈرائیں مکہ اور
حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾
اسکے آس پاس والوں کو اور وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں آخرت پر وہ ایمان لاتے ہیں اس (قرآن) پر اور وہ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں ○

﴿وَهٰذَا﴾ ''اور یہ'' یعنی قرآن مجید ﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ﴾ ''کتاب ہے' اس کو اتارا ہم نے آپ کی طرف' برکت والا'' یعنی برکت اس کا وصف ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ یہ بھلائیوں اور نیکیوں پر مشتمل ہے

﴿مُصَدِّقُ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ ''جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔'' یعنی یہ کتاب' گزشتہ کتابوں کی موافقت کرتی ہے اور ان کی صداقت پر گواہ ہے۔ ﴿وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا﴾ نیز ہم نے یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے تاکہ آپ بستیوں کی ماں' یعنی مکہ مکرمہ کے لوگوں اور اس کے اردگرد دیار عرب بلکہ تمام شہروں کے لوگوں کو ڈرائیں' تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے بچیں اور ان امور سے بچیں جو اس کے عذاب کے موجب ہیں۔ ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ﴾ ''اور جن کو یقین ہے آخرت کا' وہ اس پر ایمان لاتے ہیں'' کیونکہ جب خوف دل میں جاگزیں ہوتا ہے تو اس کے تمام ارکان آباد ہو جاتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی پیروی کرنے لگ جاتا ہے ﴿وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾ ''اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔'' یعنی وہ نمازوں پر دوام کرتے ہیں' اس کے ارکان وحدود' اس کے آداب وشرائط اور اس کی تکمیل کرنے والے دیگر تمام امور کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان میں شامل کرے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ

اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو باندھے اوپر اللہ کے جھوٹ؟ یا کہے وحی کی گئی ہے میری طرف جبکہ نہیں وحی کی گئی اسکی طرف کوئی چیز

وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ

اور جس نے کہا ابھی اتاروں گا میں بھی مثل اسکے جو اتارا اللہ نے اور کاش کہ آپ دیکھیں جبکہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں

وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا

اور فرشتے پھیلاتے ہیں اپنے ہاتھ (یہ کہتے ہوئے کہ) نکالو اپنی جانیں' آج بدلہ دیے جاؤ گے تم عذاب ذلت کا بوجہ اس کے کہ

كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا

تھے تم کہتے اللہ پر ناحق (باتیں)' اور تھے تم اس کی آیات سے تکبر کرتے ○ اور یقیناً تم آئے ہو ہمارے پاس

فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ

اکیلے' جسطرح کہ پیدا کیا تھا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اور چھوڑ آئے تم جو کچھ دیا تھا ہم نے تمہیں اپنی پیٹھوں کے پیچھے اور نہیں دیکھتے ہم تمہارے ساتھ

شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ

تمہارے وہ سفارشی جن کی بابت دعویٰ کرتے تھے تم کہ بے شک وہ تمہارے (معاملات) میں شریک ہیں۔ تحقیق ٹوٹ گیا (تعلق) تمہارے درمیان

وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ ع ۱۱

اور گم ہو گئے تم سے وہ (معبود) کہ تھے تم (جن کو) گمان کرتے ○

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اس شخص سے بڑا ظالم اور مجرم کوئی اور نہیں جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی بات یا حکم منسوب کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ بری ہے۔ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کو سب سے بڑا ظلم اس لئے کہا گیا ہے، کیونکہ یہ بہتان پر مبنی ہے۔ اس میں ادیان، ان کے اصول و فروع میں تغیر و تبدل کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو سب سے بڑی برائی ہے۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنا اور یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی بھیجی ہے، اسی افترا میں شامل ہے۔ اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے اور اس کی عظمت و غلبہ کے سامنے جسارت کا ارتکاب کرنے کے ساتھ اس بات کو بھی واجب ٹھہراتا ہے کہ وہ اس (جھوٹے نبی) کی پیروی کریں اور اس بات پر لوگوں سے لڑائی کریں اور اپنے مخالفین کے جان و مال کو وہ حلال قرار دیتا ہے۔ اس آیت کریمہ کی وعید میں ہر وہ شخص داخل ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا جیسے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، مختار ثقفی اور دیگر مدعیان نبوت جو اس وصف سے متصف ہیں۔

﴿ وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴾ ”اور جو کہے کہ میں بھی اتارتا ہوں مثل اس کے جو اتارا اللہ نے“ یعنی اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو یہ زعم رکھتا ہے کہ وہ اس چیز پر قادر ہے جس پر اللہ تعالیٰ قادر ہے، وہ احکام میں اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرسکتا ہے، وہ بھی اسی طرح شریعت بنا سکتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے۔ اس وعید میں وہ شخص بھی شامل ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ قرآن کا مقابلہ کرسکتا ہے اور قرآن جیسی کتاب وہ بھی بنا سکتا ہے۔ اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوسکتا ہے کہ ایک بالذات محتاج اور عاجز بندہ جو ہر لحاظ سے ناقص ہے، یہ دعویٰ کرے کہ وہ ایک طاقتور اور بے نیاز ہستی کے ساتھ خدائی میں شریک ہے جو ہر پہلو سے اپنی ذات، اسما اور صفات میں کمال مطلق کی مالک ہے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان ظالموں کی مذمت کی تو ساتھ ہی اس عذاب کا بھی ذکر فرما دیا جو ان کے لئے تیار کیا گیا ہے اور حالت نزع میں ان کو دیا جائے گا۔ ﴿ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ ﴾ ”اور اگر آپ دیکھیں جس وقت کہ ظالم ہوں موت کی سختیوں میں“ یعنی جب یہ ظالم موت کی شدت، اس کے ہول اور اس کے کرب میں مبتلا ہوں تو آپ ایک نہایت ہولناک حالت اور معاملہ دیکھیں گے کہ کوئی اس کا وصف بیان نہیں کرسکتا ﴿ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ﴾ ”اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہیں“ جب نزع کی حالت میں فرشتے ان ظالموں کو ماریں گے اور عذاب کے ساتھ ان کی طرف ہاتھ بڑھائیں گے ان کی روحوں کو قبض کرتے اور حرکت دیتے وقت۔ جبکہ روحیں جسموں سے نکلنے سے انکار کریں گی، کہیں گے: ﴿ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ ﴾ ”کہ نکالو تم اپنی جانیں، آج تمہیں رسوائی کا عذاب دیا جائے گا“ یعنی ایسا سخت عذاب جو تمہیں ذلیل و رسوا کر دے گا اور جزا ہمیشہ عمل کی جنس سے ہوتی ہے۔ یہ عذاب اس پاداش میں ہے کہ ﴿ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ﴾ ”اس لیے کہ تم اللہ کے ذمے ناحق باتیں لگاتے تھے۔“ تم جھوٹ بولتے تھے اور حق کو ٹھکراتے تھے جو انبیا لے کر تمہارے پاس آئے تھے ﴿ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴾ ”اور اس کی آیتوں سے سرکشی کرتے تھے۔“ اور تم

اللہ تعالیٰ کی آیات کی اطاعت اور ان کے احکام کو ماننے سے اپنے آپ کو بالاتر سمجھتے تھے۔

یہ آیت کریمہ برزخ کے عذاب اور برزخ کی نعمت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس خطاب اور عذاب کا رخ ان کی طرف عین نزع کے وقت اور موت سے تھوڑا سا پہلے اور پھر موت کے بعد ہے' نیز یہ آیت کریمہ اس امر پر بھی دلالت کرتی ہے کہ روح جسم رکھتی ہے جو داخل ہوتی ہے اور خارج ہوتی ہے جس کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ وہ جسد کے ساتھ مل کر رہتی ہے اور اس سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ یہ ان کا برزخی حال ہے۔

قیامت کے روز جب یہ وارد ہوں گے تو نہایت افلاس کی حالت میں اکیلے اکیلے آئیں گے۔ ان کے ساتھ گھر والے ہوں گے نہ مال ہو گا نہ اولاد ہو گی' ان کے ساتھ لشکر ہوں گے نہ اعوان و انصار۔ وہ قیامت کے روز اسی طرح ہر چیز سے عاری اور عریاں حالت میں آئیں گے جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا' کیونکہ اشیا تو اس کے بعد ان اسباب کے ذریعے سے حاصل کی جاتی ہیں جو ان کے لئے مقرر ہیں۔ اس روز وہ تمام امور منقطع ہو جائیں گے جو دنیا میں بندے کے ساتھ تھے۔ سوائے نیک اعمال یا بد اعمال کے' اور یہ اعمال ہی آخرت کا مادہ ہیں جن سے آخرت ظہور پذیر ہو گی' آخرت کا حسن و قبح' اس کا سرور و غم اور اس کا عذاب و نعمت اعمال کے مطابق حاصل ہو گا۔ یہ اعمال ہی ہیں جو نفع دیں گے یا نقصان دیں گے' جو اچھے لگیں گے یا برے لگیں گے اور ان اعمال کے علاوہ اہل و اولاد' مال و متاع اور اعوان و انصار' تو یہ سب دنیا میں رہ جانے والے اسباب' زائل ہو جانے والے اوصاف اور بدل جانے والے احوال ہیں۔ بنابریں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ﴾ "البتہ تم ہمارے پاس آ گئے ایک ایک ہو کر جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تم کو پہلی مرتبہ اور چھوڑ آئے تم جو کچھ اسباب ہم نے دیئے تھے تمہیں" یعنی جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا اور جن نعمتوں سے ہم نے تمہیں نوازا تھا ﴿وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ﴾ "اپنے پیچھے" انہیں پیچھے چھوڑ آئے ہو اور وہ تمہارے کسی کام نہ آئیں گی ﴿وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا﴾ "اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے ساتھ سفارشیوں کو جن کو تم گمان کرتے تھے کہ ان کا تم میں ساجھا ہے" مشرکین اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا کرتے تھے' وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملائکہ' انبیا اور صالحین وغیرہم کی عبادت بھی کیا کرتے تھے' حالانکہ یہ سب اللہ کی ملکیت ہیں مگر وہ لوگ ان مخلوق ہستیوں کے لئے ایک حصہ ٹھہراتے تھے اور اپنی عبادت میں ان کو شریک کرتے تھے اور یہ ان کا زعم باطل اور ظلم ہے کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کا مالک اور ان کی عبادت کا مستحق ہے' لہذا ان کے شرک فی العبادۃ' بعض بندوں کو عبادت کا مستحق ٹھہرانے اور ان کو خالق و مالک کا مقام دینے کی بنا پر قیامت کے روز ان کو زجر و توبیخ کی جائے گی اور ان سے مذکورہ بات کہی جائے گی ﴿لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ﴾ "تمہارے آپس کے سب تعلقات منقطع ہو گئے۔" یعنی آج تمہارے اور تمہارے شرکاء کے مابین سفارش وغیرہ کے تمام روابط اور تعلقات منقطع ہو گئے اور ان تعلقات نے کوئی فائدہ نہ

دیا۔ ﴿وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ﴾ ”اور جاتے رہے وہ دعوے جو تم کیا کرتے تھے“۔ وہ نفع‘ امن‘ سعادت اور نجات جن کے وہ بڑے بڑے دعوے کیا کرتے تھے‘ گم ہو گئے جن کو شیطان تمہارے سامنے مزین کیا کرتا تھا‘ تمہارے دلوں میں انہیں خوبصورت بنایا کرتا تھا اور تمہاری زبانوں پر ان کا ذکر رہا کرتا تھا اور تم اپنے اس زعم باطل کے فریب میں مبتلا رہے جس کی کوئی حقیقت نہیں یہاں تک کہ ان تمام دعووں کا بطلان واضح ہو گیا اور ظاہر ہو گیا کہ تم خود اپنی ذات‘ اپنے اہل وعیال اور اپنے مال ومتاع کے بارے میں خسارے میں پڑے رہے۔

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ

بلاشبہ اللہ پھاڑنے والا ہے دانے اور گٹھلی کو‘ وہ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالنے والا ہے مردہ کو زندہ سے

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

یہ ہے اللہ‘ پس کہاں پھیرے جاتے ہو تم؟○ نمودار کرنیوالا ہے سپیدۂ صبح کا‘ اور بنایا اس نے رات کو سکون کا باعث اور سورج اور چاند کو

حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا

حساب کا ذریعہ‘ یہ (سب) اندازہ ہے بہت زبردست جاننے والے کا○ اور وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لیے تارے تاکہ راہ پاؤ تم ان کے ذریعے

فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٩٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ

اندھیروں میں خشکی اور تری کے‘ تحقیق کھول کر بیان کر دی ہیں ہم نے (اپنی) آیتیں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں○ اور وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہیں

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿٩٨﴾

ایک جان سے‘ پس (تمہارے لیے) ایک قرار گاہ ہے اور ایک جائے امانت‘ تحقیق مفصل بیان کر دی ہیں ہم نے (اپنی) آیتیں ان لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں○

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کمال‘ عظمت سلطان‘ قوت اقتدار‘ وسعت رحمت‘ بے پایاں فضل وکرم اور اپنی مخلوق کے ساتھ انتہائی عنایت کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى﴾ ”بے شک اللہ پھاڑ نکالتا ہے دانہ اور گٹھلی“ یہاں دانہ ہر قسم کے اناج کے دانوں کو شامل ہے جن کو عام طور پر لوگ کاشت کرتے ہیں اور وہ بھی جن کو کاشت نہیں کیا جاتا مثلاً وہ دانے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحراؤں اور بیابانوں میں بکھیر دیے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کھیتیوں اور مختلف انواع واشکال ومنفعت والی نباتات کے بیجوں کو پھاڑتا ہے اور درختوں کی نوع میں کھجور اور دیگر پھلوں کی گٹھلی کو جس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق‘ انسان‘ مویشی اور دیگر جانور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ بیج اور گٹھلی سے جو کچھ اگاتا ہے یہ اسے کھاتے ہیں اور اس سے اپنی خوراک اور ہر قسم کی منفعت حاصل کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس میں مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل واحسان کی جھلک دکھاتا ہے جس سے عقل ششدر اور بڑے بڑے اصحاب فضیلت حیران رہ جاتے ہیں۔ وہ ان کو اپنی انوکھی صنعت گری اور اپنی حکمت کا کمال دکھاتا ہے جس کے ذریعے سے وہ اسے پہچانتے ہیں اور اسے ایک مانتے ہیں

اور جانتے ہیں کہ وہ حق ہے اور اس کے سوا ہر ہستی کی عبادت باطل ہے۔

﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ﴾ ”وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے“ مثلاً وہ منی سے حیوان اور انڈے سے چوزہ پیدا کرتا ہے‘ دانے اور گٹھلی سے اناج اور درخت پیدا کرتا ہے ﴿وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ﴾ ”اور مردہ کو نکالتا ہے“ میت سے مراد وہ تمام اشیا ہیں جو نشوونما کی صلاحیت سے محروم ہوں یا ان کے اندر روح نہ ہو ﴿مِنَ الْحَيِّ﴾ ”زندہ سے“ مثلاً درختوں اور کھیتیوں سے گٹھلیاں اور دانے پیدا کرتا اور پرندے سے انڈہ نکالتا ہے۔

﴿ذٰلِكُمُ﴾ ”وہ ہستی“ جو یہ تمام افعال سرانجام دیتی ہے اور ان اشیاء کی تخلیق اور تدبیر میں منفرد ہے وہ ﴿اللّٰهُ رَبُّكُمْ﴾ ”اللہ ہے‘ رب تمہارا“ تمام مخلوق پر فرض ہے کہ وہ اس کی الوہیت وعبودیت کو تسلیم کرے جس نے اپنی نعمتوں کے ذریعے سے تمام جہانوں کی ربوبیت فرمائی اور اپنے فضل وکرم سے ان کو غذا مہیا کی ﴿فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾ ”پھر تم کہاں بہکے پھرتے ہو؟“ یعنی تم کہاں پھرے جاتے ہو اور جو اس شان کا مالک ہے اس کی عبادت کو چھوڑ کر ایسی ہستیوں کی عبادت کرتے ہو جو خود اپنے لئے کسی نفع ونقصان‘ موت وحیات اور دوبارہ اٹھانے پر قادر نہیں۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے غذاؤں کی تخلیق کے مادے کا ذکر فرمایا تو اب اس احسان کا ذکر کیا جو اس نے مساکن مہیا کر کے مخلوق پر کیا ہے اور ہر وہ چیز تخلیق کر کے جس کے بندے محتاج ہوتے ہیں‘ مثلاً روشنی‘ تاریکی اور وہ تمام منافع اور مصالح جو اس پر مترتب ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا: ﴿فَالِقُ الْاِصْبَاحِ﴾ ”پھاڑ نکالنے والا ہے صبح کی روشنی کا“ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ دانے اور گٹھلی کو پھاڑتا ہے اسی طرح اندھیری رات کے اندھیروں کو جو تمام روئے زمین کو ڈھانپ لیتے ہیں‘ صبح کے اجالے کے ذریعے سے پھاڑتا ہے جو دھیرے دھیرے تاریکی کے پردے کو چاک کئے چلا جاتا ہے حتیٰ کہ تمام تاریکی ختم ہو جاتی ہے اور مخلوق اپنے مصالح‘ معاش اور اپنے دین ودنیا کے فوائد کے حصول میں مصروف ہو جاتی ہے۔

چونکہ مخلوق سکون‘ آرام اور ٹھہرنے کی محتاج ہوتی ہے اور یہ امور دن اور رات کے وجود کے بغیر مکمل نہیں ہوتے ﴿وَجَعَلَ﴾ اللہ تعالیٰ نے بنایا ﴿الَّيْلَ سَكَنًا﴾ ”رات کو آرام کے لئے“ جس میں آدمی اپنے گھروں اور خواب گاہوں میں‘ جانور اور مویشی اپنے ٹھکانوں میں اور پرندے اپنے گھونسلوں میں آرام کرتے ہیں اور سب راحت اور آرام میں سے اپنا اپنا حصہ وصول کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ اسے روشنی کے ذریعے سے زائل کر دیتا ہے اور یہ سلسلہ ہمیشہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ ﴿وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا﴾ ”اور سورج اور چاند حساب کے لئے“ اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند بنائے جن کے ذریعے سے زمان واوقات کی پہچان کی جاتی ہے‘ ان کے ذریعے سے عبادات کے اوقات منضبط ہوتے ہیں‘ معاملات کی مدت مقرر ہوتی ہے اور سورج اور چاند کے وجود ہی سے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ کتنا وقت گزر گیا ہے۔ اگر سورج اور چاند کا وجود اور ان کا باری باری ایک دوسرے کے پیچھے آنا

نہ ہوتا تو عامتہ الناس ان تمام امور کو معلوم کرکے علم میں اشتراک نہ کر سکتے بلکہ چند افراد کے سوا کوئی بھی ان امور کی معرفت حاصل نہ کر پاتا اور وہ بھی نہایت کوشش اور اجتہاد کے بعد اور اس طرح تمام ضروری مصالح فوت ہو جاتے۔

﴿ ذٰلِكَ ﴾ یہ مذکورہ اندازہ ﴿ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴾ ”اندازہ ہے غالب جاننے والے کا“ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا غلبہ ہے کہ یہ بڑی بڑی مخلوق اس کی تدبیر کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہے اور اس کے حکم سے مطیع اور مسخر ہو کر اپنے راستے پر جاری و ساری ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جو حدود مقرر کر دی ہیں وہ اس سے سر مو انحراف نہیں کر سکتی' آگے ہو سکتی ہے نہ پیچھے۔ ﴿ الْعَلِيْمِ ﴾ وہی ہستی ہے جس کے علم نے تمام ظاہر و باطن اور اوائل و اواخر کا احاطہ کر رکھا ہے اور اس کے علم محیط کی عقلی دلیل یہ ہے کہ اس نے بڑی بڑی مخلوقات کو ایک اندازے پر ایک انوکھے نظام کے ذریعے سے مسخر کر رکھا ہے کہ جس کے حسن و کمال اور مصالح اور حکمتوں کے ساتھ اس کی مطابقت کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

﴿ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ﴾ ”وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لئے ستارے' تاکہ ان کے ذریعے سے تم راستے معلوم کرو' خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں“ جب راستے تم پر مشتبہ ہو جاتے ہیں اور مسافر کا سفر تحیر کا شکار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو راستے دکھانے کے لئے ستاروں کو تخلیق فرمایا۔ لوگ اپنے مصالح' سفر تجارت اور دیگر سفروں میں ان راستوں کی پہچان کے محتاج ہوتے ہیں۔ کچھ ستارے ایسے ہیں جو ہمیشہ دکھائی دیتے ہیں اور اپنی جگہ نہیں چھوڑتے۔ کچھ ستارے ہمیشہ رواں دواں رہتے ہیں۔ ستاروں کی معرفت رکھنے والے ستاروں کی رفتار کو پہچانتے ہیں' بنابریں وہ سمتیں اور اوقات معلوم کر سکتے ہیں۔ یہ آیت کریمہ اور اس قسم کی دیگر آیات دلالت کرتی ہیں کہ ستاروں کی رفتار اور ان کے محل و مقام کا علم حاصل کرنا مشروع ہے جسے ستاروں کی رفتار کے علم سے موسوم کیا جاتا ہے' کیونکہ اس کے بغیر راستوں کے علم سے بہرہ ور ہونا ممکن نہیں۔

﴿ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ ﴾ ”ہم نے آیات کھول کھول کر بیان کر دیں۔“ یعنی ہم نے نشانیوں کو بیان کر کے واضح کر دیا ہے اور ہر جنس اور نوع کو ایک دوسری سے ممیز کر دیا' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی آیات صاف ظاہر اور عیاں ہو گئیں ﴿ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴾ ”جاننے والوں کے لیے۔“ یعنی ہم نے ان آیات کو ان لوگوں کے سامنے واضح کر دیا جو علم اور معرفت سے بہرہ ور ہیں' کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جن کی طرف خطاب کا رخ ہے اور جن سے جواب مطلوب ہے۔ بخلاف جہلاء اور اہل جفا کے جو اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس علم سے منہ موڑتے ہیں جسے لے کر انبیاء و مرسلین مبعوث ہوئے۔ کیونکہ ان کے سامنے بیان کرنا ان کو کوئی فائدہ نہیں دیتا اور ان کے سامنے اس کی تفصیل بیان کرنے سے ان کا التباس رفع نہیں ہو سکتا اور اس کی توضیح سے ان کا اشکال دور نہیں ہوتا۔

﴿ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ﴾ ''اور وہی ذات ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا'' اور وہ آدم ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے تمام نسل انسانی کو پیدا کیا جس نے روئے زمین کو بھر دیا ہے اور یہ اضافہ بڑھتا جا رہا ہے۔ نسل انسانی کے افراد کی خلقت' ان کے اخلاق اور اوصاف میں اس قدر تفاوت ہے کہ ان کو ضبط میں لانا اور ان کے تمام اوصاف کا ادراک ممکن ہی نہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کا مُسْتَقَر یعنی ان کی غایت وانتہا مقرر فرما دی ہے جس کی طرف ان کو لے جایا جا رہا ہے اور وہ ہے آخرت کی جائے قرار' اس سے آگے کوئی غایت ومنتہا نہیں۔ دنیا وہ گھر ہے جہاں رہنے کے لئے مخلوق کو پیدا کیا گیا اور ان کو اس لئے وجود میں لایا گیا تاکہ وہ ان اسباب کے لئے بھاگ دوڑ کریں جو زمین میں پیدا ہوتے ہیں اور زمین ان سے آباد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے آباء کی پشتوں میں اور ماؤں کے رحموں میں امانت رکھ دیا' وہاں سے یہ امانت اس دنیا میں آ جاتی ہے' پھر برزخ میں منتقل ہو جاتی ہے۔ ہر جگہ اس کی حیثیت امانت کی ہوتی ہے جس کو ٹھہراؤ اور ثبات نہیں بلکہ منتقل ہوتی رہتی ہے' یہاں تک کہ دار آخرت میں اسے پہنچا دیا جائے جو اس کا مستقر ومقام ہے۔ رہا دنیا کا یہ گھر تو یہ صرف گزرگاہ ہے ﴿ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴾ ''تحقیق ہم نے کھول کر بیان کر دیں نشانیاں' ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں'' تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی آیات کو سمجھیں اور اس کے دلائل و براہین کا فہم حاصل کریں۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا

اور وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی' پس نکالیں ہم نے اسکے ذریعے سے نباتات ہر چیز کی' پھر نکالا ہم نے اس سے سبزہ

نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ

نکالتے ہیں ہم اس سے دانے باہم جڑے ہوئے اور کھجوروں کے شگوفے سے گچھے جھکے ہوئے اور (نکالے) باغات

مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ

انگوروں اور زیتون اور انار کے' ملتے جلتے ہیں (پتے انکے) اور مختلف ہیں (پھل انکے)' دیکھو اس کے پھل کو جبکہ وہ پھل لائے

وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٩٩﴾

اور اس کا پکنا' بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ان کے لیے جو ایمان لاتے ہیں ○

اس آیت کریمہ میں مذکور نعمت اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے' انسان اور دیگر مخلوق جس کے سخت محتاج ہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ضرورت اور حاجت کے وقت پے در پے پانی برسایا' اس پانی کے ذریعے سے ہر قسم کی نباتات اگائی جسے انسان اور حیوانات کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مخلوق اس نباتات کو کھاتی ہے' اس کے عطا کردہ رزق سے انبساط محسوس کرتی ہے' لوگ اس کے احسان پر خوش ہوتے ہیں اور

ان سے قحط اور خشک سالی دور ہو جاتی ہے۔ پس دل خوش ہو جاتے ہیں اور چہرے نکھر جاتے ہیں' بندوں کو اللہ رحمان ورحیم کی بے پایاں رحمت نصیب ہوتی ہے جس سے وہ متمتع ہوتے ہیں' اس سے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں۔ یہ چیز ان پر واجب ٹھہراتی ہے کہ وہ اس ہستی کا شکر ادا کریں جس نے انہیں یہ نعمتیں عطا کی ہیں اور اس کی عبادت' اس کی طرف انابت اور اس کی محبت میں اپنی کوشش صرف کریں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس پانی سے اگنے والے درختوں اور نباتات کا عمومی ذکر کیا تو اب (خصوصی طور پر) کھیتیوں اور کھجوروں کا ذکر فرمایا ہے' کیونکہ ان کی منفعت بہت زیادہ ہے اور اکثر لوگوں کی خوراک بھی انہی سے حاصل ہوتی ہے۔

﴿فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ﴾ ''پھر نکالی ہم نے اس سے سبز کھیتی' ہم نکالتے ہیں اس سے'' یعنی اس سرسبز نباتات میں سے ﴿حَبًّا مُّتَرَاكِبًا﴾ ''دانے' ایک پر ایک چڑھا ہوا'' یعنی گندم' جو' مکئی اور چاول جیسی زرعی اجناس میں دانے اپنی بالیوں میں ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کے وصف میں ''ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے'' کا لفظ اشارہ کرتا ہے کہ ایک بالی میں متعدد دانے ہوتے ہیں' سب ایک ہی مادے سے خوراک حاصل کرتے ہیں' وہ ایک دوسرے سے خلط ملط نہیں ہوتے' تمام دانے متفرق ہوتے ہیں' ان کی جڑ ایک ہی ہوتی ہے''۔ یہ دانوں کی کثرت' ان کے بڑ [illegible] اور غلے کے عام ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے تاکہ کچھ تو بیج کیلئے باقی رہے اور دوسرا غلہ کھایا اور ذخیرہ کیا جا سکے۔ ﴿وَمِنَ النَّخْلِ﴾ ''اور کھجور سے'' اللہ تعالیٰ نے نکالا ﴿مِنْ طَلْعِهَا﴾ ''اس کے گابھے سے'' اور وہ کھجور کا خوشہ نکلنے سے قبل اس پر چڑھا ہوا غلاف ہے۔ پس اس غلاف میں سے کھجور کا خوشہ نکلتا ہے ﴿قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ﴾ ''پھل کے گچھے' جھکے ہوئے'' یعنی قریب قریب لگے ہوئے خوشے' جن کا حصول بہت آسان ہوتا ہے جو کوئی خوشوں کو توڑنا چاہے وہ ان کے بہت قریب ہوتا ہے۔ انہیں کھجور سے حاصل کرنا مشکل نہیں ہوتا' خواہ کھجور کا درخت کتنا ہی اونچا کیوں نہ ہو' کیونکہ کھجور کے تنے سے کٹی ہوئی شاخوں کی جگہ سیڑھیاں سی بن جاتی ہیں ان کی مدد سے کھجور پر چڑھنا آسان ہو جاتا ہے ﴿وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ﴾ ''اور (اس پانی سے) انگور' زیتون اور انار کے باغات اگائے۔'' چونکہ یہ درخت کثیر الفوائد اور عظیم وقعت کے حامل ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے درختوں اور نباتات کا عمومی ذکر کرنے کے بعد ان کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔

﴿مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ﴾ ''آپس میں ملتے جلتے بھی اور جدا جدا بھی'' اس میں اس امر کا احتمال ہے کہ اس سے مراد انار اور زیتون ہو' کیونکہ ان کے درخت اور پتے ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں اور ان کے پھل غیر مشابہ (جدا جدا) ہوتے ہیں اور اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ اس سے مراد تمام درخت اور میوے وغیرہ ہوں جن میں سے بعض ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں اور بعض ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں اور بعض اوصاف میں ایک دوسرے سے کوئی مشابہت نہیں رکھتے (بلکہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں)۔

ان تمام درختوں سے بندے فائدہ اٹھاتے ہیں' ان سے پھل اور غذا حاصل کرتے ہیں اور عبرت پکڑتے ہیں۔

بنا بریں اللہ تعالیٰ نے ان سے عبرت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے ﴿ اُنْظُرُوْٓا ﴾ "دیکھو" یعنی غور و فکر اور عبرت کی نظر سے دیکھو ﴿ اِلٰى ثَمَرِهٖٓ ﴾ تمام درختوں کے پھل کی طرف عام طور پر اور کھجور کے پھل کی طرف خاص طور پر ﴿ اِذَآ اَثْمَرَ ﴾ "جب وہ پھل لائے" ﴿ وَيَنْعِهٖ ﴾ "اور اس کے پکنے پر" یعنی اس کے شگوفے نکلنے' پھل پکنے اور اس کے پک کر سرخ ہونے کی طرف دیکھو' کیونکہ اس میں عبرت اور نشانیاں ہیں جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت' اس کے جود و احسان کی وسعت' اس کے کامل اقتدار اور بندوں پر اس کی بے پایاں عنایات پر استدلال کیا جاتا ہے۔

مگر ہر ایک تفکر و تدبر کے ذریعے سے عبرت حاصل نہیں کرتا اور یہ بھی ضروری نہیں کہ جو کوئی غور و فکر کرے وہ معنی مقصود کو پا لے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آیات الٰہی سے فائدہ اٹھانے کو مومنین کے ساتھ خاص کیا ہے' چنانچہ فرمایا: ﴿ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴾ "اس میں ایمان رکھنے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں" کیونکہ مومنین کا ایمان ان کو اپنے ایمان کے تقاضوں اور لوازم پر عمل کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور ان لوازم میں آیات الٰہی میں غور و فکر' ان سے نتائج کا استخراج' ان کا معنی مراد اور یہ آیات عقلاً' شرعاً اور فطرتاً جس چیز پر دلالت کرتی ہیں' سب شامل ہیں۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ

اور ٹھہرا لیا انہوں نے اللہ کا شریک جنوں کو حالانکہ اس نے تو انہیں پیدا کیا ہے اور گھڑ لیے انہوں نے اس (اللہ) کے بیٹے اور بیٹیاں بغیر علم کے' پاک ہے وہ

وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۧ (۱۰۰) بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ ع ۱۲ ۱۸

اور بلند ان باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں ○ وہی موجد ہے آسمانوں اور زمین کا' کس طرح ہو سکتی ہے اس کی اولاد جب کہ نہیں ہے کوئی اس کی

صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۱۰۱) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

بیوی؟ اور اسی نے پیدا کیا ہر چیز کو' اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے ○ یہ اللہ رب ہے تمہارا' نہیں کوئی معبود سوائے

هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (۱۰۲) لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ز

اس کے' خالق ہے ہر چیز کا' پس تم اسی کی عبادت کرو' اور وہ اوپر ہر چیز کے نگران ہے ○ نہیں پا سکتیں اس کو آنکھیں

وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (۱۰۳) قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ

اور وہ پا لیتا ہے آنکھوں کو' اور وہ باریک بین ہے خبردار ○ تحقیق آ چکیں تمہارے پاس دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ (۱۰۴)

پس جس نے بصیرت سے کام لیا تو اپنے ہی لیے اور جو اندھا رہا تو اسی پر ہے (وبال)' اور نہیں ہوں میں تم پر محافظ ○

اللہ تبارک و تعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ اپنے بندوں پر اس کے احسان اور واضح نشانیوں کے ذریعے سے ان کو

اپنی معرفت عطا کرنے کے باوجود مشرکین قریش وغیرہم جنوں اور فرشتوں کو اس کے شریک ٹھہراتے ہیں' ان کو پکارتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور ان میں ربوبیت اور الوہیت کی کوئی بھی صفت نہیں۔ وہ ان کو اس ہستی کا شریک ٹھہراتے ہیں جو خلق وامر کی مالک ہے اور وہ ہر قسم کی نعمت عطا کرنے والی اور تمام دکھوں اور تکالیف کو دور کرنے والی ہے۔ اور اسی طرح مشرکین نے اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ پر بہتان گھڑتے اور جھوٹ باندھتے ہوئے بغیر کسی علم کے اللہ تعالیٰ کے بیٹے بیٹیاں بنا ڈالے۔ اس سے بڑا ظالم کون ہے جو علم کے بغیر کوئی بات اللہ تعالیٰ کے ذمے لگاتا ہے اور اس پر ایسے بدترین نقص کا بہتان باندھتا ہے جس سے اس کی تنزیہہ واجب ہے' بنابریں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو مشرکین کی افترا پردازیوں سے منزہ قرار دیتے ہوئے فرمایا: ﴿سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ ''وہ ان باتوں سے جو اس کی نسبت بیان کرتے ہیں پاک ہے۔'' پس اللہ تعالیٰ ہر صفت کمال سے متصف اور ہر نقص' آفت اور عیب سے منزہ ہے۔

﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''نئی طرح پر بنانے والا آسمانوں اور زمین کا'' اللہ تعالیٰ ان کو تخلیق کرنے والا بغیر کسی سابقہ نمونے کے' ان کو مہارت کے ساتھ بہترین شکل میں' بہترین نظام اور خوبصورتی کے ساتھ بنانے والا ہے۔ بڑے بڑے عقل مندوں کی عقل اس جیسی کوئی چیز وجود میں لانے سے قاصر ہے۔ اسی طرح زمین اور آسمان کی تخلیق میں کوئی اس کا شریک بھی نہیں۔ ﴿اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ﴾ ''کیوں کر ہو سکتی ہے اس کی اولاد جب کہ اس کی بیوی ہی نہیں ہے؟'' یعنی اللہ تعالیٰ کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ وہ بے نیاز' سردار اور الٰہ حق ہے جس کی کوئی ساتھی' یعنی بیوی نہیں ہے وہ اپنی تمام مخلوق سے بے نیاز ہے۔ تمام مخلوق اس کی محتاج اور اپنے تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کے سامنے مجبور ہے اور اولاد لازمی طور پر اپنے باپ کی جنس سے ہوتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔ اس کی مخلوقات میں کوئی چیز ایسی نہیں جو کسی بھی پہلو سے اس کی مشابہ ہو۔ چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امر کا عمومی ذکر فرمایا ہے کہ اس نے تمام اشیا کو پیدا کیا ہے' اس لئے اس نے یہ بھی ذکر فرمایا کہ اس کا علم ان تمام اشیا کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ ''اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے'' تخلیق کے بعد علم کا ذکر کرنا اس دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے کہ اسے اپنی مخلوق کا علم بھی ہے اور مخلوق میں اس کی پیدا کردہ تمام چیزیں اور وہ پورا نظام ہے جس پر کائنات قائم ہے۔ اس لئے کہ اس میں خالق کے علم کی وسعت اور اس کی کامل حکمت پر دلیل ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ (الملك: ١٤/٦٧) ''بھلا جس نے پیدا کیا وہ نہیں جانتا؟ وہ تو پوشیدہ اور باریک امور سے آگاہ اور ان کی خبر رکھنے والا ہے''۔ اور فرمایا: ﴿وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ﴾ (يس: ٨١/٣٦) ''وہ بڑا پیدا کرنے والا اور علم رکھنے والا ہے''۔ ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ﴾ ''یہی اللہ تمہارا رب ہے۔'' یعنی یہ معبود' جو انتہائی تذلل اور انتہائی محبت کا مستحق ہے وہی تمہارا رب ہے

جس نے اپنی نعمتوں کے ذریعے سے تمام مخلوق کی ربوبیت کا انتظام فرمایا اور ان سے مختلف اصناف کی تکالیف کو دور ہٹایا۔ ﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ﴾ ''اس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ ہر چیز کا خالق ہے' پس تم اسی کی عبادت کرو۔'' یعنی جب یہ بات ثابت ہے کہ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' تو اپنی ہر قسم کی عبادت کا رخ اسی کی طرف پھیر دو' اپنی تمام عبادات کو اسی کے لئے خالص کرو اور ان عبادات میں صرف اسی کی رضا کو مقصد بناؤ۔ تخلیق کائنات کا مقصد بھی یہی ہے اور اسی کی خاطر ان کو پیدا کیا گیا ہے۔ ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ (الذاريات: ٥٦/٥١) ''میں نے جن وانس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں''۔ ﴿ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴾ ''اور وہ ہر چیز پر کارساز ہے۔'' یعنی تمام اشیا تخلیق وتدبیر اور تصرف کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی وکالت اور بندوبست کے تحت ہیں اور یہ بات معلوم ہے کہ وہ امر جو کسی کے تصرف میں دیا گیا ہے' اس کی استقامت' اس کا اتمام اور اس کا کمال انتظام وکیل کے حسب حال ہوتا ہے۔ تمام اشیا پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی وکالت' مخلوق کی وکالت کی مانند نہیں ہے کیونکہ مخلوق کی وکالت تو درحقیقت نیابت ہے اور اس میں وکیل اپنے موکل کے تابع ہوتا ہے۔ جہاں تک باری تعالیٰ کی ذات ہے' تو اس کی وکالت اپنی طرف سے اپنے لئے ہوتی ہے جو کمال علم' حسن تدبیر اور عدل واحسان کو متضمن ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر استدراک (کسی کوتاہی کا ازالہ) کرے' نہ اسے اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی خلل نظر آئے گا اور نہ اس کی تدبیر میں کوئی نقص اور عیب۔ اللہ تعالیٰ کی وکالت کا ایک حصہ یہ ہے کہ اس نے اپنے دین کی توضیح وتبیین کا کام اپنے ذمہ لیا اور دین کو خراب کرنے اور بدلنے والے تمام امور سے اس کی حفاظت کی اور وہ اہل ایمان کی حفاظت اور ایسے امور سے ان کو بچانے کا ضامن بنا جو ان کے دین وایمان کو خراب کرتے ہیں۔

﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ﴾ ''اسے آنکھیں نہیں پا سکتیں'' اس کی عظمت اور اس کے جلال وکمال کی بنا پر نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ یعنی نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ اگرچہ آخرت میں اس کو دیکھ سکیں گی اور اس کے چہرۂ مکرم کے نظارے سے خوش ہوں گی۔ پس ادراک کی نفی سے رؤیت کی نفی لازم نہیں آتی بلکہ مفہوم مخالف کی بنا پر رؤیت کا اثبات ہوتا ہے کیونکہ ادراک' جو کہ رؤیت کا ایک خاص وصف ہے' کی نفی رؤیت کے اثبات پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ اگر اس آیت کریمہ سے رؤیت باری تعالیٰ کی نفی مراد ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہوتا (لا تراه الابصار) یا اس قسم کا کوئی اور فقرہ۔ پس معلوم ہوا کہ آیت کریمہ میں معطلہ کے مذہب پر کوئی دلیل نہیں جو آخرت میں رب تعالیٰ کے دیدار کا انکار کرتے ہیں' بلکہ اس سے ان کے مذہب کے نقیض (برعکس) کا اثبات ہوتا ہے۔

﴿ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ﴾ ''اور وہ آنکھوں کو پا سکتا ہے'' یعنی وہی ہے جس کے علم نے ظاہر وباطن کا احاطہ

کر رکھا ہے' اس کی سماعت تمام جہری اور خفیہ آوازوں کو سنتی ہے اور بصارت تمام چھوٹی بڑی مرئیات کو دیکھتی ہے۔ بنا بریں فرمایا: ﴿وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ ''اور وہ نہایت باریک بین' خبردار ہے''۔ یعنی جس کا علم اور خبر بہت باریک اور دقیق ہے حتیٰ کہ اسرار نہاں' چھپی ہوئی چیزوں اور باطن کا بھی ادراک کر لیتا ہے۔ یہ اس کا لطف و کرم ہے کہ وہ اپنے بندے کی اس کے دینی مصالح کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور ان مصالح کو اس کے پاس اس طریقے سے پہنچاتا ہے کہ بندے کو اس کا شعور تک نہیں ہوتا اور اسے ان مصالح کے حصول کے لئے تگ و دو نہیں کرنی پڑتی۔ وہ اپنے بندے کو ابدی سعادت اور دائمی فلاح کی منزل پر اس طرح پہنچاتا ہے جس کا وہ اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ وہ بندے کے لئے ایسے امور مقدر کر دیتا ہے جنہیں بندہ ناپسند کرتا ہے اور ان کی وجہ سے دکھ اٹھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ان کو دور کرنے کی دعا کرتا ہے' مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کا دین اس کے لئے زیادہ درست ہے اور اس کا کمال انہی امور پر موقوف ہے۔ پاک ہے وہ لطف و کرم والی باریک بین ذات جو مومنوں کے ساتھ بہت رحیم ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات اور واضح دلائل کو بیان کر دیا جو تمام مطالب و مقاصد میں حق پر دلالت کرتی ہیں تو ان کو آگاہ کر کے خبردار کر دیا کہ ان کی ہدایت اور گمراہی خود ان کی ذات کے لئے ہے۔ پس فرمایا: ﴿قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ ''تحقیق آچکیں تمہارے پاس نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے'' یعنی تمہارے پاس ایسی آیات آ گئی ہیں جو حق کو واضح کرتی ہیں۔ وہ قلب کے لئے حق کو ایسے واضح اور نمایاں کر دیتی ہیں جیسے آنکھوں کے سامنے سورج' کیونکہ یہ آیات فصاحت لفظ' بیان و وضوح' معانی جلیلہ کے ساتھ مطابقت اور حقائق جمیلہ پر مشتمل ہیں۔ اس لئے کہ یہ اس رب کی طرف سے صادر ہوئی ہیں جو اپنی مختلف ظاہری اور باطنی نعمتوں کے ذریعے سے اپنی مخلوق کی تربیت کرتا ہے اور ان میں جلیل ترین نعمت تبیین آیات اور توضیح مشکلات ہے۔

﴿فَمَنْ اَبْصَرَ﴾ ''پس جس نے دیکھ لیا'' جو کوئی ان آیات کے ذریعے سے عبرت کے مواقع دیکھ لیتا ہے اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتا ہے ﴿فَلِنَفْسِهٖ﴾ ''تو یہ خود اس کی ذات کے لئے ہے'' کیونکہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور قابل تعریف ہے ﴿وَمَنْ عَمِيَ﴾ ''اور جو اندھا رہا'' یعنی وہ دیکھتا تو ہے مگر بصیرت کے ساتھ غور و فکر نہیں کرتا' اسے زجر و توبیخ کی جاتی ہے مگر وہ اسے قبول نہیں کرتا' اس کے سامنے حق واضح کیا جاتا ہے مگر وہ اس کی اطاعت کرتا ہے نہ اس کے سامنے جھکتا ہے' پس اس کے اندھے پن کا نقصان اسی کے لئے ہے۔ ﴿وَمَآ اَنَا﴾ یعنی اے رسول ﷺ! کہہ دیجئے ''اور نہیں ہوں میں'' ﴿عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ﴾ ''تم پر نگہبان'' کہ میں تمہارے اعمال پر نظر رکھوں اور دائمی طور پر ان کی نگرانی کروں' میری ذمہ داری تو صرف پہنچا دینا ہے اور میں نے یہ ذمہ داری ادا کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھ پر نازل کیا تھا میں نے پہنچا دیا اور یہی میرا فرض ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ

میرے فرائض میں شامل نہیں۔①

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (۱۰۵)

اور اسی طرح پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں ہم آیات اور تاکہ کہیں وہ پڑھا ہے تو نے (کسی سے) اور تاکہ ہم بیان کریں وہ ان لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں ○

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۰۶) وَلَوْ

پیروی کریں اس چیز کی جو وحی کی جاتی ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نہیں کوئی معبود مگر وہی اور اعراض کیجیے مشرکین سے ○ اور اگر

شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۗ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ (۱۰۷)

چاہتا اللہ تو نہ شرک کرتے وہ، اور نہیں بنایا ہم نے آپ کو ان پر محافظ اور نہیں ہیں آپ ان کے ذمے دار ○

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذٰلِكَ

اور مت گالی دو ان کو جنہیں پکارتے ہیں وہ اللہ کے سوا پس گالی دیں گے وہ (بھی) اللہ کو حد سے گزرتے ہوئے بغیر علم کے اسی طرح

زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۰۸)

مزین کر دیا ہم نے ہر امت کیلئے انکا عمل، پھر طرف اپنے رب کی انکی واپسی ہے، پس وہ خبر دے گا انہیں انکی جو تھے وہ عمل کرتے ○

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ایک ایسے کام سے روکا ہے جو بنیادی طور پر جائز بلکہ مشروع ہے اور وہ ہے مشرکین کے معبودوں کو سب وشتم کرنا۔ جن کے بت بنائے گئے اور جن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ معبود بنا لیا گیا ہے، ان کی اہانت اور سب وشتم سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے، لیکن چونکہ یہ سب وشتم مشرکین کے لئے اللہ رب العالمین کو سب وشتم کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے جس عظیم ذات کی، ہر عیب و آفت اور سب وشتم سے تنزیہ واجب ہے اس لئے مشرکین کے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے روک دیا گیا ہے، کیونکہ وہ اپنے دین میں متعصب ہیں اور اپنے دین کے لئے جوش میں آ جاتے ہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے اعمال کو ان کے لئے مزین کر دیا ہے۔ وہ اعمال انہیں اچھے دکھائی دیتے ہیں لہذا وہ ہر طریقے سے ان کی مدافعت کرتے ہیں، حتیٰ کہ اگر مسلمان ان کے معبودوں کو گالی دیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو بھی گالی دیئے بغیر نہیں رہتے جس کی عظمت ابرار و فجار کے دلوں میں راسخ ہے۔

مگر تمام مخلوق کو انجام کار قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا ہے، پھر انہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور ان کے اعمال پیش کئے جائیں گے اور جو وہ اچھا برا کام کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو آگاہ کرے گا۔

اس آیت کریمہ میں اس شرعی قاعدہ پر دلیل ہے کہ وسائل کا اعتبار ان امور کے ذریعے سے کیا جاتا ہے جن تک یہ پہنچاتے ہیں چنانچہ امور محرمہ کی طرف لے جانے والے وسائل و ذرائع حرام ہیں، خواہ وہ فی نفسہ حلال ہی کیوں نہ ہوں۔

---

① مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے آیت نمبر ۱۰۴ کے بعد آیت نمبر ۱۰۵ تا ۱۰۷ کی تفسیر نہیں کی۔ از محقق

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا

اور قسمیں کھائیں انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کہ اگر آجائے انکے پاس (مخصوص) نشانی تو ضرور ایمان لائیں گے وہ اس پر کہہ دیجیے! یقیناً

الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٩﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ

نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور تمہیں کون سمجھائے یہ کہ جب وہ نشانی آجائے گی وہ ایمان نہیں لائیں گے ○ اور پھیر دیں گے ہم ان کے دل

وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١١٠﴾ ع

اور انکی آنکھیں، جیسے نہیں ایمان لائے تھے وہ اس پر پہلی مرتبہ، اور چھوڑ دیں گے ہم انکو انکی سرکشی میں، سرگرداں پھرتے ہوئے ○

یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنے والے مشرکین قسمیں اٹھاتے ہیں ﴿ بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ﴾ یعنی زوردار اور موکد قسمیں ﴿ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ ﴾ ”اگر ان کے پاس کوئی نشانی آگئی“ جو محمد مصطفی ﷺ کی صداقت پر دلالت کرتی ہو ﴿ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ﴾ ”تو وہ ضرور اس پر ایمان لے آئیں گے“۔ یہ کلام جو ان سے صادر ہوا اس سے ان کا مقصد طلب ہدایت نہ تھا بلکہ ان کا مقصد تو محض دفع اعتراض اور اس چیز کو قطعی طور پر ٹھکرانا تھا جو انبیا و رسل لے کر آئے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی آیات بینات اور واضح دلائل کے ساتھ تائید فرمائی۔ ان دلائل کی طرف التفات کرنے سے اس بات میں ادنیٰ سا شبہ اور اشکال باقی نہیں رہتا کہ جو کچھ آپ ﷺ لے کر مبعوث ہوئے ہیں وہ صحیح ہے۔ اس کے بعد ان آیات و معجزات کا مطالبہ کرنا محض تعنت ہے جس کا جواب دینا لازم نہیں، بلکہ کبھی کبھی ان کو جواب نہ دینا ان کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اس کی سنت یہ ہے کہ اس کے انبیا و رسل سے معجزات کا مطالبہ کرنے والوں کے پاس جب معجزات آجاتے ہیں اور وہ ان پر ایمان نہیں لاتے تو ان پر عذاب بھیج دیا جاتا ہے۔ بنابریں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ﴾ ”کہہ دیجیے! کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں“۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی ہے جو جب چاہتا ہے معجزات نازل کرتا ہے اور وہ جب چاہتا ہے روک دیتا ہے۔ میرے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔ لہٰذا مجھ سے تمہارا مطالبہ کرنا ظلم اور ایسی چیز کا مطالبہ ہے جس پر مجھے کوئی اختیار نہیں، تاہم تمہارا مقصود اس سے صرف اس چیز کی توضیح و تصدیق ہے جو میں لایا ہوں جب کہ وہ ثابت شدہ امر ہے۔ بایں ہمہ یہ بھی معلوم نہیں کہ جب ان کے پاس یہ نشانیاں آجائیں گی تو یہ ان پر ایمان لے آئیں گے اور ان کی تصدیق کریں گے۔ بلکہ ان کے احوال یہ ہیں کہ وہ غالب طور پر صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق سے محروم ہونے کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔ بنابریں فرمایا: ﴿ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ ”اور تمہیں کیا معلوم کہ جب ان کے پاس نشانیاں آ بھی جائیں، تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے“۔

﴿ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴾ ”اور ہم الٹ دیں گے ان کے دل اور ان کی آنکھیں جیسے کہ ایمان نہیں لائے نشانیوں پر پہلی بار اور ہم چھوڑے رکھیں

گے ان کو ان کی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے۔“ یعنی جب ان کے پاس حق کی دعوت دینے والا آیا اور ان پر حجت قائم ہو گئی مگر وہ ایمان نہیں لائے۔ اس پہلی مرتبہ کے انکار کے نتیجے میں ہم ان کو عذاب دیں گے ان کے دلوں کو حق سے پھیر کر' ان کے اور ایمان کے درمیان حائل ہو کر اور صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق سے محروم کر کے۔ یہ بندوں کے ساتھ اس کا عدل اور اس کی حکمت ہے۔ انہوں نے اپنے آپ پر جرم کا ارتکاب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دروازہ کھولا مگر وہ اس میں داخل نہیں ہوئے' اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ہدایت کا راستہ واضح کر دیا' لیکن وہ اس پر گامزن نہ ہوئے۔ اگر اس کے بعد ان کو توفیق سے محروم کر دیا گیا تو یہ ان کے احوال کے عین مطابق ہے۔

* * *